سلسلہ مطبوعات اقتصادیات 01

مضاربت میزان شریعت میں

www.KitaboSunnat.com

تالیف

ڈاکٹر شاہ فیض الابرار صدیقی

محمد طیب معاذ

محمد یونس ربانی

نظر ثانی

الشیخ محمد شریف

خریج جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ (مفتی جامعہ ابی بکر الاسلامیہ)

تقریظ

فضیلۃ الشیخ ضیاء الرحمن المدنی حفظہ اللہ (نائب مدیر جامعہ ابی بکر الاسلامیہ)

فضیلۃ الاستاذ ڈاکٹر عبد الحئ المدنی حفظہ اللہ (پروفیسر این ای ڈی یونی ورسٹی کراچی)

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر مقبول احمد مکی حفظہ اللہ (استاذ الحدیث جامعہ ابی بکر الاسلامیہ)

مرکز الترجمہ و التحقیق للاقتصاد الاسلامی

جامعہ ابی بکر الاسلامیہ گلشن اقبال کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب وسنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مجلس التحقیق الاسلامی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (**Upload**) کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (**Download**) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

مضاربت میزان شریعت میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلسلہ مطبوعات اقتصادیات 01
جامعہ ابی بکر الاسلامیہ

مضاربت میزان شریعت میں

تالیف

ڈاکٹر شاہ فیض الابرار صدیقی
محمد یونس ربانی
محمد طیب معاذ

تقاریظ

الشیخ ضیاء الرحمن المدنی نائب مدیر جامعہ ابی بکر الاسلامیہ
ڈاکٹر عبدالحی المدنی پروفیسر این ای ڈی یونیورسٹی کراچی
ڈاکٹر مقبول احمد مکی استاذ الحدیث جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی

باہتمام
مرکز الترجمہ والتحقیق للاقتصاد الاسلامی جامعہ ابی بکر الاسلامیہ گلشن اقبال کراچی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی محفوظ ہیں

نام کتاب: مضارب میزان شریعت میں

مولفین: ڈاکٹر شاہ فیض الابرار صدیقی، محمد طیب معاذ، یونس ربانی

تقریظ: پروفیسر ڈاکٹر عبدالحیٰ المدنی (این ای ڈی یونی ورسٹی کراچی)

تقریظ: ڈاکٹر مقبول احمد مکی استاذ الحدیث جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی

ڈیزائننگ: محمد ساجد

اہتمام: مرکز الترجمہ والتحقیق للاقتصاد الاسلامی کراچی mttii2016@gmail.com

ناشر: جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی

اشاعت اول: اپریل 2017

تعداد: 1000

طابع: فضلی سنز کراچی

ملنے کے مقامات

فضلی بک سپر مارکیٹ اردو بازار کراچی: 02132212991

مکتبہ قدوسیہ لاہور: 04237351124

مکتبہ الفرقان: 03214210145

جامعہ ابی بکر الاسلامیہ: 03002142534

جامع مسجد سلمان فارسی راڈو بنگلوز ٹیلی فون ایکسچینج بلاک 12 گلستان جوہر کراچی

فون 03002118973 : 02134620244

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتساب

اپنے مربی و محسن

استاذ محترم فضیلۃ الشیخ پروفیسر محمد ظفر اللہ رحمہ اللہ

کے نام

جن کے علمی و عملی احسانات کے قرض کی ادائیگی

اس کتاب کی صورت میں کرنے کے قابل ہوئے

الحمد للہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلمہ شکر

الحمدللہ بفضلہ و منہ و کرمہ اسی کی توفیق سے یہ مقالہ مکمل ہوا جو مسبب الاسباب، اور مدبر الامور ہے۔

اس تحقیقی مقالہ کے پایہ تکمیل تک پہنچنے میں بہت سے احباب کا علمی و عملی تعاون ساتھ رہا بالخصوص **فضیلۃ الشیخ ضیاء الرحمن المدنی** نائب مدیر جامعہ ابی بکر الاسلامیہ جنہوں نے اس کام کے لیے تمام تر انتظامی وسائل میں معاونت میں کوئی کمی نہیں چھوڑی، اسی طرح اپنے محسن السید/ **اسماعیل شیخانی** حفظہ اللہ کی عملی حوصلہ افزائی کا ساتھ رہا۔ استاد محترم **ڈاکٹر عبدالحئی المدنی** حفظہ اللہ پروفیسر این ای ڈی یونی ورسٹی کا علمی تعاون حاصل رہا۔ جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کے اساتذہ میں سے **ڈاکٹر مقبول احمد مکی** حفظہ اللہ خریج ام القری یونی ورسٹی مکہ المکرمہ، **ڈاکٹر حافظ افتخار احمد شاہد** حفظہ اللہ خریج جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ، **مفتی محمد شریف** حفظہ اللہ خریج جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ جنہوں نے دقت نظر سے اس مقالہ کی نظر ثانی کی اور مفید آراء رقم کی۔ اس مقالہ کی تیاری میں میں اپنی اہلیہ ام حماد حفظہا اللہ کا شکر گذار ہوں جنہوں نے ہمیشہ کی طرح اس کام کے لیے گھر کی بہت سی ذمہ داریوں سے مجھے فارغ کر دیا۔ اس مقالہ کی تکمیل میں میرے نوجوان ساتھی اساتذہ جامعہ ابی بکر الاسلامیہ **شیخ محمد طیب معاذ** حفظہ اللہ اور **شیخ یونس ربانی** حفظہ اللہ کا عملی و علمی تعاون (معلومات کا جمع کرنا، ترتیب لگانا اور متعلقہ مواد کا ترجمہ) اگر ساتھ نہ ہوتا تو شاید اس مقالہ کی تکمیل ممکن نہ تھی۔ لہذا مذکورہ بالا تمام احباب کے لیے وہ دعائیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل ایمان کے لیے کی یا اللہ ان سب کو خیر کثیر، خیر کثیر کی توفیق، خیر کثیر پر استقامت اور ثابت قدمی عطا فرما۔ آمین اللھم آمین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست موضوعات

کلمہ شکر 02
تقریظ الشیخ ضیاء الرحمن المدنی نائب مدیر جامعہ ابی بکر الاسلامیہ 11
تقریظ ڈاکٹر عبد الحیٔ المدنی پروفیسر این ای ڈی یونی ورسٹی کراچی 13
تقریظ ڈاکٹر مقبول احمد مکی استاذ الحدیث جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی 15
پیش لفظ 18

باب اول

اسلام کے نظام اقتصاد کے بنیادی خصائص وضوابط 21

تمہید: 23
مال کا حقیقی مالک اللہ تعالی ہے اور انسان کے پاس بطور امانت ہے 27
کسبِ معاش ہر انسان کا حق ہے 27
حصول مال کے آداب 29
دولت سے دولت نہیں پیدا کی جائے گی 34
فطری نظامِ معیشت کا قیام 37
حق دار کو حق پہنچانا 37
ارتکازِ دولت کا خاتمہ 38
صدقہ وخیرات اور انفاق کی ترغیب 39
انفاق فی سبیل اللہ کے فضائل 42

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استبداد مال جائز نہیں 44
حلال اور پاک اشیاء کی تجارت جائز ہے 48
اسلامی نظامِ معیشت کی بنیادیں 52
اسلامی اقتصادی نظام کا نظری تصور 56
اسلامی اقتصادی نظام کا عملی تصور 58
ملکیتِ مال اسلام کی رو سے 63
ملکیت کی اقسام 64
ملکیت کے اسباب 64
انسان کی بنیادی ضروریات 72
انسانی جان ومال اور عزت وآبرو کی حفاظت 78
اسلام میں تصور محنت واجرت 81
محنت کی تعریف 86
آداب واحکام خرید وفروخت 90
بیع کا تعارف 91
بیع اور تجارت کا باہمی فرق 91
خرید وفروخت کی اجازت کا مفہوم 92
خرید وفروخت کے متعلق بنیادی ہدایات 92
فریقین کے لیے ہدایات 93
خریدنے سے پہلے بیچنا ممنوع ہے: 96

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبضہ سے قبل فروخت کی ممانعت 99

باب دوم

مضاربت تاریخی و اخلاقی پس منظر 107

مضاربت، تاریخی پس منظر 111

قبل از اسلام شراکت و مضاربت کا عمومی تصور 111

قبل از اسلام عربوں میں شراکت و مضاربت کا تصور 113

رسول اللہ ﷺ کے تجارتی اسفار 121

مضاربت کی اہمیت و ضرورت اور فوائد 123

مضاربت کا اخلاقی پہلو 126

باب سوم

مضاربت تعارف، اقسام و احکام 143

مضاربت کی لغوی و اصطلاحی تعریف 145

مترادف اصطلاحات 151

مشروعیت مضاربت شرعی دلائل کی روشنی میں 154

ارکان مضاربت 167

مضاربت کی شروط 172

شروط برائے الفاظ عقد 173

معاہدہ کرنے والوں کے متعلق شروط 176

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاہدہ کی تعریف 176
غیر مسلم کے ساتھ مضاربت 178
مال مضاربت کی شروط 183
سرمایہ کا نقدی یا عروض (سامان) کے متعلق فقہاء کا اختلاف 185
سرمایہ کا نقد ہونا 192
سرمایہ کو مضارب کے حوالے کرنا 195
منافع کے متعلق شروط 198
کیا شریعت نے نفع کی کوئی حد مقرر کی ہے؟ 198
شروط منافع 200
منافع کی تقسیم فی صد میں 201
نفع و نقصان کی تقسیم 204
کام کے متعلق شروط 206
مضارب کا دائرہ کار 207
اقسام مضاربت 207
منافع میں سے کچھ حصہ معین کرنے کے متعلق شرائط عائد کرنا 211
مال مضاربت کے متعلق ضمانت کی شروط 212
مضارب کے حقوق 214
مال مضاربت کا تلف ہونا 216
کام سے پہلے کچھ مال کا ضائع ہونا 217

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کام شروع کرنے کے بعد مال کا تلف ہونا 218
مالک اور عامل کے مابین اختلاف کی صورتیں 219
عموم و خصوص میں رب المال اور مضارب کا اختلاف 219
نفع کے مشروط جزو کی مقدار میں رب المال اور مضارب میں اختلاف 220
راس المال کی صفت میں دونوں کا اختلاف 221
راس المال کے تلف ہونے میں رب المال اور مضارب کا اختلاف 222
راس المال کا رب المال کو واپس کرنے میں فریقین کا اختلاف 223
مضاربت کا فسخ ہونا 223
مضاربت مطلقہ میں تصرفات مضارب 227
مضارب کے تصرفات اخراجات 227
مال مضاربت سے زائد خرید و فروخت کرنا 233
مال مضاربت میں دوسرا مال کا ملانا 234
مضارب کا ادھار خرید و فروخت کرنا 236
مضارب کا مال مضاربت کو کسی اور مضاربت پر لگا دینا 238
مضاربت مقیدہ میں تصرفات مضارب 241
کسی خاص چیز کی تجارت کی پابندی 243
نقد خرید و فروخت 244
عقد مضاربت میں فریقین کا متعدد ہونا 247
محنت کشوں کا متعدد ہونا 248

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقد مضاربت میں عورت کی شراکت 250
مضاربت فاسدہ 256

باب چہارم

مضاربت سے متعلق علمائے امت کی جہود مبارکہ 267

مضاربت سے متعلق مستقل تصنیفات بزبان اردو 269
مضاربت سے متعلق فتاوی جات 278
مشترکہ کاروبار کرنا 278
مضاربت کسے کہتے ہیں؟ اور مضاربت کے اصول 282
مضاربت اور مشارکت میں فرق 283
مضاربت میں اخراجات سے متعلق شرعی رہنمائی 284
مضاربت کی مختلف شکلیں اور اُن کے اَحکام 286
مضاربت کی ایک شکل اور اُس کا حکم 287
مجہول طریقے پر مضاربت کا معاملہ 289
مدیون کا مال دین سے مضاربت کا مسئلہ 290
مضارب پر مخالفت شرط کی وجہ سے ضمان کا حکم 291
سودی کاروبار کرنے والے غیر مسلم کے ساتھ پارٹنر شپ 292
مضاربت کمپنی اور شیئرز سے متعلق شرعی رہنمائی 294
شراکتی کمپنیوں کی شرعی حیثیت 303

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجنبی کمپنیوں کے حصص کی خریداری کا شرعی حکم کیا ہے؟ 306
مضاربت میں نفع ونقصان کی بابت شرعی رہنمائی........................ 308
بنک اور مضاربت........................ 331
مضاربت فاسدہ 334
اصطلاحات مضاربت 335
اختتامیہ........................ 344
فہرست مراجع ومصادر 357

OOO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

فضیلۃ الشیخ ضیاء الرحمن المدنی حفظہ اللہ

فاضل جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی، فاضل کلیۃ الشریعۃ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

نائب مدیر جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی

الحمدللہ والصلاۃ والسلام علی رسولہ وعلی اصحابہ و علی من اتبع الی یوم القیامۃ وبعد :

عصر حاضر کا اگر تجزیاتی مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ 30 سالوں میں دنیا میں جتنی تبدیلیاں رونما ہوئی وہ سابقہ ادوار میں نہ ہوئی اور انہی تبدیلیوں میں سے ایک خوش آئند تبدیلی جو سامنے آئی وہ کویت، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، ملائشیا وغیرہ میں اسلامی بینکاری کے حوالے سے اٹھائے گئے مثبت عملی اقدامات ہیں جو بلاشک وشبہ ایک مثبت آغاز قرار دیے جاسکتے ہیں۔ عالم اسلام کو جس طرح عالم کفر کے سودی نظام معیشت نے اپنے تسلط میں لیا ہوا ہے اس کے بعد بجا طور پر یہ کہا جاسکتا ہے۔

اس حوالے سے عالم اسلام کے مختلف اداروں میں مراکز قائم کیے جاچکے ہیں جن میں باقاعدہ اقتصادیات کے حوالے سے تھنک ٹینک کام کر رہے ہیں بلکہ بعض اداروں نے تو اسے اپنے نصاب کا حصہ بھی بنایا۔ والحمد للہ علی ذلك

اسی سلسلے کی ایک کڑی جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کے اساتذہ، انتظامیہ اور کچھ محسنین کی طویل مشاورت کے بعد ایک شعبہ قائم کیا گیا جسے مرکز الترجمۃ والتحقیق للاقتصاد الاسلامی کا نام دیا گیا اس مرکز کے تحت جن امور پر کام کرنے پر اتفاق ہوا وہ درج ذیل ہیں :

اول: مختلف عصری اقتصادی موضوعات پر شریعت اسلامیہ کی روشنی میں تحقیقی مقالہ جات تحریر کیا جانا جس میں ان موضوعات کی عصری تطبیقات کا ذکر بھی کیا جائے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوم: کبار مشائخ کی زیر نگرانی مختصر دورانیہ کی تعلیمی ورکشاپس کا انعقاد جو کہ اقتصادیات سے متعلق ہوں گی اور ان میں اقتصادی نصوص کا علمی احاطہ اور جدید اقتصادی اداروں کا تعارف اور ان کے حوالے سے شرعی احکام۔

سوم: ایک سالانہ مجلہ جو اسلامی اقتصادیات کے موضوعات پر مشتمل ہو گا۔

اس مرکز کی ادارت جامعہ کے ایک استاد شاہ فیض الابرار صدیقی کو دی گئی جن کے دو دیگر رفقاء بھی جامعہ کے اساتذہ ہیں۔شاہ فیض الابرار صدیقی صاحب جامعہ ابی بکر الاسلامیہ میں میرے ہم جماعت بھی رہے ہیں اور تحقیق سے ان کا بطور خاص شغف بھی ہے۔اس سلسلے کی یہ پہلی کاوش جو اسلامی تجارت میں ایک اہم موضوع یعنی مضاربت پر ہے میں نے اس کتاب کو باقاعدہ تو نہیں پڑھا لیکن جستہ جستہ مختلف مقامات سے دیکھا بالخصوص مضاربت کا تاریخی واخلاقی پس منظر اور مضاربت کے فقہی احکام وغیرہ پڑھنے سے شاہ فیض صاحب اور ان کے رفقاء محنت اور کاوش کا اندازہ ہوا۔اللهم زد فزد وبارك الله فی جهود هم و زادهم الله علما وعملا

یہ اس سلسلے کی پہلی کتاب ہے اور اس کے بعد بھی تحقیقی مقالہ جات کا یہ سلسلہ جاری و ساری رہے گا۔ ان شاء الله العزيز

میں مرکز الترجمہ کے رفقاء اور اس کے علمی و عملی معاونین کے لیے دعاگو ہوں کہ اللہ تعالی انہیں توفیق مزید عطا فرمائے۔آمین اللهم آمین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

پروفیسر ڈاکٹر عبدالحیٔ المدنی حفظہ اللہ

(فاضل مدینہ یونی ورسٹی مدینہ منورہ، استاد این ای ڈی یونی ورسٹی کراچی، چیئرمین المدنی ویلفئیر ٹرسٹ کراچی)

الحمد لله حمدا يوافي نعمه ويكافئ مزيده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده وعلى آله وصحبه ومن سار على دربه اجمعين وبعد:

دین اسلام عقائد کے بعد بنیادی طور پر دو ابواب پر مشتمل ہے: (1) عبادات (2) معاملات اگر ضخامت اور حجم کے اعتبار سے ان دونوں کا موازنہ کیا جائے تو عبادات کا باب انتہائی محدود جبکہ معاملات کا باب بہت وسیع ہے، اہمیت وضرورت کے لحاظ سے ان دونوں کا موازنہ کیا جائے تو بلاشبہ دونوں اپنی اپنی جگہ انتہائی اہم اور ضروری ہیں تاہم غافل، تارک اور منکر کی مذمت کرتے وقت معاملات میں کوتاہی کو زیادہ نفرت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔

معاملات کے باب میں معاشرت اور معیشت ہی زیادہ طور پر زیر بحث رہے ہیں، دونوں کا باہمی ربط بھی اسقدر ہے کہ معاشرت کے بے شمار امور معیشت اور اقتصاد سے جڑے ہوئے اور یوں اقتصاد نی اساسی حیثیت لے لی ہے، فرد ہو یا قوم ترقی کے لیئے انتہائی اہم حیثیت رکھتا ہے یہی وجہ کہ دشمن نے ہمیشہ اپنے مقاصد میں کامیابی کے لیئے مخالف کی معیشت کو اہم ترین ہدف بنایا اور اسے کمزور تر بنانے میں سر دھڑ کی بازی لگائی۔

معیشت کے حصول کے لئے ذرائع آمدنی کاروبار یا تجارت بہت اہم اور فائدہ بخش ذریعہ ہے اور اس میں متعدد طریقے ہیں ان میں مشارکت اور مضاربت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، مشارکت میں جملہ شرکتدار زر کے ساتھ وقت اور صلاحیتیں بھی صرف کر رہے ہوتے ہیں اور اپنے حصے کے تناسب سے نفع یا نقصان اٹھاتے ہیں جبکہ مضاربت میں ایک فریق اپنی زر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دولت لگاتا ہے دوسرا فریق صرف اپنا وقت اور صلاحیت لگاتا ہے، دولت invest کرنیوالا فریق اپنا وقت، محنت اور صلاحیت دینے کا پابند نہیں ہوتا مگر نگرانی ضرور کرتا ہے کیونکہ بنیادی طور پر نفع اور نقصان اس کا ہوتا ہے، فریق ثانی اپنی دیانتداری سے محنت کرتا ہے اور نفع ہونے کی صورت میں باہمی اتفاق سے طے شدہ تناسب سے اپنا حصہ لیتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے انتہائی کم عمری (تقریبا دس یا گیارہ سال) میں اپنے سرپرست چچا ابو طالب کو مضاربت پر تجارت کرنے کا مشورہ دیا تھا جس پر ابو طالب بہت حیران ہوئے تھے کیونکہ عرب کا وہ معاشرہ عموما مشارکت کا عادی تھا، بہت جلد ابو طالب کے گھریلو حالات بہتر ہونے لگے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے خود بھی مضاربت پر تجارت کا آغاز کیا تھا۔ تقریبا تین سے چار برس کے دوران اتنا منافع حاصل کر لیا تھا کہ پچیس سال کی عمر میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کرتے وقت حق مہر میں پانچ اونٹ دیے تھے۔

ڈاکٹر فیض الابرار صدیقی فاضل مدینہ یونیورسٹی انتہائی باصلاحیت اور صاحب بصیرت محقق عالم دین ہیں، انہوں نے مضاربت کے موضوع پر کتاب ہذا "مضاربت میزان شریعت میں" بہت خوبصورتی کے ساتھ مرتب کی ہے موضوع کی جملہ جزئیات کا احاطہ کرنے کے ساتھ ساتھ عصر حاضر میں پیش آمدہ مسائل اور ان کا حل سوالات وجوابات کی شکل میں بھی دیا ہے جبکہ آغاز میں اقتصاد اور معیشت کی اساسیات، آداب اور احکام جامعیت کے ساتھ ذکر کیے ہیں۔

اللہ تعالی اس کاوش کو ڈاکٹر فیض الابرار صدیقی، انکے اہل خانہ، دادا جان اور والدین مرحومین کے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

ڈاکٹر مقبول احمد مکی

(فاضل کلیۃ الشریعہ جامعہ ام القری مکہ المکرمہ، استاذ الحدیث جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی، مدیر مجلہ اسوہ حسنہ جامعہ ابی بکر الاسلامیہ 19 اپریل 2017ء)

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو کہ انسان کو زندگی گزارنے کے تمام اصول وضوابط اور ڈھنگ سکھلاتا ہے اسلام محض عقائد وعباداب کا نام نہیں ہے بلکہ معاملات اور اخلاقیات میں بھی ہماری رہنمائی کرتا ہے، حلال وحرام، جائز وناجائز اور طیب مال کے مکمل احکام قرآن وسنت میں بیان کیے گیے ہیں بعض لوگ عبادات کا اہتمام تو بڑے شد ومد سے کرتے ہین مگر کسب معاش میں حلال وحرام، جائز وناجائز کی بلکل فکر نہیں کرتے، جب کہ اللہ تعالی کے ہاں برگزیدہ بننے کے لیے کسب حلال اہم ترین ذریعہ ہے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے "طلب الحلال فريضة بعد الفريضة" (المعجم الكبير للطبراني) "فرائض کے بعد حلال کمائی کرنا بھی ایک فرض ہے۔"

تجارت کسب معاش کا بہترین ذریعہ ہے اگر اسے جائز اور شرعی اصولوں کے مطابق سرانجام دیا جائے تو دنیوی اعتبار سے بھی نفع بخش ہوگی اور اخروی اعتبار سے بھی انتہائی اجر وثواب کا موجب ہوگی تجارت اگرچہ دنیا کے حصول اور مالی فوائد حاصل کرنے کے لیے کی جاتی ہے لیکن نیت خالص ہونے کی وجہ سے یہی تجارت عبادت بن جاتی ہے کیونکہ حلال روزی کی تلاش اور حلال ذرائع آمدن اور اس سے بیوی، بچوں کی پرورش والدین کی ضروریات کی تکمیل اور اپنے ماتحتوں کے حقوق ادا کرنے اور غریب، مسکین اور ضرورت مند افراد کی مدد کرنے کے لیے تجارت کی جائے اور وہ بھی اسلامی شریعت کی روشنی میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان کی زندگی کے معاشی پہلوں کا جائزہ لیتے ہوئے کی جائے تو عین عبادت ہوگی ایسے تاجر کے لیے انبیاء علیہم السلام وصالحین اور شہداء کی معیت کی خوشخبری دی گئی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ، وَالصِّدِّيقِينَ، وَالشُّهَدَاءِ.(سنن الترمذي أبواب البيوع عن رسول الله ﷺ ، باب ما جاء في التجار وتسمية النبي ﷺ ، حديث:1166)

"جو تاجر تجارت کے اندر سچائی اور امانتداری کو اختیار کرے گا تو وہ قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔"

دوسری جگہ ارشاد فرمایا: " التجار یحشرون یوم القیامة فجارا الا من اتقی و بر و صدق " (المعجم الكبير للطبراني)

تجار قیامت کے روز فاسق اور فاجر بنا کر اٹھائے جائیں گے مگر جو لوگ تقوی وسچائی اور اچھی طرح سے معاملہ کرے گا وہ اس میں شامل نہیں ہوگا۔ تجارت کرنے کے بہت سے طریقے ہیں ان میں ایک اہم طریقہ مضاربت بھی ہے یہ وہ طریقہ ہے جس کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنایا تھا سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا ایک معزز مالدار اور تاجر خاتون تھیں لوگوں کو اپنا مال تجارت کے لیے دیتی تھیں اور مضاربت کے اصول پر ایک حصہ طئے کر لیتی تھیں۔ مضاربت سے مراد ایک ایسا عقد ہے جس میں صاحب مال اپنا مال واضح کیفیت اور معلوم مقدار کسی کو بغرض تجارت دیتا ہے تاکہ دونوں کو نفع حاصل ہو، بہت سے لوگوں کو تو یہ فکر ہی نہیں ہوتی کہ کسب مال کے ذرائع کیا ہیں طریقہ تجارت حلال ہے یا حرام بعض لوگوں کو یہ فکر دامن گیر ہوتی ہے لیکن انہیں جائز اور ناجائز تجارت کا علم ہی نہیں ہوتا، زیر نظر کتاب "مضاربت میزان شریعت میں" اسلامی نظام معیشت، مضاربت اور تجارت کے تمام پہلوؤں پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصول مال کے آداب اور مضاربت جائز اور ناجائز تمام اشکال پر روشنی ڈالی گئی جس میں مضاربت سے متعلقہ تمام فقہی جوانب کا احاطہ مدلل انداز میں کیا گیا ہے۔

ہمارے فاضل دوست ڈاکٹر فیض الابرار صدیقی حفظہ اللہ تعالی اور ان کے رفقاء کرام حفظہم اللہ ہدیہ تبریک و تحسین اور قدر افزائی کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس حوالے سے قابل قدر کام سرانجام دیا ہے اسلوب نگارش سادہ سلیس اور عام فہم ہے اللہ تعالی ان کی مساعی جمیلہ کو شرف قبولیت سے نوازے اور اس خدمت کو ذریعہ نجات بنائے، اللہ تعالی ہم سب کو حرام اور شبہ حرام سے بچنے کی توفیق عنایت فرمائے۔آمین یا رب العالمین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

زمانہ طالب علمی سے ہی کچھ موضوعات توجہ کا مستحق بنے جن میں سے سیرت طیبہ، قرآن مجید، اسلام کا سیاسی نظام، اور اسلام کا نظام معیشت و اقتصاد۔ بالخصوص آخر الذکر دونوں موضوعات پر شدید تشنگی محسوس ہوتی کہ عصر حاضر میں اسلامی اصول وضوابط کے انطباق کی ممکنہ اشکال کیسے، کہاں اور کس طرح ممکن ہیں۔ کیونکہ جس طرح ہمارا اقتصادی ڈھانچہ سود پر تعمیر کیا جاچکا ہے اس کے بعد سود کو اختیاری کیفیت میں اپنے نظام کا حصہ بنالینا یہ وہ کیفیت ہے جسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ حالت جنگ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

دنیا کے تمام اقتصادی نظام کا جائزہ دو پہلوؤں سے لیا جا سکتا ہے ایک پیدائش دولت اور دوم تقسیم دولت۔ اسلام نے ان دونوں پہلوؤں کو حلال و حرام کی فکر کے ساتھ بیان کیا لہذا ضرورت اس امر کی تھی کہ اسلام کے بیان کردہ نظام معیشت کو عصر حاضر کے تناظر میں سمجھا جائے تاکہ اس کی تطبیق ممکن بنائی جاسکے اس حوالے سے گذشتہ 25 سالوں میں عالم عرب میں تو بہت زیادہ تحقیقی مقالہ جات اقتصادیات پر لکھے گئے اور اردو زبان میں اس حوالے سے کام بہت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہی نظر آیا یعنی اقتصادیات پر کتب اگر شمار کی جائیں تو اس کا مجموعی عدد 150 سے تجاوز نہیں کرتا جبکہ اس کے بالمقابل علوم اسلامیہ میں مولفات و مصنفات کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہوچکی ہے۔

اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے کہ اردو زبان میں اس سے قبل مضاربت (جو پیدائش دولت اور تقسیم دولت کا ایک فطری، جائز اور شرعی طریقہ تجارت ہے) پر باقاعدہ تحقیقی کتب نہ ہونے کے برابر ہیں جیسا کہ اس کتاب کے چوتھے باب میں مضاربت پر سابقہ جہود کا ذکر کیا گیا ہے اس فہرست کو پڑھنے سے اندازہ ہوگا اور پھر ان کتب کو پڑھنے سے بخوبی علم ہوگا کہ زیادہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترکتب علمی و نظریاتی ہیں اور بعض کتب تو مخصوص سوچ کے تحت لکھی گئی جبکہ ضرورت اس امر کی تھی کہ نظریہ کو بیان کرنے کے بعد اس کی عصری تطبیقات کا بھی محاکمہ کیا جاتا لیکن کچھ کتب تو عصری تطبیقات پر بطور سند اور جواز کو ثابت کرنے کے لیے لکھی گئی جبکہ مضاربت کی عصری تطبیقات میں بے شمار پہلو ایسے ہیں جو شریعت اسلامیہ کے قوانین سے متصادم ہیں۔

ہمارے ایک محب السید/اسماعیل شیخانی حفظہ اللہ جب بھی ملتے تو اقتصادیات سے متعلقہ سوال کرتے جو تجارت کے عصری قوانین سے متعلقہ ہوتے تھے اور بقول ان کے اہل علم کی ایک بہت بڑی تعداد ان عصری اقتصادی مسائل سے ناواقف ہے اور اسلام کا نظام معیشت و اقتصاد صرف زکوۃ و وراثت تک ہی محدود نہیں ہے۔اور میں ایک طویل عرصہ سے مدارس سے وابستہ ہوں مدارس کے نصاب وغیرہ سے بھی کسی حد تک واقفیت ہے مدارس میں تجارت، اقتصاد و معیشت بطور مضمون پڑھانے کا باقاعدہ اہتمام نہ ہونے کے برابر ہے کسی مضمون کا جزو کے طور پر تو اس کی تدریس ہے اور وہ بھی صرف نظریاتی حد تک۔

میں عرصہ 6 سال سے جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی کی کلیۃ الحدیث الشریف کے چوتھے اور آخری سال میں بطور مضمون اسلامی نظام پڑھا رہا ہوں جس میں اسلام کا سیاسی نظام، اقتصادی نظام، اسلام کا عدالتی نظام، اسلام کا نظام جیش، اسلام کا معاشرتی نظام وغیرہ قابل ذکر ہیں تو ان موضوعات کو پڑھاتے جب کسی موضوع پر مواد تلاش کرنے کی ضرورت پیش آتی تو ان موضوعات پر حسب اہمیت وضرورت کام نہیں ملتا۔

لہذا اس ضرورت کو محسوس ہوتے ہوئے جامعہ ابی بکر اسلامیہ میں ایک مرکز الترجمۃ والتحقیق للاقتصاد الاسلامی کا قیام عمل میں لایا گیا جس کے تحت ان شاء اللہ اقتصادیات کے تحقیقی موضوعات پر سلسلہ مطبوعات شروع کیا جارہا ہے اس سلسلے کی یہ پہلی کتاب ہے جو مضاربت پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکھی جارہی ہے اوراسی سلسلہ کے دیگر موضوعات ٹیکس، کرنسی، آن لائن تجارت، وہ اشیاء جو کرنسی کا متبادل ہیں، تشہیر، اسلام کا نظام بینکاری، اور ایک انسائیکلوپیڈیا جس میں تمام شرعی نصوص (آیات، احادیث، اقوال صحابہ، اقوال علماء) جو اقتصادیات سے متعلق ہیں کو موضوعات کے تحت جمع کیا جائے گا۔

یہ نقش اول ہے اور مجھے اپنی اور اپنے ساتھی معاونین کی کم علمی کا اعتراف ہے لہذا اس کتاب میں کمی، نقص یا سہو پایا جائے تو ملتمس ہوں کہ مطلع کیا جائے تاکہ آئندہ طباعت میں ان اغلاط کا ازالہ کیا جاسکے

دعا گو و دعا جو

ڈاکٹر شاہ فیض الابرار صدیقی (مدیر مرکز الترجمہ والتحقیق للاقتصاد الاسلامی)

محمد طیب معاذ (رفیق مرکز الترجمہ والتحقیق للاقتصاد الاسلامی)

ابوانس یونس ربانی (رفیق مرکز الترجمہ والتحقیق للاقتصاد الاسلامی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بابِ اوّل

اسلام کے نظام اقتصاد کے بنیادی خصائص و ضوابط

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- مال کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے اور انسان کے پاس بطور امانت ہے۔
- کسبِ معاش ہر انسان کا حق ہے
- حصولِ مال کے آداب
- اسلامی نظامِ معیشت کی بنیادیں
- اسلامی اقتصادی نظام کا نظری تصور
- اسلامی اقتصادی نظام کا عملی تصور
- ملکیتِ مال اسلام کی رو سے
- انسان کی بنیادی ضروریات
- اسلام میں تصورِ محنت و اجرت
- آداب و احکام خرید و فروخت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہید:

اسلام میں دین و دنیا کی تفریق کا دار و مدار نیت پر ہے، نیت کی بنیاد رضائے الٰہی پر ہو تو دنیا بھی دین کے مطلوب دائرے میں آجاتی ہے اور اگر طلب اس کے علاوہ کسی اور شے کی ہو تو دین بھی غیر مقبول ہے۔ دنیا میں زندگی بسر کرنے کے لیے سنہری اسلامی اصول ہیں۔ ان سے انحراف کی سر مو اجازت نہیں۔ اسلام نے انسان کی معاشی زندگی کے لیے وسائل و ذرائع کا ایک مخصوص طریقہ مقرر کیا گیا ہے۔ ان میں سے بعض وسائل کا حصول لازمی اور فرض قرار دیا گیا ہے اور بعض کا جائز و مباح۔ ایک باعزت اور بافراغت زندگی گزارنے کے لیے وسائلِ معاش کا حصول اکلِ حلال کے زمرہ میں آتا ہے۔ اس لئے طلب معاش لازمی اور دینی فریضہ ہے۔
دولت و مالداری کا حصول مباح و جائز ہے اور کسی طرح غیر اسلامی یا اسلام کے تصور تقویٰ کے خلاف نہیں ہے، بلکہ بعض حالات میں دولت کا حصول لازمی اور ناگزیر درجہ میں آجاتا ہے بالخصوص ایسے وقت میں جب اسلامی معاشرہ کو اس کی ضرورت بھی ہو اسی طرح انفرادی اور اجتماعی زندگی میں معاشی فارغ البالی اور فقر و فاقہ سے اجتناب و حفاظت اسلام میں پسندیدہ اور مستحسن عمل ہے۔

یعنی اصل یہ ہے کہ وسائلِ دولت کا حصول و استعمال ناپسندیدہ نہیں بلکہ انکار ارتکاز و استحصال اور استحصالی استعمال ممنوع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآنِ کریم اور احادیثِ نبوی میں صحیح غنا اور جائز دولت مندی کو فضلِ الٰہی قرار دیا گیا ہے اور کہیں بھی فقر و فاقہ کو بطور اصولِ معاش ممدوح نہیں سمجھا گیا۔

لیکن غیر اسلامی اثرات اور انسانی فطرت کے تجاوزات نے تقریباً تمام انسانی معاشروں میں معاش کے باب میں افراط و تفریط پر مبنی رویہ پیدا کیا۔ لہٰذا دولت کا حصول و استعمال خواہ صحیح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیاوی اور دینی مقاصد کے لئے ہو قابلِ نفریں اور فقر وفاقہ کی زندگی کو نصب العین گر دانا گیا۔ اور اس میں خود ساختہ اور مصنوعی جاذبیت پیدا کرنے کے لیے حیات طیبہ کے صرف ایک پہلو کو اس طرح مسلسل بیان کیا گیا کہ اب ایک عمومی تصور بن چکا ہے کہ حصول دولت غیر ممدوح عمل ہے۔

اسلام دین فطرت ہے لہذا اس کے تمام احکام فطرت سے مطابقت رکھتے ہیں ان احکام میں سے کچھ احکام کا تعلق حصول مال سے ہے تو کچھ کا تعلق مال خرچ کرنے سے ہے، اسلام نے مال کو اللہ تعالی کی عطا کردہ ایک نعمت قرار دیا اور اس نعمت کے حصول وخرچ کے کچھ ضوابط بھی بیان کر دیے اور اس میں سب سے اہم یہ امر ہے کہ اس نعمت کی بابت روز آخرت دریافت بھی کیا جائے گا اور جیسا کہ آئندہ سطور میں یہ بات تفصیل سے بیان کی جائے گی کہ اسلام نے مال کے حصول کی مد میں کون کون سے ذرائع جائز و حلال قرار دیے ہیں اور کون کون سے ذرائع حرام و ممنوع ہیں۔

اس سے قبل کے اس موضوع پر بات کی جائے کہ حصول مال بذریعہ تجارت کیسے اور کن شرائط پر ممکن ہے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ کچھ عمومی پہلوؤں پر بات کر لی جائے جو ممکنہ معاشی مسائل خواہ ان کا تعلق کسی فرد سے ہو یا جماعت یا حکومت سے کیونکہ ان پہلوؤں سے ہمیں ہر قسم کے معاشی واقتصادی مسائل کے حل میں مدد ملے گی ۔

اسلام نے سرمایہ داری اور اشتراکیت کے برعکس اعتدال پرستی کا راستہ اختیار کرتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ دنیا کی ہر چیز خواہ وہ زمین ہو یا کارخانہ روپے ہوں یا سونے چاندی ان سب کا مالک اللہ ہے، اصل ملکیت اسی کی ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الأَرْضِ [1]

"جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے وہ سب اللہ کی ملکیت ہے۔"

اور وہ اپنی ملکیت اپنے بندوں کو نفع اٹھانے کے لئے اس شرط پر دیتا ہے کہ وہ اس کے استعمال میں اس کی مرضی کے پابند ہوں اور مال و دولت کے نشہ میں مست ہو کر دوسروں کا خون نہ چوسیں بلکہ دوسروں کے ساتھ حسن سلوک کریں ارشاد ربانی ہے:

وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَأَحْسِن كَمَا أَحْسَنَ اللّٰهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ [2]

"تجھ کو اللہ نے جتنا دے رکھا ہے اس میں عالم آخرت کی بھی جستجو کیا کر اور دنیا سے اپنا حصہ فراموش مت کر اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو بھی احسان کیا کر اور دنیا میں فساد کا خواہاں مت ہو، بے شک اللہ تعالیٰ اہل فساد کو پسند نہیں کرتا۔"

یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشتراکیت کی طرح انفرادی ملکیت سے محروم نہیں کیا بلکہ سرمایہ داری کی طرح انفرادی ملکیت عطا کی لیکن سرمایہ داری کی طرح اسے خود مختار نہیں بنایا کہ وہ جیسے چاہے کرتا پھرے، بلکہ کچھ ضوابط کا پابند بنایا، ساتھ ہی سرمایہ دارانہ نظام کی تمام خرابیوں کے اسباب و عوامل سود، قمار، سٹہ اور اکتناز کو حرام قرار دیا اور اعلان کر دیا:

أَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا [3]

"اللہ نے تجارت کو حلال قرار دیا ہے اور سود کو حرام۔"

دوسری جگہ یہ اعلان کر دیا:

---

[1] - قرآن مجید، البقرة : 284

[2] - قرآن مجید، القصص : 77

[3] - قرآن مجید، البقرة: 275

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يا ايها الَّذِينَ امَنُوا إِنَّمَا الْخَمرُ وَالْمَيسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ[1]

"اے ایمان والو بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور بت وغیرہ اور قرعہ کے تیر یہ سب گندی باتیں شیطانی کام ہیں سو ان سے بالکل الگ رہو تاکہ تم کو فلاح ہو۔"

الغرض ان تمام باتوں کا خلاصہ اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے کہ اسلام کے اقتصادی نظام کی اصل بنیاد دو امور پر ہے اول یہ کہ پیدائش دولت میں ظلم و تعدی و حرام سے اجتناب کیا جائے اور دوم تقسیم دولت اور اس میں بھی یہ پابندی ہے کہ حلال اور جائز امور میں خرچ کیا جائے۔ لیکن انسان کے وجود میں منفی و مثبت ترغیبات دونوں ہی موجود ہیں لہذا یہ ایک ہی جیسی کیفیت میں ہمیشہ نہیں رہتا اور اس کی نظروں میں ہمیشہ زندگی کی اعلیٰ قدریں نہیں رہتیں۔

اس لیے اسلام نے معاشرے کے حاجت مند افراد کی ضروریات کو پورا کرنے کا کام صرف مالداروں کے احساسِ ذمہ داری پر نہیں چھوڑا؛ بلکہ ایسا جامع نظام پیش کیا جس میں قابلِ اطمینان اور قابل عمل حل موجود ہے۔

اسلام کے معاشی و اقتصادی حقوق کا سب سے بڑا امتیاز اس میں قوت نافذہ و محرکہ اس کا اخلاقی پہلو ہے جو ہر انسان کو خواہ وہ معاشرے میں کسی بھی حیثیت سے ہو اسے تحریک دیتا ہے کہ وہ اپنے اوپر عائد فرائض کی تکمیل کرے اور اس میں کسی بھی قسم کی کوتاہی یا غفلت اختیار نہ کرے اور اس پس منظر میں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ موجودہ عالمی معاشی بحران کا حل محض مالی اور معاشی نہیں ہے، بلکہ اخلاقی ہے، اور جب تک اخلاقی اصلاح نہ ہو، جب تک ان تمام معاملات کے لیے اخلاقی اصول اور ضابطے بنانے اور اُن کو متحرک اور مؤثر کرنے کا کام نہ کیا

[1] - قرآن مجید، المائدۃ: 90

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے اُس وقت تک اس دلدل سے نکلنا ممکن نہیں اور یہ کہ اخلاق کے بغیر معیشت کی اصلاح ممکن نہیں۔ اس بات کا اعتراف مغربی معاشی مفکرین اب کر رہے ہیں اور اسلام نے چودہ سو سال قبل اس امر کو بطور قوت نافذہ پیش کیا تھا۔ لہذا ان اخلاقی پہلوؤں کا اختصار کے ساتھ تعارف پیش خدمت ہے

مال کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے اور انسان کے پاس بطور امانت ہے

انسانوں کے ہاتھوں میں جو مال ہے اسے وہ اللہ کی امانت قرار دیتا ہے وہ در حقیقت میں اللہ کا مال ہے جو بطور امانت مختلف ہاتھوں میں رکھ دیا گیا ہے اور جن ہاتھوں میں وہ رکھا گیا ہے اس لیے رکھا گیا ہے تا کہ اس سے وہ خود بھی فائدہ اٹھائیں اور دیگر لوگوں تک اسے پہنچائیں جو اس سے محروم ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَآتُوهُم مِنْ مَالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ (1)

"اور تم انہیں دو اللہ کے مال میں سے، جو اس نے تمہیں دیا ہے۔"

اس حکم کے مخاطب افراد بھی ہیں معاشرہ بھی اور حکومت بھی لہذا یہ ہر ایک کا فرض ہے کہ وہ اپنی حیثیت اور حالات کے مطابق ناداروں کی مدد کرے، اور ان کی سطح کو بلند کرنے میں اپنا متوقع کردار ادا کرے۔

کسبِ معاش ہر انسان کا حق ہے

اس کائنات میں آنے والے ہر انسان کو اپنی سانسیں بحال رکھنے کے لیے کم از کم کسی بھی ظاہری معاشی اَسباب کا سہارا لینا پڑا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانیت کے لیے رہبر کامل بنا کر بھیجا تھا، آپ ﷺ نے بھی خود اپنے ہاتھوں سے رزقِ حلال

1- قرآن مجید، النور: 33

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کما کر انسانیت کو یہ سبق دیا کہ کوئی انسان چاہے کتنا ہی عظیم المرتبت کیوں نہ ہو، اُسے اپنے معاش کے لیے خود کفیل ہونا چاہیے، نہ کہ دوسرے لوگوں پر بوجھ بننا چاہیے۔ البتہ اسلام نے انسان کو رزق حلال کے حصول میں کسی خاص ذریعہ معاش کو اختیار کرنے کا پابند نہیں بنایا۔ صرف اس کا پابند بنایا ہے کہ جو بھی پیشہ اختیار کیا جائے وہ حلال اور جائز ہو۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ارشاد ہے:

عن عبد الله أن النبي ﷺ قال : طلب الحلال فريضة بعد الفريضة [1]

"فرائض کے بعد حلال کمائی حاصل کرنا بھی ایک فریضہ ہے۔"

یعنی فرائض کے بعد حلال کمائی حاصل کرنا بھی ایک فریضہ اور عبادت کی حیثیت رکھتا ہے۔

کسب معاش میں سیرت انبیاء علیہم السلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر نبی نے کوئی نہ کوئی ذریعہ معاش اختیار کیا ہے، چنانچہ:

آدم علیہ السلام زراعت کیا کرتے تھے۔ ادریس علیہ السلام سلائی کا کام کیا کرتے تھے۔ داؤد علیہ السلام زرہیں بنایا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ تمام انبیاء کرام نے بکریاں چرائی ہیں۔

اور بالخصوص خود رسول اللہ ﷺ کی معاشی زندگی اس پر بہت بڑی دلیل ہے بکریاں چرانے کے علاوہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے شراکت پر بھی تجارت فرمائی اور مضاربت پر بھی۔ قبل از نبوت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کے لیے مضاربت کی بنیاد پر کام کیا کرتے تھے اور عبد اللہ بن سائب کے ساتھ شراکت پر کاروبار فرمایا ہے۔[2]

---

[1] - المعجم الكبير للطبراني، من اسمه عبد الله طرق حديث عبد الله بن مسعود ليلة الجن مع رسول الله، باب من روى عن ابن مسعود أنه لم يكن مع النبي حديث:9808

[2] - عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي، الخصائص الكبرى، دار الكتب العلمية، بيروت، 1/ 191

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کے علاوہ آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی کسب معاش کے مختلف ذرائع اختیار کیے جس میں سب سے اہم تجارت ہے جیسا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کپڑوں کی تجارت کرتے تھے، عمر رضی اللہ عنہ ریشم کی تجارت کرتے تھے عثمان رضی اللہ عنہ عرب کے رئیس التجار تھے آپ سے بڑا تاجر نہ تو قریش میں کوئی تھا اور نہ ہی پورے عرب میں تھا۔

حصول مال کے آداب

کسب معاش کے احکام کے بعد وہ آداب جن پر عمل کرنا بہتر اور باعث اجر وثواب ہے۔

(1) صبح سویرے کام میں لگ جانا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

باكروا الغدوّ في طلب الرِّزق، فإنّ الغدوّ بركة ونجاحٌ. ([1])

"صبح سویرے رزق کی تلاش میں لگ جایا کرو اس لیے کہ صبح کا وقت برکت اور کامیابی کا وقت ہے۔"

(2) لین دین میں نرمی برتنا جیسا کہ حدیث میں ہے

وَعَن عُثْمَان رَضِي الله عَنهُ قَالَ قَالَ رَسُول الله ﷺ أدخل الله عز وَجل رجلا كَانَ سهلا مُشْتَرِيا وبائعا وقاضيا ومقتضيا الْجنَّة ([2])

"کہ ایک شخص جنت میں صرف اس وجہ سے داخل کر دیا گیا کہ وہ جب کسی کو اس کا حق ادا کرتا تو نرمی سے کرتا اور جب کسی سے اپنا حق وصول کرتا تو نرمی سے کرتا۔"

(3) ملازمین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

قَالَ: إِنَّ إِخْوَانَكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللَّهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ، فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ، وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلاَ تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَأَعِينُوهُمْ ([3])

[1] - الترغيب والترهيب حافظ منذری، 353/2

[2] - الترغيب والترهيب، حافظ منذری حدیث: 13430

[3] - صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب المعاصي من أمر الجاهلية، حديث:30

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"تمہارے ملازم تمہارے بھائی ہیں انہیں اللہ نے تمہارے ماتحت کیا ہے۔ لہذا جس شخص کا کوئی بھائی اس کے ماتحت ہو تو اسے چاہیے کہ وہ جس قسم کا کھانا خود کھاتا ہے اس میں سے اس کو بھی کھلائے اور جس قسم کا لباس خود پہنتا ہے اس میں سے اس کو بھی پہنائے اور اس پر کسی ایسے کام کا بوجھ نہ ڈالو جو ان کی برداشت سے زیادہ ہو اور اگر کسی ایسے کام کا بوجھ ڈالو تو اس میں ان کی مدد کرو۔ ایک تاجر کے لیے شریعت کے مسائل جاننا لازم ہے۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

قال عمر: لا يدخل الأعاجم سوقنا حتى يتفقهوا فى الدين [1]

"جو خرید و فروخت کے مسائل نہ جانتا ہو وہ ہمارے بازار میں نہ بیٹھے۔"

اور اسی طرح امام مالک رحمہ اللہ نے بھی اس شخص کو بازار سے نکلوا دینے کا حکم فرمایا تھا جو تجارت کے احکام نہ جانتا ہو تاکہ مسائل نہ جاننے کی وجہ سے کہیں لوگوں کو سود نہ کھلائے [2]

اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ جو شخص تجارت کے مسائل سے واقف نہیں ہوتا وہ بسا اوقات حرام معاملات کر بیٹھتا ہے جس کی وجہ سے بعض اوقات اس کی آمدنی حرام ٹھہرتی ہے اور حرام کی نحوست تباہ کن ہے۔

(4) دعائیں قبول نہ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کسب معاش حلال ذرائع پر مشتمل نہ ہو قرآن کریم میں ارشاد ہے:

يَاأَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا [3]

اے رسولو! پاکیزہ اور حلال اشیاء کھاؤ اور نیک عمل کرو۔

---

[1] - عبد الحي الكتاني، التراتيب الإدارية، دار الكتاب العربي، بيروت، ج2 ص17

[2] - المدونة الكبرى، مالك بن أنس بن مالك الأصبحي، محقق: زكريا عميرات، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان، 3/200

[3] - قرآن مجید، المومنون/51

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت میں حلال کھانے کو نیک عمل کرنے سے پہلے لایا گیا؟ کیونکہ نیک عمل اسی وقت مقبول ہوں گے جب غذا حلال ہو گی، اگر غذا ہی حلال نہ ہو تو نہ تو نیک عمل مقبول ہوں گے نہ ہی دعائیں قبول ہوں گی۔

فرمان رسول ہے:

أيها الناسُ إنَّ اللهَ طيبٌ لايقبلُ إلا طيبًا وإنَّ اللهَ أمر المؤمنين بما أمر به المرسلين فقال: يا أيها الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ (قرآن مجید، المؤمنون / 51) وقال: يا أيها الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ (قرآن مجید، البقرة/172). ثم ذكر الرجلَ يطيلُ السَّفرَ أشعثَ أغبَرَ يمدُّ يدَيه إلى السماءِ يا ربِّ ! يا ربِّ ! ومطعمُه حرامٌ ، ومشربُه حرامٌ ، وملبَسُه حرامٌ ، وغُذِي بالحرام . فأَنَّى يستجابُ لذلك([1])

"سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک کے سوا قبول نہیں کرتا اللہ نے مومنوں کو بھی اسی بات کا حکم دیا جس کا رسولوں کو حکم دیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے پیغمبران کرام! پاک چیزیں کھاؤ اور نیک کام کرو جو عمل تم کرتے ہو میں اسے اچھی طرح جاننے والا ہوں اور فرمایا اے مومنو! جو پاک رزق ہم نے تمھیں عنایت فرمایا ہے اس میں سے کھاؤ۔ پھر آپ نے ایک آدمی کا ذکر کیا: جو طویل سفر کرتا ہے بال پراگندا اور جسم غبار آلود ہے۔ (دعا کے لیے آسمان کی طرف اپنے دونوں ہاتھ پھیلاتا ہے اے میرے رب اے میرے رب! جبکہ اس کا کھانا حرام کا ہے اس کا پینا حرام کا ہے اس کا لباس حرام کا ہے اور اس کو غذا حرام کی ملی ہے تو اس کی دعا کہاں سے قبول ہو گی۔"

[1] صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب قبول الصدقة من الكسب الطيب وتربيتها، حديث:1748

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑤ محنتی ہونا چاہیے نہ کہ سست اور کاہل، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیشہ سستی سے پناہ مانگی ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَتَعَوَّذُ يَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ الْكَسَلِ (1)

اپنی مدد آپ کے اُصول کے تحت کوئی نہ کوئی پیشہ وروزگار اختیار کرنا چاہیے، تاکہ دوسروں کے سامنے دست دراز کرنے کی بجائے خود کفیل بنا جا سکے۔ اپنی حیثیت، استعداد اور وسائل کو بھرپور طور پر بروئے کار لانا چاہیے تاکہ معاشرہ سے کم ہمتی کا خاتمہ ہو اور اجتماعی استعدادِ کار میں اضافہ ہو۔

وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى (2)

"انسان کے لیے وہی کچھ ہے جس کی اُس نے کوشش کی۔"

لہٰذا مجموعی محنت زیادہ ہوگی تو ثمرات بھی بے پناہ ہوں گے اور غربت وافلاس کی جگہ ترقی و خوشحالی کا دور دورہ ہوگا۔

⑥ ذریعہ معاش اختیار کرتے ہوئے معاشی تقسیم کو آڑ نہیں بنانا چاہیے یعنی پیشوں کی اونچ نیچ میں نہیں پڑنا چاہیے بلکہ اُسوۂ رسول کو معیار سمجھنا چاہیے پیشوں کی طبقاتی تقسیم ہر دور میں رہی لہٰذا اسے بنیاد نہ بنایا جائے قرآن مجید نے اس کا ذکر منفی انداز میں کیا جیسا کہ مشرکین مکہ بھی کہتے تھے: قَالُوا أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْأَرْذَلُونَ قَالَ وَمَا عِلْمِي بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ إِنْ حِسَابُهُمْ إِلَّا عَلَى رَبِّي لَوْ تَشْعُرُونَ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ (3)

1 - صحيح البخاري، كتاب الدعوات، باب التعوذ من المأثم والمغرم، حديث:6017

2 - قرآن مجيد، النجم/39

3 - قرآن مجيد، الشعراء/111-114

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"کافروں نے کہا: کیا ہم ایمان لائیں تجھ پر اور تیری پیروی کی ہے رذیل لوگوں نے۔ آپؐ نے فرمایا: میں کیا جانوں کہ ان کا پیشہ کیا ہے، اِس کا حساب تو میرے رب پر ہے اگر تم سمجھو، اور میں ایمان والوں کو نکال دینے والا نہیں ہوں۔"

(7) ذاتی مفاد کے ساتھ ساتھ اجتماعی مفاد کو بھی مد نظر رکھے اور دوسرے لوگوں کو بھی زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانے کی سعی کرے تاکہ انسانی معاشرے میں ہمدردی، غمگساری اور باہمی تعاون کی رِیت بتدریج ترقی پائے:

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ [1]

"اور نیکی اور پرہیز گاری کے لیے تعاون کرو، زیادتی اور سرکشی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔"

(8) مال کی فراوانی کے باوجود بھی ذاتی ضروریات پر انتہائی مناسب خرچ کرنا چاہیے۔ اور ضرورت سے زائد اَموال کو مفاداتِ عامہ، فلاحِ انسانیت، اور فی سبیل اللہ کی مَد میں خرچ کرنا چاہیے:

وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ [2]

"آپ سے سوال کرتے ہیں کہ کیا خرچ کریں تو کہہ دیجیے کہ زائد اموال۔"

(9) اپنی تجارتی اور دفتری زندگی کو صدق وامانت اور عہد ووفا جیسے اَوصافِ حمیدہ سے مزین کرنا چاہیے

(10) اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے کسی دوسرے کا نوالہ چھیننے کی کوئی تدبیر و عمل معاشی جدوجہد کا حصہ نہیں بنی چاہیے۔

---

1. قرآن مجید، المائدہ، 2
2. قرآن مجید، البقرۃ، 219

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(11) تمام ممکنہ معاشی وسائل و جدوجہد بروئے کار لا کر بھی توکل خالق ومالک پر کرنا چاہیے، کیونکہ:

إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ([1])

"اللہ تعالی تو خود ہی سب کا روزی رساں توانائی والا اور زور آور ہے۔"

اور اسی طرح ایک اور آیت میں ہے

وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا([2])

"زمین پر چلنے پھرنے والے جتنے جاندار ہیں سب کی روزیاں اللہ تعالی کے پاس ہیں۔"

(12) زائد آمدنی والے حضرات پر دو طرح کی ذمہ داریاں ہیں: اول اپنی آمدنی کا ایک حصہ اپنے غریب بھائیوں کو دیں اور دوم دولت کمانے اور دولت خرچ کرنے کے ان طریقوں کی ممانعت ہو گی، جن سے دنیا میں دولت پرستی پیدا ہوتی ہے۔

دولت سے دولت نہیں پیدا کی جائے گی

اسلام نے پیدائش دولت کے ایسے طریقوں کی مکمل نفی کی ہے جس میں بنیاد ایسی دولت کو بنایا جائے جس میں محنت نہ ہو جیسا کہ سود کا باطل اقتصادی نظام میں عمل دخل ہے اور یہ بھی واضح رہے کہ دولت کے نتیجے میں دولت کی پیدائش خواہ بلاواسطہ ہو یا بالواسطہ اس میں اسلام کے حلال و حرام کے بنیادی اصول مدنظر رکھے جائیں گے وگرنہ دولت کے نتیجے میں دولت کی پیدائش علی الاطلاق حرام نہیں ہے۔ اسلام میں دولت کے عوامل پیدائش درج ذیل ہیں:

اول: سرمایہ   دوم: زمین   سوم: محنت   چہارم: آجر

---

[1] - قرآن مجید، الذاریات، 58

[2] - قرآن مجید، ہود، 6

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام میں محنت پر اجرت ملتی ہے، البتہ تنظیم یا آجر کو اجرت بھی مل سکتی ہے اور وہ نفع میں بھی شریک ہو سکتا ہے۔ یعنی محنت خواہ جسمانی محنت ہو یا دماغی محنت جس کے ذریعے آجر بقیہ عوامل پیدائش یعنی سرمایہ، زمین اور جسمانی محنت کو استعمال کر کے نفع کماتا ہے، لہٰذا وہ مختلف معاہدوں کے مطابق حقیقی نفع یا متعین اجرت کا مستحق بن سکتا ہے، مثلاً: مضارب جو خود سرمایہ کاری نہیں کرتا، صرف رب المال یا سرمایہ کار کے سرمائے سے تجارت کرتا ہے وہ حقیقی نفع میں شریک ہوتا ہے۔ اگر وہ یہی کام مخصوص اجرت یا تنخواہ لے کر کرنا چاہے تو اس حساب سے معاہدہ کر کے متعین اجرت کا مستحق ہو سکتا ہے۔

لہٰذا دولت کی ممکنہ اور معروف حرام اشکال کو اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے

1. سود کے نتیجے میں حاصل ہونے والی دولت
2. مزدور کی مزدوری مکمل طور پر نہ دینا
3. ناجائز ذخیرہ اندازی کے نتیجے میں حاصل ہونے والی دولت
4. لاٹری و پرائز بانڈ
5. تجارتی ادارہ جس میں ایک فریق کا نفع متعین دوسرے کا غیر واضح ہو۔
6. ایسے تمام لین دین ممنوع ہیں جن میں دھوکے کا امکان ہو
7. جوئے، سٹے، وعدے کے سودے جس میں محنت نہ ہو۔
8. تعیش کے قطعی حرام سامان کا بنانا اور بیچنا قطعاً ممنوع ہے۔
9. محنت اور سرمایے کے باہمی تعلق کو اسلام ایک حد تک آزاد رکھتا ہے۔
10. ایسے تمام کاروبار جنہیں اسلام نے حرام قرار دیا ہو۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہذا مالیات کا اصل کام پیداوار، معاشی وسائل، اور وسائل حیات کو مناسب مقدار میں مرتب اور منظم کر کے مفید تر بنانا تھا۔ لیکن اب سرمایہ دارانہ سوچ کے تحت اصل چیز دولت ہے۔ جس میں زیادہ سے زیادہ مال بنانا میں جائز اور ناجائز کے فرق کو ختم کر دینا اور اس امر پر غور کیے بغیر کہ ان مالی وسائل سے حقیقی پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے یا کمی ہوتی ہے۔ اور یہی بنیادی فکری غلطی ہمارے معاشی بلکہ بین الاقوامی معاشی بحران کا ایک سبب بھی ہے۔

جبکہ اسلام کا یہ ایک بڑا انقلابی تصور ہے کہ زر اور مالیات انسانی زندگی کے لیے بے حد ضروری ہے لیکن ہدف نہیں اور یہ بھی کہ زر سے زر پیدا نہیں کیا جائے گا کیونکہ محض مالیات سے مزید مالیات پیدا نہیں ہوتیں، مالیات سے تو فوائد پیدا ہوتے ہیں اگر اس کو حقیقی پیداوار یا خدمات کو بڑھانے کے لیے استعمال کیا جائے۔ قرآن نے ایک چھوٹے سے جملے میں اس پورے انقلابی اصول کو بیان کر دیا کہ:

وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا[1]

”حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔“

سود کا بنیادی فلسفہ بھی یہی ہے کہ پیدائش مال مال سے ہی ممکن بنائی جائے اور اس مال کا پیداواری عمل میں کوئی کردار نہیں ہو اس کے مقابل اسلام نے تجارت جائز قرار دی جس کا مطلب یہ ہے کہ کسی بھی شے کو خریدنے، اسے پیدا کرنے، بنانے، اُسے فروخت کرنے میں مال استعمال ہو۔ اس طرح گویا اشیاء اور خدمات کو جنم دینے سے مالیات اپنا اصل کردار ادا کرتی ہیں۔

---

[1] - قران مجید، البقرة/275

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فطری نظام معیشت کا قیام

اسلامی تعلیمات تقسیم دولت و پیدائش دولت کا ایک فطری اور قابلِ عمل نظام نافذ کرنا چاہتی ہیں، جس میں کسی پر جبر و تشدد نہ ہو اور نہ ہی کسی پر کوئی زیادتی ہو بلکہ ہر شخص اور ہر چیز کو اس کی استعداد، طلب، مہارت اور محنت کی بنیاد پر معاوضہ ملے۔ اسی بات کی طرف قرآن کریم کی درجِ ذیل آیت میں اشارہ کیا گیا ہے:

أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَةَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ ([1])

"ہم نے ان کے درمیان ان کی معیشت کو دنیاوی زندگی میں تقسیم کیا ہے اور ان میں سے بعض کو بعض پر درجات کے اعتبار سے فوقیت دی ہے، تاکہ ان میں سے ایک دوسرے سے کام لے سکیں۔"

حق دار کو حق پہنچانا

اسلام کے نظام پیدائش دولت و تقسیم دولت کا ایک مقصد یہ ہے کہ حق دار کو اس کا حق مل جائے لیکن اسلام میں مستحقین دولت کا معیار دوسرے نظریات سے مختلف ہے روایتی نظام معیشت میں مستحقین دولت صرف عوامل پیدائش ہیں، جبکہ اسلام میں صرف عوامل پیداوار ہی مستحق نہیں، بلکہ غربا و مساکین اور مستحقین زکوٰۃ و صدقات بھی دولت کے حقدار ہیں۔

قرآن کریم نے اسی طرف اشارہ فرمایا:

وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَعْلُومٌ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ([2])

---

[1] - قرآن مجید، المومنون: 43

[2] - قرآن مجید، یونس، 24، 25

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”ان کے مالوں میں ایک متعین حق سائل اور محروم لوگوں کا ہے۔“

ارتکازِ دولت کا خاتمہ

تعلیمات اسلامی اس بات پر شاہد ہیں کہ اسلام دولت کے چند ہاتھوں میں مرتکز ہونے کی ممانعت کرتا ہے۔ قرآن کریم کی درج ذیل آیت یہی بات ثابت کرتی ہے:

كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُمْ ([1])

”تاکہ تمہاری دولت صرف تمہاری مالداروں کے ہاتھوں میں مرتکز نہ ہو جائے۔“

وہ مال کو کسی مخصوص طبقے، یا مخصوص خاندان، یا مخصوص گروہ، یا مخصوص قوم کے ہاتھوں میں سمٹتا ہوا نہیں دیکھنا چاہتا وہ چاہتا ہے کہ یہ مال زیادہ سے زیادہ ہاتھوں تک پہنچے، یہ مال داروں کے ہی درمیان چکر نہ لگاتا رہے، بلکہ غریبوں اور ناداروں میں بھی پھیلے اور زیادہ سے زیادہ پھیلے۔ اسلام تو چاہتا ہے کہ اللہ کی نعمتوں سے یکساں طور سے سارے انسان فائدہ اٹھائیں ایسا نہ ہو کہ کچھ تو دولت سے کھیلتے ہوں اور کچھ ایک ایک نوالے کو ترستے ہوں۔

جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُمْ ([2])

”تاکہ یہ مال تمہارے اغنیاء کے درمیان ہی نہ گھومتا رہ جائے۔“

اس مقصد کے حصول کے لیے متعدد باتوں کی تاکید کی گئی ہے:

اول: ہر مالدار کے مال میں غریبوں کا متعین حصہ قرار دیا، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ([3])

---

[1] - قرآن مجید، الحشر\7

[2] - قرآن مجید، الحشر\7

[3] - قرآن [illegible] 24، 25

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور وہ لوگ کہ جن کے مالوں میں متعین حصہ ہوتا ہے اس کے لیے جو مدد کا طالب ہو، اور اس کے لیے بھی جو نادار ہوتا ہے، مگر مانگتا نہیں۔"

دوم: وفات کی صورت میں مرنے والے کے مال پر کوئی ایک شخص قابض نہ ہو جائے، بلکہ تمام اقارب یعنی قریبی رشتے داروں میں اسے تقسیم کیا جائے، بلکہ مزید اس بات کی تاکید بھی کی کہ وارثوں کے علاوہ دیگر مستحقین یا ضرورت مندوں کے لیے بھی وصیت کریں۔

اس مقصد کے حصول کے لیے اسلام نے دولت کے اولین ماخذ مثلاً: دریا، سمندر، جنگل، کانیں، غیر مملوک زمین وغیرہ پر کسی کو پہرہ لگانے کی اجازت نہیں دی اور ہر ایک کو ان سے استفادے کا اختیار دیا۔ اور ایسی تجارت جو دولت کے ارتکاز کا سبب بن سکتی تھیں ان کی ممانعت کر دی، مثلاً: ذخیرہ اندوزی، سٹہ بازی، قمار، سود خوری وغیرہ۔

اسی طرح اسلام کے نزدیک دولت کے اولین مستحق عوامل پیدائش ہیں اور ثانوی مستحق غرباء و مساکین اور مستحقین زکوۃ و صدقات و خیرات ہیں۔ سرمایہ دارانہ نظام بھی دولت کا استحقاق عوامل پیدائش کو عطا کرتا ہے۔

صدقہ وخیرات اور انفاق کی ترغیب

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی 6 آیات میں 12 مقامات پر قرض کا ذکر فرمایا ہے اور ہر آیت میں قرض کو حسن کے ساتھ بیان کیا ہے۔ یعنی اپنے مال میں سے کچھ مال کاٹ کر اللہ تعالیٰ کے راستے میں دیا جائے تو اللہ تعالیٰ اس کا کئی گنا بدلہ عطا فرمائے گا۔ محتاج لوگوں کی مدد کرنے سے مال میں کمی واقع نہیں ہوتی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے جو مال غریبوں، مسکینوں اور ضرورت مندوں کو دیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں کئی کئی گنا اضافہ فرماتا ہے، کبھی ظاہری طور پر، کبھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معنوی وروحانی طور پر اس میں برکت ڈال دیتا ہے، اور آخرت میں تو یقیناً اس میں حیران کن اضافہ ہو گا۔

قرآنِ کریم میں استعمال ہوئی اس اصطلاح (قرضِ حسن) سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنا، غریبوں اور محتاجوں کی مدد کرنا، یتیموں اور بیواؤں کی کفالت کرنا، مقروضین کے قرضوں کی ادائیگی کرنا، نیز اپنے بچوں پر خرچ کرنا مراد ہے؛ غرضیکہ انسانیت کے کام آنے والی تمام شکلیں اس میں داخل ہیں، اسی طرح قرضِ حسن میں یہ شکل بھی داخل ہے کہ کسی پریشان حال شخص کو اس نیت کے ساتھ قرض دیا جائے کہ اگر وہ اپنی پریشانیوں کی وجہ سے واپس نہ کر سکا تو اس سے مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔

جن حضرات کو صدقات دیئے جاسکتے ہیں، ان میں سے بعض یہ ہیں: غریب رشتہ دار، یتیم، بیوہ، فقیر، مسکین، سائل، قرضدار یعنی وہ شخص جس کے ذمہ لوگوں کا قرض ہو، اور وہ مسافر جو حالت سفر میں تنگدست ہو گیا ہو۔ صدقات میں اصل پوشیدگی مطلوب ہے یعنی چپکے سے کسی محتاج کی مدد کرنا، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ثَلَاثَةٌ يُحِبُّهُمُ اللَّهُ، فَرَجُلٌ أَتَى قَوْمًا فَسَأَلَهُمْ بِاللَّهِ وَلَمْ يسْأَلْهُمْ بِقَرَابَةٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ فَمَنَعُوهُ، فَتَخَلَّفَ رَجُلٌ بِأَعْيَانِهِمْ فَأَعْطَاهُ سِرًّا لَا يعْلَمُ بِعَطِيتِهِ إِلَّا اللَّهُ، وَالَّذِي أَعْطَاهُ.[1]

"تین شخصوں سے اللہ تعالیٰ بہت محبت کرتا ہے.... ان میں سے ایک شخص وہ بھی ہے جو کسی شخص کی اس طرح مدد کرے کہ اللہ تعالیٰ اور سائل کے علاوہ کسی کو خبر تک نہ ہو۔"

اس کے باوجود کہ انفاق فی سبیل اللہ میں شریعت اسلامیہ نے چھپ کر دینے کی خصوصی تعلیمات دی ہیں، لیکن بعض مواقع پر اعلانیہ خرچ کرنے میں بھی مصلحت ہوتی ہے۔

[1] - سنن الترمذي الجامع الصحيح، الذبائح، أبواب صفة الجنة عن رسول الله ﷺ، حدیث: 2555

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان مذکورہ آیات سے معلوم ہوا کہ ہم اعلانیہ بھی اللہ تعالی کے بندوں کی مدد کر سکتے ہیں، جبکہ دیگر آیات واحادیث میں چھپ کر اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کی ترغیب ملتی ہے اس کی تطبیق اس طرح ہو سکتی ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی اعلانیہ ہونی چاہیے تاکہ اس سے دوسروں کو بھی رغبت ملے اورزکوٰۃ کی ادائیگی سے متعلق دوسروں کے شک وشبہات بھی دور ہو جائیں۔ لیکن نفلی صدقات اور قرض حسن کی عموماً ادائیگی چھپ کر ہی ہونی چاہیے۔

انفاق فی سبیل اللہ کو ضائع کرنے والے ممکنہ اسباب درج ذیل ہیں:

- اللہ تعالی کی رضا کا حصول مطلوب نہ ہو
- ریا یعنی شہرت مطلوب ہو۔
- احسان جتانا مقصود ہو۔

قرض حسن یا صدقہ دے کر لینے والے کو طعنہ وغیرہ دے کر تکلیف پہونچائی جائے۔

جیسا صحیح مسلم کی حدیث میں ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ : مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ [1]

"رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: صدقہ کرنے سے مال میں کمی نہیں ہوتی ہے۔"

کسی کی مدد کرنے سے بظاہر مال میں کمی تو واقع ہوتی ہے لیکن درحقیقت اس سے مال میں کمی نہیں ہوتی ہے بلکہ آخرت میں بدلہ کے ساتھ ساتھ اللہ تعالی اس کا بدلہ دنیا میں بھی عطا فرماتا ہے، جیسا کہ قرآن کی آیات اور رسول اللہ ﷺ کے ارشادات میں تفصیل سے مذکور ہے۔

[1] - صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب استحباب العفو والتواضع، حدیث:4795

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انفاق فی سبیل اللہ کے فضائل

* قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : لَوْ كَانَ لِي مِثْلُ أُحُدٍ ذَهَبًا لَسَرَّنِي أَنْ لاَ تَمُرَّ عَلَى ثَلاَثُ لَيَالٍ وَعِنْدِي مِنْهُ شَيْءٌ إِلاَّ شَيْئًا أَرْصُدُهُ لِدَيْنٍ. (1)

"رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا ہو تو مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میرے اوپر تین دن گزر جائیں اس حال میں کہ میرے پاس اس میں سے کچھ بھی باقی رہے، سوائے اس کے کہ کوئی چیز قرض کی ادائیگی کے لیے رکھ لی جائے۔"

* عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ -ﷺ- مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيهِ إِلاَّ مَلَكَانِ يَنْزِلاَنِ فَيَقُولُ أَحَدُهُمَا اللَّهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا. وَيَقُولُ الآخَرُ اللَّهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا (2)

"رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: روزانہ صبح کے وقت 2 فرشتے آسمان سے اترتے ہیں۔ ایک دعا کرتا ہے: اے اللہ! خرچ کرنے والے کو بدل عطا فرما۔ دوسرا دعا کرتا ہے: اے اللہ! مال کو روک کر رکھنے والے کے مال کو برباد کر۔"

* سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هَكَذَا وَقَالَ بِإِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى. (3)

"رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا دونوں جنت میں اس طرح ہوں گے جیسے دو انگلیاں آپس میں ملی ہوئی ہوتی ہیں۔"

* عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ -ﷺ- قَالَ السَّاعِي عَلَى الأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ۔ (4)

---

1 - صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب قول النبي ﷺ ما أحب، حديث:6090
2 - صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب في المنفق والممسك، حديث:1740
3 - صحيح ابن حبان، كتاب البر والإحسان، باب الرحمة، ذكر إيجاب دخول الجنة للمتكفل الأيتام إذا عدل في أمورهم، حديث:461
4 - صحيح مسلم، كتاب الزهد والرقائق، باب الإحسان إلى الأرملة والمسكين واليتيم، حديث:5406

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسکین اور بیوہ عورت کی مدد کرنے والا اللہ تعالی کے راستے میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔"

❁ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَيما مُؤْمِنٍ أَطْعَمَ مُؤْمِنًا عَلَى جُوعٍ أَطْعَمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيامَةِ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ وَأَيما مُؤْمِنٍ سَقَى مُؤْمِنًا عَلَى ظَمَإٍ سَقَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيامَةِ مِنَ الرَّحِيقِ الْمَخْتُومِ وَأَيما مُؤْمِنٍ كَسَا مُؤْمِنًا عَلَى عُرْيٍ كَسَاهُ اللّٰهُ مِنْ خُضْرِ الْجَنَّةِ (1)

"رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کو ضرورت کے وقت کپڑا پہنائے گا، اللہ تعالی اس کو جنت کے سبز لباس پہنائے گا۔ جو شخص کسی مسلمان کو بھوک کی حالت میں کچھ کھلائے گا، اللہ تعالی اس کو جنت کے پھل کھلائے گا۔ جو شخص کسی مسلمان کو پیاس کی حالت میں پانی پلائے گا، اللہ تعالی اس کو جنت کی ایسی شراب پلائے گا، جس پر مہر لگی ہوئی ہوگی۔"

❁ قَالَ النَّبِي ﷺ هَلْ تُنْصَرُونَ وَتُرْزَقُونَ إِلاَّ بِضُعَفَائِكُمْ. (2)

"رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہیں اپنے کمزوروں کے طفیل سے رزق دیا جاتا ہے اور تمہاری مدد کی جاتی ہے۔"

معلوم ہوا رسول اللہ ﷺ کی خواہش ہے کہ ہم اپنے مال و دولت کی ایک مقدار محتاج، غریب، مسکین، یتیم اور بیوہ عورتوں پر خرچ کریں۔

---

1 - سنن الترمذي الجامع الصحيح ، الذبائح أبواب الجهاد، باب ما جاء في الاستفتاح بصعاليك المسلمين

2 - صحيح البخاري، كتاب الجهاد والسير، باب من استعان بالضعفاء والصالحين في الحرب، حديث: 2761

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استبداد مال جائز نہیں

دین اسلام انسانوں کو اپنی سطح سے اونچا اٹھاتا اور فکر و نظر میں وسعت اور بلندی پیدا کرتا ہے، وہ اللہ تعالی کی دی ہوئی نعمتوں کی قدر کرنا سکھاتا ہے، وہ نعمتیں چاہے اس کی ذاتی ملکیت ہوں، یا پرائی ملکیت، ہر صورت میں ان کی حفاظت کرنے کی اسپرٹ پیدا کرتا ہے۔ جیسا کہ یتیموں کے مال کی حفاظت کی تاکید کرتے ہوئے اللہ تعالی فرماتا ہے:

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا ([1])

"ناسمجھ بچوں کے ہاتھوں میں نہ دو اپنا وہ مال جسے اللہ نے تمہارے لیے قیام وبقاء کا ذریعہ بنایا ہے، اس میں سے تم ان کے طعام ولباس کی ضروریات پوری کرو، اور ان کی صحیح رہنمائی کرو۔"

یہاں مال یتیم کو مال یتیم تسلیم کرتے ہوئے، اسے اس کے ولی یا سرپرست کا مال کہنا اپنے اندر بڑی معنویت رکھتا ہے۔ اسلام کے معاشی نظام کا یہ بہت بڑا امتیاز ہے کہ وہ انسان کو یہ احساس دلاتا ہے کہ وہ کسی بھی انسان کو پرایا نہ سمجھے، نہ کسی مال کو پرایا مال سمجھے، ہر انسان اس کا اپنا بھائی ہے، اور ہر مال اس کا اپنا مال ہے، لہذا اس کا فرض ہے کہ وہ اس کی حفاظت کرے، اور کسی بھی صورت میں اسے ضائع نہ ہونے دے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے، غور کیا جائے تو مال کسی ایک کا نہیں ہوتا، وہ برابر ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں منتقل ہوتا رہتا ہے، اس طرح وہ کسی ایک کا ہوتے ہوئے بھی سب کا ہوتا ہے۔

---

[1] - قرآن مجید، النساء: 5

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے علاوہ اسلام عام دولت یا اشیائے ضرورت کو نقصان پہنچانے سے روکتا ہے، وہیں اس بات کی بھی تاکید کرتا ہے کہ خود اپنی دولت کو للّے تللّے نہ اڑایا جائے، اسے اچھے اور مفید کاموں میں صرف کیا جائے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا ([1])

"اور رشتے دار کو اس کا حق دو مسکین کو اس کا حق دو بے خانماں برباد کو اس کا حق دو دولت کو اندھا دھند نہ اڑاؤ دولت کو اندھا دھند اڑانے والے شیطانوں کے بھائی بن جاتے ہیں اور شیطان تو اپنے رب کا انتہائی ناشکرا ہے۔"

اس میں دوسروں کی طرف دست درازی کرنے، یا ناجائز طریقے سے کسی کا مال ہڑپ کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہو گی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يا أيها الَّذِينَ آمَنُوا لا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ([2])

"اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو آپس میں ایک دوسرے کا مال غلط طریقے سے نہ کھاو، الا یہ کہ تمہارے درمیان آپس کی کامل رضامندی سے لین دین، یا خرید و فروخت ہو۔"

علم اقتصاد کے سلسلے میں دو اہم باتیں سامنے آتی ہیں:

اول: اسلام کا معاشی نظام کسی بھی صورت میں اکل مال بالباطل کی اجازت نہیں دیتا، اور جو ایسا کرتا ہے وہ اسلام کی نگاہ میں مجرم ہے، پھر یہ چیز جہاں ایک بستی، یا ایک ملک میں رہنے والے افراد کے لیے جرم ہے، وہیں اس ملک سے باہر رہنے والی قوموں کے لیے بھی جرم

---

[1] - قرآن مجید، الإسراء: 26۔ 27

[2] - قرآن مجید، النساء: 29

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ کسی قوم کے لیے یہ بات کسی طرح جائز نہیں کہ وہ دوسری قوموں کے قیمتی ذخیروں یا معاشی وسائل پر قبضہ کرلے، اور وہاں کی دولت اپنے ملک میں منتقل کرے۔ جو دولت جس ملک میں ہے، وہ اسی ملک میں رہنے والوں کا حصہ ہے، اور پہلے نمبر پر اس کا فائدہ اسی ملک والوں کو پہنچنا چاہیے، وہ دولت کہیں باہر اسی صورت میں جاسکتی ہے، جب کہ اس ملک میں رہنے والے بخوشی اس پر راضی ہوں، اور اس کی مناسب قیمت انہیں ادا کی جائے۔ یہ فطرت کی تقسیم ہے جس کی خلاف ورزی سرتاسر ظلم اور فساد فی الأرض ہے، دین اسلام تو اس معاملے میں اتنا حساس ہے کہ وہ اس کی بھی اجازت نہیں دیتا کہ ایک علاقے کی زکاۃ دوسرے علاقے میں لے جائی جائے، ہر علاقے کی زکاۃ اسی علاقے کے غریبوں کا حق ہے، وہ اس علاقے سے باہر اسی صورت میں لے جائی جاسکتی ہے، جب کہ وہاں غریب نہ ہوں، یا وہاں کے غریبوں کی ضرورت سے وہ فاضل ہو۔

دوم: تجارت کی روح بائع اور مشتری کی آپس کی رضامندی ہے، اس میں یہ بات شامل ہے، کہ فریق ثانی کی کمزوری یا مجبوری سے غلط فائدہ نہ اٹھایا جائے، اسے کسی طرح کے خسارے میں نہ ڈالا جائے، اس کے ساتھ سچائی اور ایمان داری کا معاملہ کیا جائے، اسے جو چیز دی جائے وہ ہر طرح کی ملاوٹ، اور ہر طرح کے نقصان سے پاک ہو۔ خریدنے والے کا فرض ہے کہ وہ جو چیز خرید رہا ہے، اس کی صحیح اور مناسب قیمت ادا کرے، بیچنے والے کی مجبوری سے فائدہ اٹھاکر مال کو اونے پونے خریدنے کی کوشش نہ کرے، بیچنے والا اگر اپنی مجبوری، یا اپنے وسائل کی کمی کی وجہ سے اپنا مال اونے پونے بیچنے پر راضی ہو بھی جاتا ہے، تو اسے تراضی نہیں کہا جاسکتا، مجبوری کی رضامندی کبھی رضامندی نہیں ہوتی، وہ ایک مجبوری ہوتی ہے، اور کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا اسلامی نقطہ نظر سے ناجائز ہے۔ اسی طرح بیچنے والے کا یہ فرض ہوتا ہے، کہ وہ خریدنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے کو اچھا اور خالص مال فراہم کرے، اور اگر مال میں کوئی عیب ہے، تو بے تکلف اسے ظاہر کر دے، اور اس عیب کا لحاظ کرتے ہوئے مال کی قیمت میں خود ہی کمی کر دے۔

اسلامی نظام اقتصاد سرمایہ داروں کے بے جا تسلط سے آزاد ہو گا۔ اس نظام میں سماج کے غریب یا کم زور طبقے کو ہر طرح سے اونچا اٹھانے اور اس کی سطح کو بلند کرنے پر توجہ دی جائے گی۔ جس کے پاس گھر نہیں ہے، اسے گھر دیا جائے گا، جس کے پاس کھانے کے لیے نہیں ہے، اس کے لیے کھانے پینے کا باعزت انتظام کیا جائے گا، جو شادی کے قابل ہے، مگر شادی کے وسائل نہیں رکھتا، اس کے لیے شادی کا بندوبست کیا جائے گا، جو مریض ہے، مگر علاج کرانے کی حیثیت نہیں رکھتا، اس کے لیے ضروری علاج کا انتظام کیا جائے گا، تعلیم و ترقی کی سہولتیں سب کو حاصل ہوں گی، کوئی غریبی کی وجہ سے تعلیم سے محروم نہیں رہے گا۔ اسلامی نظام معیشت میں کبھی غریبوں کو اپنی روزی روٹی، یا اپنے بنیادی حقوق کے لیے حکومت سے لڑائی نہیں لڑنی ہو گی، ہڑتالیں نہیں کرنی ہوں گی، دھرنے نہیں دینے نہیں ہوں گے، جلسے جلوس نہیں نکالنے ہوں گے، متعلقہ شعبے کے ذمے دار کو ایک چھوٹی سی عرضی پیش کر دینی کافی ہو گی۔ دوسرے خلیفہ راشد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے اپنے دور خلافت میں کسی موقع پر خطبہ دیا، فرمایا: لوگو! تمہیں اپنے حقوق حاصل کرنے کے لیے کسی تگ و دو کی ضرورت نہیں ہو گی، اللہ کے مال میں تمہارا جو حق ہوتا ہے، وہ گھر بیٹھے بٹھائے تم تک پہنچ جائے گا، جس مسلم کا بھی جو حق ہو گا، وہ اس تک پہنچ کر رہے گا۔ (1)

قرآن پاک نے مومنین کی جو یہ صفت بیان کی ہے:

وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ (2)

1 - جمهرة خطب العرب، أحمد زكي صفوت، المكتبة العلمية ، بيروت، 1 ـ 215
2 - قرآن مجيد، المعارج: 24-25

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جن کے مالوں میں، سائل اور محروم کا ایک حق مقرر ہے۔"

پھر یہ تاکید کی ہے: وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَى وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ [1]

"تم میں جو لوگ صاحب ثروت اور صاحب استطاعت ہیں، وہ رشتے داروں، اور مسکینوں، اوراللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کی مالی امداد کرنے میں ذرا بھی کوتاہی نہ کریں۔"

مومنین کی یہ تعریف، اور انفاق کی یہ تاکیداپنے اندر بڑی معنویت رکھتی ہے،اسی تاکید و توصیف کا یہ کرشمہ تھا کہ خلافت راشدہ میں ایک وقت وہ آیا کہ قوم کے مال دار لوگ صدقہ وخیرات کے لیے غریبوں اور حاجت مندوں کو ڈھونڈتے پھرتے تھے، مگر انہیں کوئی صدقہ لینے والا نہ ملتا تھا۔

حلال اور پاک اشیاء کی تجارت جائز ہے

وہ گندگی اور ناپاکی کے ہر شائبہ سے یکسر پاک ہو گا، اس میں گندگی اور ناپاکی کا کہیں سے گزر نہیں ہو گا،اللہ تعالی نے قرآن پاک میں فرمایا ہے:

يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ [2]

"وہ پوچھتے ہیں تم سے،ان کے لیے کیا چیزیں حلال کی گئیں؟۔"

اس کے بعد فرمایا:قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ [3]

"کہو تمہارے لیے تمام پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئیں۔"

[1] - قرآن مجید، النور: 22
[2] - قرآن مجید، المائدۃ: 4
[3] - قرآن مجید، المائدۃ: 4

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تورات، انجیل اور قرآن پاک میں رسول اللہ ﷺ کی جو صفات بیان کی گئی ہیں، ان میں ایک صفت یہ بیان کی گئی ہے، کہ وہ نبی ان کے لیے تمام پاکیزہ چیزیں حلال کر دے گا، اور تمام گندی اور ناپاک چیزیں حرام کر دے گا ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ (1)

"ان کے لیے پاک چیزیں حلال اور ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے۔"

اس کا واضح مطلب یہ ہوا کہ اسلامی سلطنت میں بازاروں کے اندر کھانے پینے کی جتنی چیزیں دستیاب ہوں گی، وہ سب صاف ستھری پاکیزہ اور سو فیصد حلال ہوں گی، کوئی بھی چیز ایسی نہیں ہو گی جو گندی، ناپاک، مشتبہ، یا حرام ہو۔

اسی حوالہ سے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

ان اللہ لم یجعل شفاء کم فی حرام (2)

"اللہ تعالیٰ نے تمہاری صحت اور شفا حرام چیزوں میں نہیں رکھی ہے۔"

اسراف و تبذیر حرام ہے

اسلام کا نظام معیشت معاشی مسائل کو بالکل فطری انداز میں حل کرتا ہے، وہ دولت کے غلط استعمال کے راستوں کو بند کرتا ہے، وہ لہو و لعب، فضول خرچی، اور دولت کی غلط نمائش کی حوصلہ شکنی کرتا ہے، اس کے برعکس انہیں دولت کا صحیح مصرف بتاتا ہے، زندگی کا اونچا تصور عطا کرتا ہے، اور زندگی کی ابدی مسرتوں کا راستہ دکھاتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ رفتہ رفتہ دولت صحیح جگہوں اور اچھے کاموں میں صرف ہونے لگتی ہے، اور دولت صحیح جگہوں پر، اور

1- قرآن مجید، الأعراف: 157

2- صحیح ابن حبان. باب النجاسة وتطهیرہا، 4- 233

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اچھے کاموں میں صرف ہونے لگے، تو معاشی مسائل کا اس سے بہتر حل اور کیا ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا [1]

"رشتے دار کو اس کا حق دو، مسکین کو اس کا حق دو، بے خانماں برباد کو اس کا حق دو، دولت کو للے تللّے نہ اڑاؤ، دولت کو للّے تللّے اڑانے والے شیطانوں کے بھائی بن جاتے ہیں، اور شیطان تو اپنے رب کا انتہائی ناشکرا ہے۔"

اس آیت میں اسراف و تبذیر سے منع بھی کیا گیا، ساتھ ہی دولت کے صحیح مصرف کی نشاندہی بھی کر دی گئی۔

ان خصائص کی روشنی میں یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ اسلام کے 'اقتصادی نظام' کے حوالے سے سب سے پہلی بات جو ذہن نشیں رہنی چاہئے وہ یہ ہے کہ اسلام در حقیقت سرمایہ دارانہ نظام یا اشتراکیت کی طرح ایک "معاشی نظام" نہیں ہے، مجموعہ قوانین اسلام "قرآن و حدیث" میں وہ بنیادی تصورات تو ہیں جن پر بنیاد رکھ کر ایک معیشت و اقتصاد کی تعمیر کی جا سکتی ہے لیکن معیشت کے ایسے نظریات موجود نہیں ہیں جو "آدم سمتھ" "مارشل" اور دوسرے ماہرین معاشیات کی کتابوں میں موجود ہیں، کیونکہ اسلام اپنی ذات اور اصل میں معاشی نظام نہیں بلکہ وہ ایک نظام زندگی ہے، جس کا ایک چھوٹا سا شعبہ معیشت و اقتصاد بھی ہے۔

[1] - قرآن مجید، الإسراء :26۔ 27

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گو اسلام نے اقتصاد و معیشت کو اہمیت دی اور دنیاوی منافع کو "فضل" اور "خیر" کہا گیا اور رسول اللہ ﷺ نے حلال طریقے سے رزق کے حصول کو طلب کسب الحلال فریضة بعد الفریضة ([1]) "حلال روزی کمانا فرض کی ادائگی کے بعد فرض ہے۔"

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ دیگر فرائض کی رعایت کرتے ہوئے حلال رزق کمانا بھی فرض ہے اور لازمی بات ہے حلال رزق کمانے کے لئے جان، مال اور وقت بھی لگانا ہوتا ہے، اس لئے اگر کوئی بندہ فرائض کا خیال رکھ کر اپنا وقت حلال رزق کی کمائی میں لگاتا ہے تو وہ وقت بھی عبادت میں شمار ہوگا اور بے شک معیشت و اقتصاد اسلامی تعلیمات کا ایک بہت اہم شعبہ ہے جیسا کہ اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ "فقہ اسلامی" کی کسی بھی کتاب کو چار حصوں میں تقسیم کیا جائے تو اس کے دو حصے معیشت سے متعلق ہی ہوں گے۔ لیکن یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اسلام نے اسے مقصد زندگی قرار نہیں دیا ہے، اور دوسرے معاشی نظاموں کی طرح انسانی زندگی کا بنیادی مسئلہ معیشت کو ہی نہیں بنایا ہے، بلکہ اسلام نے یہ نظریہ پیش کیا ہے کہ انسان دنیا کو ایک عبوری دور سمجھے اور ساری کوششوں، ساری توانائیوں اور ساری جدوجہد کا محور دنیاوی زندگی کی معیشت کو ہی نہ بنائے؛ کیونکہ اس دنیا کے بعد ایک دوسری ابدی اور سرمدی زندگی آخرت کی شکل میں آنے والی ہے جس کی فلاح و بہبودگی درحقیقت انسان کا سب سے بنیادی مسئلہ ہے۔

---

[1] - كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، علاء الدين علي بن حسام الدين المتقي الهندي، مؤسسة الرسالة، الطبعة الخامسة، 1401ھ/1981م، حديث: 9231

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی نظام معیشت کی بنیادیں

اسلام کے نظام معیشت میں درج ذیل بنیادی امور ہیں جو اسلام کے معاشی تصور کی مکمل وضاحت کرتے ہیں یا یوں کہہ لیجیے کہ یہ اسلام کے معاشی نظام کی فلسفیانہ بنیاد اور اساس ہے اور ان تمام امور کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ سب ایک دوسرے سے باہم مربوط ہیں اور مزید یہ کہ ان کا ایک سرا ایمانیات سے جڑا ہوا ہے تو دوسرا اخلاقیات سے مربوط ہے ان اساسی امور کو اختصار کے ساتھ بیان کیا جارہا ہے:

1. توحید: جیسا کہ یہ امر واضح ہے کہ انسان کا مقصد تخلیق عبادت الٰہی ہے تو معیشت میں بھی بنیادی یہی امر ہے کہ اس بات کا اقرار کیا جائے کہ اللہ واحد معبود ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اسی طرح ربوبیت اور الوہیت میں بھی یہی اقرار بنیاد ہے۔

اور اگر یہ بنیاد نہ ہو تو خواہ کوئی سود کو بھی ختم کردے یا اجتماعی فلاح اور تکافل کا کوئی نظام قائم کردے لیکن اس کا اسلام کے نظام سے کوئی تعلق نہیں ہوگا کیونکہ توحید ہمیں یہ تصور دیتی ہے کہ کہ ہر چیز کا مالک اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہے۔ وہی خالق ہے وہی حاکم ہے اُسی کی طرف ہم نے پلٹنا ہے اور اُسی کی دی ہوئی رہنمائی دنیوی اور اُخروی فلاح کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

اور اسی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک لہ اس کائنات کا خالق، مالک اور رازق ہے اور وہ رب العالمین ہے اور مدبر کائنات ہے۔ اور اُس نے ربوبیت کا ایک ایسا نظام قائم کیا ہے جس میں انسانوں کی تمام ضروریات ابد تک پوری کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اللہ کے ودیعت کردہ ان وسائل کو ہم دریافت کریں، انہیں استعمال کریں۔ اگر یہ کام ہم نہیں کریں گے تو اللہ کی ربوبیت کے نظام کے تقاضے پورے نہیں کرسکیں گے۔ لہٰذا ربوبیت کا یہ مفہوم سمجھنا بہت ضروری ہے کہ انسانوں کی ہمیشہ کی ضروریات کے لیے تمام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امکانات موجود ہیں۔ اگر کوئی مسئلہ ہے تو وہ اُن موجودہ اور ممکنہ وسائل کی دریافت، ان کا استعمال، اوران کی غیر منصفانہ تقسیم کی بناء پر ہے۔

(2) **رسالت:** توحید کے ساتھ رسالت لازم وملزوم ہے بلکہ توحید کو بغیر رسالت کے سمجھا ہی نہیں جاسکتا اسلام کے معاشی نظام میں ہدایت کے لیے دو بنیادی مصدر کتاب اللہ اور سنت رسول ہیں اگر کتاب اللہ میں مجمل قواعد واصول ہیں تو رسول اللہ ﷺ کے وجود مزکی نے ان قواعد وضوابط پر مرتب و منظم انداز میں عمل کر دکھایا۔ اس طرح تمام انسانوں کے لیے اُس ہدایت پر عمل آسان بنادیا گیا اور یہ بتادیا گیا کہ انسانی استعداد کے اندر یہ چیز موجود ہے۔ تصور رسالت کو اسلام میں مرکزی مقام حاصل ہے۔ اس تصور کو اس کی صحیح روح کے ساتھ نہ اپنایا جائے تو ایسا معاشرہ بہر حال اسلامی معاشرہ نہیں ہوسکتا۔

(3) **خلافت ارضی:** توحیدورسالت کے بعد بنیادی تصور انسان کا اس دنیا میں مقام ومرتبہ یہ ہے کہ انسان نے اللہ کے بتائے ہوئے مقاصد کے حصول کے لیے زمین کا نظام سنبھالنا ہے اور اس میں اس کی حیثیت اللہ کے نمائندے کی حیثیت سے ہے نہ کہ حقیقی مالک کی اس طرح اُسے زندگی کی تعمیر وتشکیل، وسائل کی دریافت اور ترقی، قوت کے حصول اور زندگی کو تعمیر کرنے کے تمام اُمورانجام دینے ہیں۔ یہ واضح رہے کہ تصور استخلاف محض چند معاملات تک محدود نہیں ہے، بلکہ اس تصور کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ ہم متحرک ہوں، جو کچھ اللہ نے اس کائنات میں ودیعت کیا ہے اور جو کچھ صلاحیتیں ہم میں پوشیدہ ہیں اُن کو پروان چڑھائیں، استعمال کریں۔

(4) **تزکیہ نفس:** انسان کو عقل جیسی نعمت عطا کی گئی جس کی بنیاد پر وہ غلط اور صحیح کے مابین فرق کر سکتا ہے اور اسی بنیاد پر اسے ارادہ اور عمل کی آزادی بھی دی گئی ہے۔ اور یہ آزادی خود

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان کی شخصیت کے لیے نقصان دہ بھی ثابت ہو سکتی ہے اگر وہ اسے ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لیے، اخلاق، کردار اور بحیثیت مجموعی اپنی پوری شخصیت کو تعمیری رخ دینا میں صرف نہ کرے لہذا اپنی شخصیت کو صراط مستقیم پر رکھتے ہوئے اور اپنا محاسبہ کرتے ہوئے مقصد حیات حاصل کرنے کی جدوجہد میں مصروف عمل رہتا ہے یہی تزکیہ نفس ہے۔

اس تزکیہ کے دو پہلو ہیں: ایک کا تعلق برائیوں سے بچنا اور بھلائیوں کو پروان چڑھانا جو روحانی، جسمانی ہر اعتبار سے ہے۔

دوسرا پہلو افزائش و نمو سے ہے جیسا کہ زکوۃ کے لیے مال خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا بلکہ دراصل یہ مال کی ترقی کا راستہ ہے۔ قرآنِ پاک میں دوسرے مقامات پر اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ: يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ([1])

"اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو نشوونما دیتا ہے۔"

سود جسے تم بہتری سمجھتے ہو اُس سے اللہ نے منع کیا ہے اور صدقات جس کے بارے میں تمہیں گمان ہے کہ خرچ کرنے سے غریب ہو جاؤ گے دراصل یہی وہ چیز ہے جو بڑھوتری کا ذریعہ ہے تو تزکیہ کا مفہوم ان تمام پہلوؤں پر محیط ہے۔

(5) **عدل واحسان:** تزکیہ کے بعد اگلی چیز عدل ہے۔ اور یہ عدل اپنے اندر احسان کو بھی شامل کیے رکھتا ہے، یعنی عدل ہر ایک کو اُس کا حق دینے کا نام ہے اور احسان یہ ہے کہ حق سے بھی زیادہ دینا۔ اسلام میں عدل کو جو مرکزی مقام حاصل ہے، وہ یہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے اس دنیا میں بھیجے جانے کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد یہی ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے جو وظائف قرآنِ پاک میں بیان کیے گئے ہیں اُن میں تلاوتِ آیات، تزکیہ

[1] - قرآن مجید، البقرة:276

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نفوس، تعلیم کتاب، تعلیم حکمت نیز دعوتِ حق، شہادتِ حق، اقامتِ دین اور ان سب کا عملی مطلوب عدل کا قیام ہے۔ تاکہ انسانوں کے معاملات عدل کی بنیاد پر مرتب ہو سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ مقاصدِ شریعہ میں آپ دیکھتے ہیں کہ سب سے اہم مقام عدل کو حاصل ہے۔

6 **فلاح ابدی :** فلاح یعنی کامیابی اور اس فلاح کا تعلق انسان کی مکمل زندگی پر محیط ہے جس میں روحانی، مادی، انفرادی، اجتماعی فلاح ممکن ہو جاتی ہے اور یہ امر بھی واضح رہے کہ تمام انسانوں کی فلاح، محض دولت مند اور وسائل والوں کی نہیں۔ بلکہ حقیقی فلاح آخرت میں فلاح ہے لیکن اس فلاح کے لیے بنیاد یہی دنیا ہے۔

7 **جواب دہی:** اسلام کے عمومی قواعد وضوابط میں ایک اہم ترین پہلو جواب دہی کا احساس ہے اور عقیدہ آخرت بھی اس احساس جواب دہی کا نام ہے آخرت اور زندگی کا تسلسل جو دنیا سے ہمیں آخرت میں لے جاتا ہے۔ یعنی اس دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کی جواب دہی کا احساس تازہ رہے تاکہ گناہوں سے بچا رہے۔ لہٰذا مسلمان تاجر اسی احساس جواب دہی کو مد نظر رکھتے ہوئے حلال و حرام میں فرق رکھتا ہے اور نہ صرف یہ فرق قائم رکھتا ہے بلکہ حرام سے بچتے ہوئے حلال کو اختیار کرتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی اقتصادی نظام کا نظری تصور

سابقہ اخلاقی اصول وضوابط اور معاشی اساسی امور کے ذریعے کچھ باتیں واضح ہوئی ان میں سب سے پہلا اہم امر یہ ہے کہ ہم عالم اسباب کے باسی ہیں اور لا محالہ اللہ تعالی نے حصول رزق کے لیے جو اسباب وضع کیے ہیں ان اسباب کے ساتھ ہی جدوجہد کرنی چاہیے لیکن ان اسباب میں اس امر کا خیال رکھنا کہ وہ اسباب جائز اور حلال ہوں۔ اس کی رو سے رزقِ حلال کمانا فرض ہے بھیک مانگنا ممنوع ہے۔ خودکشی حرام ہے، اور اگر آپ محنت نہیں کرتے، اپنے بدن کو نہیں پالتے اور موت واقع ہوتی ہے تو یہ حرام موت ہے۔

معاشرے میں ایک دوسرے کی ضرورت کو پورا کرنا تاکہ غربت دور ہو وسائل کی فراوانی ہو حتیٰ کہ ایک عبادت ایسی مقرر کر دی کہ جس کی ادائیگی ہی اُس وقت ہو سکتی ہے جب مال آپ کے پاس ہو یعنی زکوۃ اور بعض صلحائے اُمت نے یہ بات کہی ہے کہ ہمیں کوشش کر کے دولت پیدا کرنی چاہیے تاکہ زکوۃ دے سکیں اور پھر ایک اور عظیم ترین عبادت "حج" اُس کو مالی استطاعت کے ساتھ وابستہ کیا ہے کہ اگر استطاعت نہ ہو تو آپ وہ عبادت ہی نہیں کر سکتے۔ لہذا اس لیے جہاں تک ضروری ہو دنیا کا حصول فرض ہے لیکن اس امر کا خیال رہے کہ دنیا برائے دنیا نہیں بلکہ دنیا برائے آخرت ہو۔

دنیا کی جو امانت ہمیں دی گئی ہے، اُس کی فکر کرنا ہمارے دین کا مطالبہ ہے۔ اس فرق کے ساتھ کہ اگر دنیا صحیح مقاصد کے لیے ہو، اُن حدود کے مطابق ہو، تو یہ ایک عبادت اور فریضۂ دینی ہے۔ اور اگر دنیا خود مطلوب بن جائے، اور جو اصل مقاصد ہیں وہ آنکھوں سے اوجھل ہو جائیں، یا اُن کی خلاف ورزی ہو تو یہ اس زندگی میں بھی مصیبت کا باعث اور آخرت میں تباہی کا ذریعہ ہے۔ حصولِ معاش اور دین میں یہ تعلق ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دوسرا اہم ترین امر یہ ہے کہ شخصی مفاد کو اسلام نے ایک معتبر محرک قرار دیا ہے۔ قرآن صاف الفاظ میں کہتا ہے: فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ [1] "پس بھلائیوں کی طرف سبقت کرو۔"

لیکن اس شخصی مفاد کو بھی اخلاقیات کی اساس پر دنیا اور آخرت دونوں میں کامیابی سے مشروط کر دیا تاکہ یہ شخصی مفاد اندھا نہ کر دے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی معیشت میں شخصی مفاد کی ترکیز محض طلب کے مقابلے میں ضروریات کی تکمیل کا تصور ہے۔ نتیجہ دونوں کا ایک ہی ہے، کہ چیزیں فراہم کی جائیں۔ لیکن ایک خود مقصود بالذات بن جاتی ہے، اور دوسرا ذریعہ ہے ایک اعلیٰ تر مقصد کو حاصل کرنے کا۔ نفع کا حصول ایک جائز معاشی محرک ہے لیکن اگر نفع کا محرک دوسروں کے حقوق تلف کرنے کا ذریعہ بن جائے تو پھر یہ حرام ہے اور یہاں یہ امر بھی مد نظر رہے کہ اگر شخصی مفاد کا ٹکراو اجتماعی مفاد کے کسی بھی پہلو سے ہو رہا ہو تو ایسی کیفیت میں اسلام شخصی مفاد کو ترک کرنے اور اجتماعی مفاد اختیار کرنے کی تلقین کرتا ہے۔

اور تیسرا اہم ترین امر یہ ہے کہ اسلام میں جائز معاشی سرگرمی کے لیے محرک دینے اور ناجائز معاشی سرگرمی کے لیے رکاوٹ پیدا کرنے کا اپنا نظام ہے۔ دیگر معاشی نظاموں کے مقابلے میں اسلام کے معاشی نظام میں ناجائز اُمور پر روک لگانے اور اسے منظم انداز میں جاری رکھنے کے کئی درجے ہیں۔

سب سے پہلے: فرد کا اپنا احساسِ ذمہ داری اور اقدار عالیہ کا خیال رکھنا

دوسری چیز: معاشرے اور خاندان کی بھلائی۔

تیسری چیز معاشرتی ادارے کو قائم و دائم رکھنا ہے: جس میں اہم مسجد، مدرسہ، خاندان، حسبہ ہیں۔ اس طرح معاشی میدان میں ہر سطح پر اسلام نے روک ٹوک کا نظام وضع کیا ہے۔

---

[1] ۔ قرآن مجید، البقرۃ:148

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھی چیز: اسلام نے تقسیم دولت کا ایک نظام بنایا ہے، اس کی نظر محض پیداوار پر نہیں بلکہ پیداوار کے ساتھ ساتھ تقسیم دولت پر بھی ہے۔ تقسیم دولت میں بہت ہی اہم باتیں ہم بھول چکے ہیں مثال کے طور پر احساس ذمہ داری جو والدین سے شروع ہوتا ہے۔ پھر بیوی بچوں کے لیے، خاندان کے لیے، اس کے علاوہ وراثت کا نظام ہے۔

اور یہ امر بھی واضح رہے کہ اسلام نے جس طرح دولت کی تقسیم کے لیے باقاعدہ ایک نظام وضع کیا ہے اسی طرح معاشی ذمہ داریوں کی تقسیم کا بھی ایک نظام موجود ہے۔

اسلامی اقتصادی نظام کا عملی تصور

اسلام دین کامل ہے اور اس میں اتنی صلاحیت ہے کہ ہر دور کے معاشی تقاضوں کی تکمیل ممکن بنائی جاسکے اس اعتبار سے سودی اقتصادی نظام کو ترک کرنے کی عملی کوششیں جو عالم اسلام میں پچھلی پانچ دہائیوں سے جاری وساری ہیں بالخصوص جن کا تعلق اسلامی فنانس اور بنکنگ سے ہے در حقیقت بہت اہم اور مثبت پیش رفت ہے۔ کیونکہ اس پیش رفت میں حرام سے بچنے اور حلال کی طرف بڑھنے کے لیے علمی، عملی، اداراتی اقدامات اٹھانے کی کوششیں کی جارہی ہیں اس حوالے سے اسلام نے پیدائش دولت اور تقسیم دولت دونوں پہلوؤں کو مناسب تعلیمات کے ذریعے محدود کر دیا ہے یعنی مال کہاں سے حاصل کیا گیا اور کہاں خرچ کیا گیا۔

خواہ یہ معاملہ انفرادی سطح پر ہو یا اجتماعی سطح پر یا حکومتی سطح پر لہذا اس میں سب سے پہلے ہدف سود کا خاتمہ جو کہ زکوۃ کی بنیاد پر ایک اجتماعی فلاحی نظام کی صورت میں ممکن بنایا جاسکتا ہے اور زکوۃ کا وہ طریقہ کار جس کے بعد معاشرے میں مسلسل بھکاری نہ پیدا ہوں بلکہ زکوۃ لینے والا خود کچھ عرصے بعد صاحب نصاب بن سکے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی اقتصادی ادارے کے اولین خدوخال حیات طیبہ ﷺ سے ملتے ہیں جہاں آپ کی ذات لوگوں کے لیے اپنی امانتیں رکھوانے کے لیے مرجع وحید تھی یعنی لوگ آپ کے پاس اپنی امانتیں رکھواتے تھے اور حسب ضرورت واپس لے لیا کرتے تھے اور کچھ روایات سے بشرط صحت یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کچھ لوگ جو امانتیں رکھا کرتے تھے وہ انہی امانتوں میں سے ضرورت مندوں کو قرض بھی دیا کرتے تھے جس کی ایک شکل بعد میں سود میں بدل گئی تھی لیکن رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے ہمیں ایسی کچھ معلومات نہیں ملتی جن سے یہ قرض دینے والے معاملات کی طرف بھی اشارہ ملتا ہو لیکن خلافتِ راشدہ میں " صراف" نامی ادارہ کا وجود ملتا ہے۔ اور اس ادارے کے مختلف کاموں میں سے ایک کام یہ بھی تھا کہ لوگ صراف کے پاس اپنی قیمتی اشیاء، خاص طور سے سونا چاندی رکھوا دیا کرتے تھے اور اُسی دور میں یعنی پہلی صدی ہجری میں صرافوں نے یہ کام بھی شروع کر دیا تھا کہ بین الاقوامی تجارت کے لیے لوگ جب باہر جاتے تھے تو صراف کے پاس سونا رکھ دیتے تھے اور اُس سے رسید لے لیتے تھے اور دوسرے ملک میں جہاں سے اُس نے خریداری کی ہے وہاں وہ رسید دے کر اُس سے مال خرید سکتے تھے۔ اور اس رسید کو 'صق' کہتے تھے۔ جس کو آج چیک کہتے ہیں، یہ اُسی صق سے نکلا ہے۔ یعنی مضاربت کی بنیاد پر مالیات کی وصولی اور کاروبار میں سرمایے کے استعمال اور نفع کی تقسیم کا کچھ تصور اس دور میں موجود تھا ممکن ہے اگر اس دور کی تمام روایات کا احاطہ ممکن ہو تو مزید یہ تصویر واضح ہو سکے کہ اس دور میں مضاربت کن اصولوں پر بھی تھی اور اس کا عملی طریقہ کار کیا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سچ تو یہ ہے کہ حقیقی اسلامی معاشی ادارے معاشرے کی ایک حقیقی ضرورت ہے۔ گو اس کی ابتداء امانت گھر سے ہی ہو گو اس کے مکمل فوائد اسی وقت حاصل کیے جاسکتے ہیں جب یہ حکومتی سطح پر شروع ہو۔

نجی سطح پر سود کے بغیر کام کرنے والا پہلا منظم کامیاب بنک **1975**ء میں دبئی میں قائم ہوا یعنی دبئی اسلامک بنک۔ اور سرکاری سطح پر پہلا عالمی بنک اسلامک ڈویلپمنٹ بنک -- بھی**1975**ء ہی میں جدہ سعودی عرب میں قائم ہوا۔ پھر اُس کے بعد سے دنیا کے مختلف ممالک میں اس طرح کے بنک بننے کا عمل شروع ہوا۔ جزوی طور پر ایسے ادارے پاکستان، ملائیشیا، مصر، کویت، سعودی عرب، اور خاص طور پر سوڈان میں بنے۔ اور اس وقت تقریباً چالیس پچاس ممالک میں ایسے اسلامی بنک کام کر رہے ہیں۔

لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ جو معاشی ادارے اسلامی اصولوں کی بنیاد پر کام کرنے کا دعوی کر رہے ہیں ان کے تمام تر اصولوں و ضوابط کا بنظر غائر تحقیقی جائزہ لیا جائے اور اس کے مثبت پہلوؤں کو مزید تقویت دی جائے اور ایسے پہلو جو اسلامی اصولوں کے منافی ہیں ان کا متبادل لانے کی کوشش کی جائے۔ جیسا کہ پاکستان میں میزان بنک، یا دبئی اسلامک بنک یا پھر چند بین الاقوامی بنک جیسا کہ سٹینڈرڈ چارٹرڈ بنک کا صادق بینکاری وغیرہ کے تمام معاملات کا جائزہ لیا جائے اور بفضلہ تعالی اس کتاب کی دوسری جلد میں ان اداروں کے قواعد وضوابط کا فنی و علمی اعتبار سے جائزہ لیا جائے گا۔ ان شاء اللہ العزیز

یعنی ہم ان معاشی اقتصادی اداروں کے بارے میں حتمی طور پر یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ مثالی اسلامی ادارے ہیں لیکن ایک اچھی کاوش ضرور ہے۔ اور اس کے لیے ضروری ہے کہ اسلامی نظام معیشت کی تمام اکائیوں کو واضح کیا جائے اور موجودہ اقتصادی اداروں کی اکائیوں پر غور کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے تاکہ اس کی تشکیل نو کی جاسکے جیسا کہ سرمایہ کاری، پیداوار، تقسیم دولت، ان سب کے معاملات کو سرمایہ دارانہ نظام میں مخصوص اصولوں کے تحت وضع کیا گیا ہے اور وہ صراحتا ناانصافی پر مبنی ہیں۔ اس کی مثال اس طرح دی جاسکتی ہے کہ موجودہ سرمایہ دارانہ نظام معیشت میں قرض سے قرض پیدا کیا جاتا ہے، پیسہ سے پیسہ بنایا جاتا ہے اور پیداوار اور خدمات میں اضافے کے بغیر دولت کمانا ممکن ہے۔

جبکہ یہ بات اسلام کے مزاج سے مطابقت نہیں رکھتی۔ اس لیے اسلامی بنکاری کے لیے ضروری ہے کہ وہ صرف کھلی کھلی شرعی خلاف ورزیوں ہی سے نہ بچے، بلکہ ایجابی طور پر ان تمام تصورات کو اپنائے جو شریعت ہمیں دیتی ہے۔ شریعت معاشی معاملات، کاروبار، صنعت اور معیشت کا ایک منفرد تصور دیتی ہے، جس میں نفع نقصان میں شرکت، تمام عناصر کی شمولیت اور کارکردگی، شفافیت، ہر سطح پر عدل اور ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی شامل ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے ایک فرمان سے آجر، اجیر، محنت، مزدوری تمام نکات واضح ہو جاتے ہیں آپ کا فرمان ہے کہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : أَعْطُوا الأَجِيرَ أَجْرَهُ قَبْلَ أَنْ يَجِفَّ عرقه([1])

"مزدور کو اُس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدوری دے دو۔"

غور کیجیے کہ جہاں اس کا یہ مفہوم ہے کہ اجرت دینے میں تاخیر نہ کرو، اور پوری مزدوری دو، حق مارو نہیں، وہیں اس میں یہ پہلو بھی ہے کہ مزدور کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ اپنی ذمہ داری ادا کرنے میں پسینہ بہائے۔ اس میں دونوں کو فرض کی ادائیگی پر ابھارا گیا ہے۔ یہ ہی وہ مثالی

[1] سنن ابن ماجه، كتاب الرهون، باب أجر الأجراء، حديث:2440

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہدف ہے اور جب تک ہم اس ھدف کی طرف نہیں بڑھتے، ہم اسلام کے نظام کی برکات سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

OOO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملکیتِ مال اسلام کی رو سے

بنیادی طور پر مال اللہ کی ملکیت ہے اور اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو اس کے بارے میں ذمہ دار بنایا ہے۔ اس ذمہ داری یا جانشینی کی وجہ سے انسان کو حق ملکیت حاصل ہو گیا۔ اور اس حق ملکیت کا مطلب اس میں اتنا تصرف جتنا اسے اسلام نے اجازت دی ہے اور اس تصرف کے لیے حدود و ارابعہ کا تعین بھی کر دیا اگر وہ اس کے مطابق خرچ کرتا ہے تو وہ امین ہے وگرنہ خائن متصور ہو گا۔

اسی پس منظر کو واضح کرتے ہوئے قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:

وَءَاتُوهُم مِّن مَّالِ ٱللَّهِ ٱلَّذِىٓ ءَاتَىٰكُمْ([1])

"اور ان کو اس مال میں سے دو جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیا۔"

اس آیت میں اور قرآن مجید کی ایک سے زائد آیات میں مال کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف کی ہے جیسا کہ درج ذیل آیت میں ہے:

وَأَنفِقُوا۟ مِمَّا جَعَلَكُم مُّسْتَخْلَفِينَ فِيهِ([2])

"اور اس میں سے خرچ کرو، جس میں اس نے تمہیں جانشین بنایا ہے۔"

یعنی بالفاظ دیگر مال انسان کے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو حق ملکیت عطا کیا گیا اس کی وضاحت اس اعتبار سے کی جا سکتی ہے جس میں اس امر کی توضیح بھی ہو گی کہ انسان کو جو حق تصرف عطا کیا گیا ہے اس کی نوعیت کیا ہے اور اس کی ممکنہ کیفیات کیا ہیں

[1] - قرآن مجید، النور33

[2] - قرآن مجید، الحدید:7

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملکیت کی اقسام

دین اسلام نے انسان کو حق ملکیت عطا کیا ہے اس کی تین اقسام ہیں:

(1) انفرادی ملکیت (2) عام ملکیت (3) ریاست کی ملکیت

(1) انفرادی ملکیت:

یہ اسلام کی طرف سے انسان کو اصل مال، یا اس کی منفعت، یا اس کے متبادل کو خرچ کرنے کی اجازت سے تعبیر ہے۔ اور اسلام کے نزدیک انفرادی ملکیت کسی بھی فرد کا ایک بنیادی اور شرعی حق ہے۔اور اس حق کی تائید فطرت سے بھی ہوتی ہے کہ ہر مخلوق میں جذبہ ملکیت ودیعت کیا گیا ہے اور اس کی جبلت میں عطا کیا گیا چنانچہ قطع نظر دیگر مخلوقات کے انسان کے حق ملکیت میں وہ تمام اموال جو منقولہ ہیں مثلاً چوپائے، نقد، گاڑیاں اور کپڑے وغیرہ اور ایسے اموال جو غیر منقولہ ہیں مثلاً زمین، گھر، فیکٹری وغیرہ۔

اسلام نے فرد کو اپنی ملکیت میں منقولہ وغیر منقولہ تمام اشیاء میں تصرف کا حق بھی دیا ہے۔ البتہ اس حق ملکیت کو حاصل کرنے کے لیے اسلام نے ان ممکنہ اسباب کا تعین کر دیا ہے جن کی بناء پر کوئی فرد مال کا مالک ہو سکتا ہے، اس مال کو بڑھا سکتا ہے۔ اور اسی طرح اس مال کو خرچ کرنے کے طریقے اور راستے بھی معین کر دیے تاکہ اس سے حصول منفعت ودفع ضرر کا مقصد شریعت بھی حاصل ہو سکے۔

ملکیت کے اسباب:

جیسا کہ بیان کیا گیا کہ اسلام نے کسی بھی فرد کے لیے کسی مال کو اپنی ملکیت میں لینے یا مال میں اضافہ کے لیے اصول وضوابط وضع کر دیے ہیں جیسا کہ بنجر زمین کو قابل کاشت بنانے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمین کے اندر سے معدنیات نکالنے، دلال بننے کو بھی ملکیت کا سبب قرار دیا ہے۔ اسی طرح مضاربہ اور مساقت یعنی پانی دینا، کو بھی ملکیت کا سبب قرار دیا۔

مزید بر آں اسلام نے میراث، بقدر کفاف مال لینے، ریاست کی جانب سے رعایا کو مال دینے، اور ان اموال کو، جو افراد بغیر کسی مشقت کے حاصل کرتے ہیں، جیسے ہبہ، ہدیہ، وصایا، عطیہ، دیت، مہر اور لقطہ وغیرہ کو بھی ملکیت کا سبب قرار دیا ہے۔

اسی طرح زراعت، تجارت اور صنعت کو مال میں اضافہ کا سبب قرار دیا ہے۔ جس طرح کسب کو اور مختلف طریقوں سے مال کی نشو و نما کی کیفیت کو بھی متعین کیا ہے، اسی طرح ان طریقوں کو بھی متعین کیا ہے، جن سے ایک مسلمان اموال نہیں بڑھا سکتا، یا ان کو اپنے کسب کا وسیلہ نہیں بنا سکتا۔ چنانچہ مندرجہ ذیل ممنوع مثالیں اس امر کو واضح کرنے کے لیے کافی ہیں جو مال کمانے اور اس میں اضافہ کے لیے معروف ہیں۔

ایسی شراکتی کمپنیاں اسلام میں حرام ہیں۔ اسلام ان کی بالکل اجازت نہیں دیتا۔ جس میں انعقاد اور "صحتِ بیع" کی ان تمام شرائط کو پورا نہیں کیا گیا جو اقتصادی نصوص میں مذکور ہیں۔ (ان شاء اللہ مرکز الترجمہ والتحقیق للاقتصادی الاسلامی کی طرف سے اقتصادی نصوص پر مشتمل ایک موسوعۃ تیار کیا جا رہا ہے جس میں اقتصاد کے عصری پہلوؤں کی تطبیق کا ذکر بھی ہو گا اور اس میں آثار صحابہ و تابعین وغیرہم کو بھی ذکر کیا جائے گا)۔

ان کمپنیوں کے شئیرز میں عقد کے ارکان مکمل طور پر نہیں پائے جاتے۔ وہ اس طرح کہ کوئی شخص صرف کمپنی کی شرائط پر پورا اترے، تو وہ شریک بن جاتا ہے۔ اسی طرح صرف ایک حصہ کے خریدنے سے کوئی شخص کمپنی کا حصہ دار بن جاتا ہے۔ سرمایہ داروں کے نزدیک یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف ارادہ ہے۔ اس کمپنی کے شیئرز میں دو عاقد (بائع و مشتری) نہیں ہوتے، بلکہ صرف ایک متصرف ہوتا ہے۔

اور اسی طرح اس میں ایجاب و قبول بھی نہیں ہوتا، بلکہ صرف قبول ہے۔ اور اس میں مال اور بدن نہیں ہوتا، بلکہ فقط مال ہوتا ہے۔

جبکہ شریعت کی رو سے کمپنی کے لیے یہ شرط ہے کہ اس میں دو عاقدوں (بائع و مشتری) کی جانب سے ایجاب و قبول ہوتا ہے۔ جیسا کہ تجارت، کرایہ اور اس جیسے دوسرے عقود میں ہے، اور یہ شرکت بھی صرف دو فریق کے مابین یا بدن اور مال کے درمیان ہو سکتی ہے۔ بدن کے بغیر مال میں شرکت جائز نہیں۔

چنانچہ سرمایہ دارانہ شراکتی کمپنی کا عقد ہی مکمل نہیں ہوتا کیونکہ اس میں عقد کے ارکان ہی نہیں پائے جاتے۔ لہٰذا یہ باطل، حرام اور شرع کی مخالفت ہے، اور اس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے کیونکہ اس میں اللہ کے اَمر کی مخالفت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انعقاد کی شرط کو پورا کرنے کا حکم دیا ہے۔ ان کو پورا نہ کرنے سے اللہ اور اس کے حکم کی مخالفت نظر آتی ہے:

فَلْيَحْذَرِ ٱلَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِۦٓ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ[1]

"جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ وہ کسی فتنہ یا درد ناک عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں۔"

اسی طرح سود، ذخیرہ اندوزی، جوا، ملاوٹ، دھوکا، غبن، فحش، شراب کی خرید و فروخت، خنزیر کی تجارت یا مردار کے بیچنے اور خریدنے کو، چوری اور جیب تراشی، لوٹ مار، اور رشوت یا خیانت کے ذریعے مال کمانے اور بڑھانے سے منع کیا ہے۔

---

[1] قرآن مجید، النور:63

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

② عام ملکیت:

ملکیت کی اقسام میں سے دوسری قسم "ملکیتِ عام" ہے۔ یہ اعیان (نقد اموال) ہیں، جنہیں اسلام نے تمام مسلمانوں کی ملکیت میں دیا، اور ان کو مسلمانوں کے درمیان مشترک قرار دیا۔ اور ان سے نفع اٹھانے کو افراد کے لیے مباح قرار دیا اور انفرادی ملکیت میں لینے سے منع فرمایا ہے۔ بنیادی طور پر ان اعیان کی تین اقسام ہیں:

اول: عام روز مرہ ضروریات زندگی، جن کے بغیر زندگی ناممکن ہے۔ مثلاً پانی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثَلَاثًا، أَسْمَعُهُ يَقُولُ الْمُسْلِمُونَ شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ: فِي الْكَلَإِ وَالْمَاءِ وَالنَّارِ [1]

"مہاجرین صحابہ میں سے کسی سے روایت ہے اس نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ تین بار جہاد میں شرکت کی ہے۔ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: مسلمان تین چیزوں میں ایک دوسرے کے شریک ہیں گھاس، پانی اور آگ۔"

بات ان تین چیزوں تک محدود نہیں، بلکہ اس میں ہر وہ چیز داخل ہے جو کسی معاشرہ میں ساکن انسانوں کی ضرورت ہے۔ اور ان عام روز مرہ ضروریات زندگی کا تعین مختلف معاشروں میں مختلف ہو سکتا ہے۔

دوم: وہ اشیاء جو اپنی طبعی اور تکوینی کیفیت کی وجہ سے انفرادی قبضہ میں داخل نہیں کی جا سکتی۔ مثلاً سمندر، دریا، عام میدان، مساجد، عام راستے وغیرہ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مِنًى مُنَاخُ مَنْ سَبَقَ [2] "جو پہل کرے ہماری طرف سے راہ ہموار ہے۔"

---

[1] - سنن أبي داود، كتاب البيوع، أبواب الإجارة، باب في منع الماء، حديث: 3033
[2] - سنن أبي داؤد 2019 ضعيف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے علاوہ کئی اور چیزیں، مثلاً پانی کے وہ نلکے، جو عام راستوں میں لگے ہوئے ہیں، بھی عام ملکیت میں شامل ہیں۔ کیونکہ یہ عام راستوں میں لگے ہوئے ہیں اور عام راستے عام ملکیت ہیں۔ کوئی فرد ان کو اپنے لیے خاص نہیں کر سکتا اور نہ اس چیز سے لوگوں کو منع کر سکتا ہے، جو عام ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا:

لَا حِمَى اِلاَّ اللهِ وَرَسُولِهِ ([1])

"اللہ اور اس کے رسول کے علاوہ کسی کے لیے چراگاہ نہیں ہے۔"

چنانچہ ریاست کے علاوہ کوئی بھی ان چیزوں سے منع نہیں کر سکتا۔

سوم: وہ معدنیات، جو منقطع نہ ہوتی ہوں۔

یہ بہت سی معدنیات، جو بہت کثرت سے ہوتی ہیں، یہ تمام مسلمانوں کی ملکیت ہیں۔ کسی خاص فرد یا کمپنی کے لیے ان کی ملکیت جائز نہیں۔ لہٰذا انہیں نکالنے، بنانے اور ذخیرہ کرنے یا تقسیم کرنے کے لیے کسی خاص فرد یا کمپنی کی ملکیت میں دینا جائز نہیں۔ بلکہ ان کو تمام مسلمانوں کی ملکیت میں رہنا ضروری ہے۔ اس میں تمام مسلمان شریک ہوں گے۔ اور مملکت انہیں خود نکالے گی، یا کسی اور ذریعے سے، یا مسلمانوں کے نمائندے کی حیثیت سے انہیں بیچ کر ان کی آمدنی بیت المال میں رکھے گی۔

یہ معادن چاہے ظاہری ہوں یا زیر زمین، ان میں کوئی فرق نہیں۔ مثلاً نمک، سرمہ وغیرہ (جو ظاہری معدنیات ہیں۔) اسی طرح زیر زمین معادن، جن کو بڑی مشقت سے نکالا جاتا ہے، مثلاً سونا، چاندی، لوہا، پیتل، تانبا، یورینیم، پٹرول وغیرہ۔ اس کی دلیل ابیض بن حمال المازنی رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے:

---

[1] - صحيح البخاري، كتاب المساقاة، باب : لا حمى إلا لله ولرسوله ﷺ ، حديث :2262

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَنْ أَبْيَضَ بْنِ حَمَّالٍ أَنَّهُ وَفَدَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَقْطَعَهُ الْمِلْحَ قَالَ ابْنُ الْمُتَوَكِّلِ الَّذِي بِمَأْرِبَ فَقَطَعَهُ لَهُ فَلَمَّا أَنْ وَلَّى قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْمَجْلِسِ أَتَدْرِي مَا قَطَعْتَ لَهُ إِنَّمَا قَطَعْتَ لَهُ الْمَاءَ الْعِدَّ قَالَ فَانْتَزَعَ مِنْهُ قَالَ وَسَأَلَهُ عَمَّا يُحْمَى مِنَ الْأَرَاكِ قَالَ مَا لَمْ تَنَلْهُ خِفَافٌ وَقَالَ ابْنُ الْمُتَوَكِّلِ أَخْفَافُ الْإِبِلِ حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْمَخْزُومِي مَا لَمْ تَنَلْهُ أَخْفَافُ الْإِبِلِ يعني أَنَّ الْإِبِلَ تَأْكُلُ مُنْتَهَى رُءُوسِهَا وَيُحْمَى مَا فَوْقَهُ ([1])

"سیدنا ابیض بن حمال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک وفد لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے نمک کی کان بطور جاگیر طلب کی جو آپ ﷺ نے دے دی۔ ابن متوکل کہتے ہیں وہ کان مقام مارب پر تھی۔ جب میں نے پشت پھیری تو مجلس میں سے ایک آدمی نے کہا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے اسے کیا دے دیا ہے' آپ نے اسے نہ ختم ہونے والا دائمی پانی دے دیا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اسے واپس لے لیا۔"

جہاں تک ان چھوٹی اور مقدار میں محدود معدنیات کا تعلق ہے، جیسے سونے اور چاندی کا عرق، تو ان کا کوئی خاص فرد بھی مالک ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بن الحارث المزنی کو حجاز میں الفرع کی طرف "معادن القبيلة" کا مالک بنایا۔ بلال رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے ان کو توڑنے کا سوال کیا تو آپ ﷺ نے ان کے لیے تڑوایا، اور اس کا مالک بھی بنایا۔

[1] - سنن أبي داود، كتاب الخراج والإمارة والفيء، باب في إقطاع الأرضين، حديث:2679

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عام ملکیت سے نفع اٹھانے کی کیفیت:

چونکہ ملکیت عامہ تمام مسلمانوں کی ملکیت اور ان کے درمیان مشترک ہے، لہٰذا ہر فرد اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اگر اس ملکیت کے اعیان ایسے ہوں، جن سے انسان خود آسانی سے نفع اٹھا سکتا ہے، تو اٹھائے۔ مثلاً پانی، چارہ، آگ، عام راستے دریا اور سمندر وغیرہ۔ اور اگر ان سے خود آسانی سے فائدہ اٹھانا ایک فرد کے لیے سہل نہ ہو، مثلاً پٹرول اور دوسری معدنیات وغیرہ، تو مملکت ان کو زمین سے نکالے گی اور ان کی آمدنی بیت المال میں رکھے گی۔

حکومت وقت ان میں سے حسبِ موقع مسلمانوں کے فائدے کے لیے خرچ کرے گی۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اس کی آمدن کو مندرجہ ذیل طریقے سے تقسیم کرے۔

1 اعیان کو زمین سے نکالنے کے محکمے پر خرچ کرے۔ یعنی اس کی تعمیرات، متعلقہ افسروں، مشیروں، ماہرین و آلات اور کارخانوں وغیرہ پر۔

2 ان مسلمانوں پر خرچ کرے، جو ان ملکیاتِ عامہ کے حق دار ہیں۔ یعنی خلیفہ انہیں مسلمانوں میں تقسیم کر دے گا، جیسے پٹرول، پانی، بجلی وغیرہ مفت دے گا، یا ان سے حاصل ہونے والی آمدنی کو مسلمانوں کے مفادات اور موقع و محل کے اعتبار سے ان کی بھلائی کے کاموں میں خرچ کرے گا۔

3 جہاد اور اس کے لیے اسلحہ اور فوج کی تیاری میں ان کو خرچ کرنے سے منع کرے گا۔ اور اسی طرح بیت المال کے ان مصارف میں بھی خرچ نہیں کرنے دے گا، جن پر خرچ کرنا مال ہونے یا نہ ہونے کی صورت میں بہر حال بیت المال پر واجب ہے۔ بیت المال میں مال نہ ہونے کی صورت میں اس کے لیے خرچ کرنا مسلمانوں کا فرض ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ مملکت کی ملکیت

ملکیت کی تیسری قسم "مملکت کی ملکیت" ہے۔ اس میں ہر وہ چیز شامل ہے، جو زمین یا مکان کی صورت میں عام مسلمانوں سے تو متعلق ہے مگر ملکیت عامہ میں داخل نہیں۔ مملکت کی ملکیت وہ ہیں، جو انفرادی ملکیت کی اہلیت بھی رکھتے ہیں، مثلاً زمین، مکان اور منقولہ اشیاء وغیرہ لیکن جب یہ عام مسلمانوں سے متعلق ہو گئے، تو ان کی تدبیر ان مسلمانوں کا معاملہ ہے۔ جہاں تک تصرف کی بات ہے تو یہ مملکت کی ذمہ داری ہے۔ کیونکہ مملکت ہی ان چیزوں کو بہتر طریقے س صرف کر سکتی ہے جو عام مسلمانوں سے متعلقہ ہیں۔ مثلاً صحرا، پہاڑ، بندرگاہیں، ایسی بنجر زمین، جو کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہو، عمارات، پانی پینے کی جگہیں (کنوئیں وغیرہ)۔

اسی طرح وہ اشیاء جن کو مملکت خرید لے یا تعمیر کرے یا جنگ میں دشمن سے چھین لے، مثلاً دفاتر کی عمارات۔ اسی طرح مدارس، ہسپتال وغیرہ۔ مملکت ان املاک کی مالک بھی ہو سکتی ہے جن کے مالک افراد ہو سکتے ہیں، مثلاً زمین مکان وغیرہ۔ پھر خلیفہ ان کو افراد کی ملکیت میں بھی دے سکتا ہے، چاہے یہ منفعت کے اعتبار سے ہو یا اصل (عین) کے اعتبار سے، یا پھر دونوں اعتبار سے۔ یعنی منفعت کا اصل یا بنجر زمین انہیں دے دے، تاکہ وہ اس کو آباد کریں اور مالک بن جائیں۔ اور اس کے ساتھ اس میں ایسا تصرف کریں جو مسلمانوں کے مفاد میں ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان کی بنیادی ضروریات

انسان کی بنیادی ضروریات کا ایک سے زائد پہلوؤں سے جائزہ لیا جاسکتا ہے۔

زاویہ نمبر ایک

ضروریات دو طرح کی ہیں:

بنیادی ضروریات: یہ انسان کی جسمانی و روحانی ساخت اور اجتماعی زندگی کے مزاج سے تعلق رکھتی ہیں جب تک انسان اس دنیا میں موجود ہے اور اجتماعی زندگی بسر کر رہا ہے اس کی یہ ضروریات باقی رہیں گی۔ یہ ضروریات تین طرح کی ہیں: جسمانی، روحانی، اور اجتماعی۔

1. جسمانی ضروریات کا تعلق خوراک، پوشاک، مسکن اور رفیق حیات سے ہے۔
2. روحانی ضروریات کے ذیل میں علم، نیکی، احترام و تربیت آتے ہیں
3. اجتماعی ضرورت میں معاشرت مبادلہ اشیاء، تعاون، عدالت، آزادی اور مساوات وغیرہ کا شمار کیا جاسکتا ہے۔

ثانوی ضروریات: جو بنیادی ضروریات سے پیدا ہوتی ہیں مختلف آلات اور وسائل زندگی اسی نوع کی بنیادی ضروریات سے پیدا ہوتی ہیں جو زمانہ کے ساتھ ساتھ بدلتی ضرورت ہے ۔یہ بنیادی ضروریات ہی جو انسان کو زندگی کی توسیع اور ترقی کی جانب قدم بڑھانے کے آمادہ کرتی ہیں ثانوی ضروریات زندگی کی توسیع و ترقی سے پیدا ہوتی ہیں اور زیادہ سے زیادہ توسیع و ترقی کے لئے محرک ثابت ہوتی ہیں۔

زاویہ نمبر 2: دینی ضروریات کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے

1. مصالح ضروریہ: ایسی ضروریات جس کی غیر موجودگی میں انسان کی دنیا یا آخرت برباد ہو جائے۔ مثلاً اگر نکاح کہ اگر نکاح کی قدرت ہو اور کوئی مانع بھی نہ ہو اس کے باوجود نکاح نہ کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے تو دنیوی فوائد سے محرومی ہے اور جسمانی طلب کو بغیر نکاح کے مکمل کرنا آخرت برباد کرنے کے مترادف ہے۔ اسی لیے انہیں مصالح ضروریہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔یہ شرعی مقاصد کی سب سے اولین قسم ہے۔ ان مصالح کو مقاصد خمسہ سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔(1)دین(2)انسانی جان(3) انسانی عقل(4)انسانی نسل(5)مال۔

یہ بات واضح رہے کہ شریعت نے جتنے بھی احکام دیے ہیں، ان سب میں ان پانچ مصلحتوں میں سے کوئی نہ کوئی مصلحت ضرور موجود ہوگی اور بعض میں دو تین یا سب مصلحتیں بھی موجود ہوسکتی ہیں۔ لیکن یہ نہیں ہوسکتا کہ شریعت کا کوئی حکم ایسا ہو جس میں ان پانچ باتوں میں سے کوئی بھی بات موجود نہ ہو۔ ان پانچوں باتوں کی اصل اور بنیاد خود قرآن مجید ہے نیز یہ بھی واضح رہے کہ یہ پانچوں باتیں آپس میں ہم مرتبہ نہیں ہیں بلکہ ان پانچوں کے باہمی درجات میں بھی تفاوت ہے، مثلاً اگر دین اور جان میں سے کسی ایک کو بچانے کا موقع ہو تو شریعت کا حکم یہ ہے کہ اس موقع پر دین بچانا مقدم ہوگا، اگرچہ جان نہ بچ پائے، اسی طرح اگر جان اور مال میں سے ایک چیز بچائی جاسکتی ہو تو شریعت جان بچانے کو ترجیح دے گی وغیرہ۔ مختلف دینی احکام کا پس منظر بھی یہی مقاصد خمسہ کا حصول ہی ہے جیسا کہ ارکانِ اسلام کا مکلف اس لیے بنایا گیا تاکہ انسان کا ”دین“ سلامت رہے، دیت، قصاص اور زخموں وغیرہ کے احکام اس لیے دیے گئے؛ تاکہ انسانی ”نفس“ کی حفاظت ہو، نشہ آور چیزوں اور دیگر لہو ولعت کی ممانعت کی گئی؛ تاکہ انسانی ”عقل“ سلامت رہے، گھریلو زندگی سے متعلق احکامات اس لیے دیئے گئے؛ تاکہ انسانی ”نسل“ کو بقا اور تحفظ میسر آئے، خرید وفروخت کے احکامات اور چوری وڈاکہ زنی وغیرہ کی ممانعت اس لیے کی گئی؛ تاکہ انسانی ”مال“ محفوظ رہ سکے۔ ان مثالوں سے یہ بات مزید واضح ہوگئی کہ شریعت نے کس طرح اپنے احکامات میں ان پانچ باتوں کو ملحوظ رکھا ہے اسی لیے انھیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصول دین اور قواعد شریعت کا لقب دیا گیا ہے۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ جو باتیں ان پانچ مقاصد میں سے کسی میں بھی خلل انداز ہوں انھیں شریعت "مفاسد" کا نام دیتی ہے اور جن باتوں سے یہ پانچ باتیں سلامت اور محفوظ رہیں انھیں "مصالح" قرار دیتی ہے۔

(2) مصالح حاجیہ: وہ ضروریات جن سے انسانی حاجات وابستہ ہوں اور اگر وہ حاجات پوری نہ ہوں تو انسان تکلیف اور مشقت میں پڑ جائے۔ مثلاً بوقت عذر تیمم کرنا وغیرہ۔ یہ مصالح حاجیہ اپنی اصل میں مصالح ضروریہ سے ہی جڑی ہوئی ہیں۔ مثلاً: نکاح کے احکامات میں شریعت نے جو چیزیں مد نظر رکھی ہیں، ان کا ایک ہدف نسلِ انسانی کی بقاء اور تحفظ ہے۔ اسی طرح تجارت اور کرایہ داری وغیرہ کے احکامات کا ہدف مال کی حفاظت یا اس میں اضافہ ہے اور مال کی حفاظت بھی مصالح ضروریہ میں سے ایک مصلحت ہے۔ ان انسانی حاجات میں شریعت نے عموماً رخصت اور آسانی کی ملحوظ رکھا ہے؛ چنانچہ بوقت ضرورت مردار کھانے کی اجازت اور پانی میسر نہ ہونے یا قدرت نہ ہونے کے وقت تیمم کا حکم، سفر میں نماز کی قصر اور روزہ نہ رکھنے کی اجازت اسی سہولت اور رخصت پر مبنی ہے تاکہ انسان اپنی استطاعت کے حدود میں رہتے ہوئے دینی ارکان کو بجالا سکے اور انھیں محفوظ رکھ سکے۔

(3) مصالح تحسینیہ: ایسی ضروریات جن کی رعایت انسانی کردار اور گفتار میں حسن و خوبی کا باعث ہوں، انھیں تحسینیہ کا نام دیا گیا ہے اور تمام اچھی عادات اور اچھے اخلاق اسی سے جڑے ہوتے ہیں پھر تمام برے اخلاق سے اجتناب برتنا بھی اسی قسم سے متعلق ہے؛ کیوں کہ بری باتوں اور برے اخلاق سے کنارہ کشی خود بخود انسان میں ایک حسن پیدا کر دیتی ہے۔ چنانچہ اسراف اور بخل وغیرہ سے اجتناب کرنا، میاں بیوی کے انتخاب میں کفاءت کو ملحوظ رکھنا،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھانے پینے کے آداب، حسنِ معاشرت، ستر عورت، نجاست سے پاک رہنا وغیرہ سب اس کی مثالیں ہیں۔

یہ تینوں ضروریات باہم ایک دوسرے سے مربوط ہیں اور ممکنہ دینی ضروریات میں سے ہر ایک کا تعلق کسی نہ کسی بنیادی مقصد شریعت خمسہ سے ہو گا جیسا کہ طہارت اور ستر عورت کا حکم "حفظِ دین" کی طرف لوٹتا ہے۔ کھانے پینے کے آداب اور حرام چیزوں سے اجتناب "حفظِ نفس" کی طرف لوٹتا ہے۔ میاں بیوی کا صحیح انتخاب اور حسنِ معاشرت "حفظ نسل" کی طرف لوٹتے ہیں۔ حلال کمانا، صحیح خرچ کرنا اور فقیروں کو اپنے مال میں سے حصہ دینا "حفظ مال" کی مصلحت کی طرف لوٹتے ہیں۔([1])

زاویہ نمبر 3: انسانی بنیادی ضروریات کو اگر مقاصد و اَہداف و غایات سے جوڑ دیا جائے تو اس اعتبار سے تین قسمیں ہیں:

(1) عامہ (2) خاصہ (3) جزئیہ

ان کی کچھ وضاحت یوں ہے:

(1) **عامہ:** اس سے مراد وہ مقاصد ہیں جنہیں شریعت تمام احکامات میں یا اکثر احکامات میں ملحوظ رکھتی ہے۔ مثلاً: إنما الاعمال بالنیات "اعمال کا دارومدار نیت پر ہے"۔ یہ ایسا شرعی مقصد ہے جو عموماً شرعی احکامات میں ملحوظ ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ ضابطہ: الضرورات تبیح المحذورات: ضرورت ممنوع چیز کو مباح بنا دیتی ہے۔ یہ ضابطہ بھی اکثر شرعی احکامات میں بوقت ضرورت جاری ہوتا ہے۔ یہ دو مثالیں ہیں، اُن مقاصد کی جو عموماً تمام یا کم از کم اکثر شرعی احکامات میں ملحوظ رکھے جاتے ہیں۔

---

[1] - الموافقت للشاطبي ومقاصد الشريعة للحمادي العبيدي۔ 123

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاصہ: اس سے مراد وہ ہیں جنہیں شریعت خاص خاص اَبواب میں ملحوظ رکھتی ہے۔ مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوۃ، جہاد فی سبیل اللہ، عقوبات، دیات، معاملات وغیرہ وغیرہ۔ جیسا کہ گھریلو احکامات سے متعلق بنیادی انسانی ضروریات، اَموال سے متعلق بنیادی انسانی ضروریات، انسان اور انسانی بدن سے صادر ہونے والے اعمال سے متعلق بنیادی انسانی ضروریات وغیرہ وغیرہ

② جزئیہ: اس سے مراد وہ ہیں جنہیں شارع کی طرف سے ہر حکم شرعی میں ملحوظ رکھا گیا ہو۔ مثلاً کسی چیز کا واجب ہونا، کسی کا حرام ہونا، کسی کا مندوب ہونا، کسی کا مکروہ ہونا، کوئی چیز کسی حکم کے لیے شرط ہو اور کوئی چیز کسی حکم کے لیے سبب ہو وغیرہ وغیرہ۔ اس تیسری قسم سے عام طور سے فقہائے کرام بحث کرتے ہیں؛ کیوں کہ وہی شرعی جزئیات اور دقائق کو حل کرنے میں متخصص ہوتے ہیں؛ البتہ اُن کے ہاں ان کے لیے اصطلاحی نام مختلف ہوتے ہیں؛ چنانچہ وہ کسی مقصد کو علت سے، کسی کو حکمت سے اور کسی کو سبب اور شرط وغیرہ کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔

ان بنیادی انسانی ضروریات کو کسی بھی اعتبار سے جائزہ لے لیا جائے یہ بات واضح ہے کہ مال کا حصول، انفرادی ملکیت اور مال کا خرچ کرنا یہ انسان کی ایک اہم ترین حاجت ہے جس سے شاید ہی کوئی انسان صرف نظر کر سکے اور اگر انہیں جامع انداز میں بیان کرنا ہو تو اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے۔

وہ چیز جو کسی فرد یا جماعت کے لیے ثابت ہو اور یہ بات واضح ہے کہ انسان اس دنیا میں تنہا نہیں رہ سکتا، وہ دوسروں کے ساتھ مل جل کر رہنے پر مجبور ہے، اپنی ضروریاتِ زندگی کی تکمیل اور آفات و مصائب کے ازالہ کے سلسلہ میں دوسرے انسانوں کے تعاون کا محتاج ہے، اس قضیہ کے پیش نظر ہر انسان کا یہ عقلی و طبعی حق بنتا ہے کہ دوسرا اس کی مدد کرے، اس کے حقوق و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرائض کا لحاظ رکھے۔ اس حوالے سے رسول اللہ ﷺ نے چودہ سو سال پہلے ہی بنیادی انسانی ضروریات کا ایک جامع تصور انسانیت کے سامنے پیش کر کے بذاتِ خود اسے عملی جامہ پہنا کر ایک صالح معاشرہ کی تشکیل کی۔ نہ صرف یہ بلکہ رسول اللہ ﷺ نے انسانی بنیادی ضروریات کے حوالے سے جو مربوط تعلیمات پیش کی وہ زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہے، جن میں احترام انسانیت، بشری نفسیات ورجحانات اور انسان کے معاشرتی، تعلیمی، شہری، ملکی، ملی، ثقافتی، تمدنی اور معاشی تقاضوں اور ضروریات کا مکمل لحاظ کیا گیا ہے اور اس کی بنیاد اسلام میں انسانیت کی تکریم و تعظیم ہے۔ اللہ تعالی نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر دنیا کی تمام مخلوق میں سب سے زیادہ اعزاز بخشا، اس کے احترام واکرام کی تعلیم دی، اس کو خوبصورت سانچہ میں ڈھال کر اسے دنیا کی نعمتوں سے مالامال کیا۔

ارشاد ربانی ہے:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا (1)

"ہم نے آدم کی اولاد کو عزت بخشی ہے اور خشکی ودریا میں ان کو سواری دی، اور پاکیزہ چیزوں سے روزی دی اور ہم نے ان کو بہت سی مخلوقات پر فوقیت دی۔"

دوسری جگہ ارشاد ہے:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ (2)

ہم نے آدمی کو اچھی شکل وصورت میں پیدا کیا ہے۔

تیسری جگہ یوں فرمایا:

---

[1] ۔ قرآن مجید، الإسراء : 70

[2] ۔ قرآن مجید، التین : 4

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ [1]

میں نے جنات اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے۔

اسی طرح اسلام نے انسانی حرمت و شرافت کی اتنی پاسداری کی کہ انسان کا احترام پس مرگ تک باقی رکھا، چنانچہ آپ کے زمانے میں ایک عورت کا جنازہ گذر رہا تھا، اللہ کے رسول کھڑے ہو گئے، صحابہ نے کہا: اللہ کے رسول! یہ تو یہودی ہے، اللہ کے رسول نے فرمایا أليست نفسًا: یعنی کیا وہ انسان نہیں؟ [2]

اسی طرح نبوت و شریعت کی دولت بھی صرف اور صرف انسان ہی کو عطا کیا گیا ہے، اسی طرح اسلام نے علوم و عقل اور خرد جیسی گرانقدر انعام سے نوازا، اور ان تمام بنیادی ضروریات کی تکمیل میں اسلام نے انسانی اخوت و مساوات کو رنگ و نسل، قومیت و وطنیت، اور اونچ پنچ کے سارے امتیازات کا یکسر خاتمہ کر کے ایک عالمگیر مساوات کا آفاقی تصور پیش کیا جس کا اختصار کے ساتھ ذکر درج ذیل ہے۔

انسانی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت:

یہ سب سے پہلی بنیادی انسانی ضرورت ہے اس لیے کہ جان سب سے قیمتی اثاثہ ہے، اس کے ارد گرد زندگی کی سرگرمیاں گھومتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے انسانی جان کا احترام سکھایا، اور ایک جان کے قتل کو ساری انسانیت کا قتل قرار دیا۔ قرآن پاک میں بھی اس کی تائید کی گئی چنانچہ ارشاد باری ہے:

---

[1] ۔ قرآن مجید، الذاریات: 56

[2] ۔ صحيح البخاري،كتاب الجنائز،باب من قام لجنازة يهودي، حديث:1263

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَنَّهُ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا ([1])

"جو شخص کسی کو ناحق قتل کرے گا یعنی بغیر اس کے کہ جان کا بدلہ لیا جائے، یا ملک میں خرابی کرنے کی سزا دی جائے اس نے گویا تمام لوگوں کا قتل کیا، اور جو اس کی زندگی کا موجب ہوا تو گویا تمام لوگوں کی زندگانی کا موجب ہوا۔"

اسی طرح ارشاد نبوی ہے:

عن عبدِ اللہ بن عمرو، یبلُغ به النبي- ﷺ -: "الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحمنُ، ارحَمُوا أهلَ الأرضِ يرْحمْكُم مَن في السّماء([2])

"رحم کرنے والوں پر اللہ رحم کرتا ہے تم زمین والوں پر رحم کرو تم پر آسمان والا رحم کرے گا۔"

دوسری حدیث میں ارشاد ہے:

سَمِعْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ "مَنْ لَا يَرْحَمِ النَّاسَ لَا يرحمه الله([3])

"اللہ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو انسانوں پر رحم نہ کرے۔"

اور مال کے تحفظ کو یوں موکد کیا گیا ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے:

يأَيها الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ ([4])

"اے ایمان والو ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔"

---

[1] - قرآن مجید، المائدۃ: 32

[2] - سنن أبي داود، كتاب الأدب باب في الرحمة، حديث:4311

[3] - صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب رحمته ﷺ الصبيان والعيال وتواضعه وفضل ذلك، حديث:4385

[4] - قرآن مجید، النساء: 29

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واضح رہے کہ انسانی زندگی کی بقاء کے لیے مال بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

جس طرح زندگی اور تحفظ مال، انسان کی بنیادی ضرورت ہیں اسی طرح عزت وآبرو کا تحفظ بھی انسان کی بنیادی ضرورت ہے، چنانچہ اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں:

يأيها الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَى أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَى أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ [1]

”اے ایمان والو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے، ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے، ممکن ہے کہ وہ اس سے اچھی ہوں اور اپنے (مومن بھائی) کو عیب نہ لگاؤ، اور ایک دوسرے کو برے نام سے مت پکارو۔“

OOO

[1] - قرآن مجید، الحجرات: 11

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام میں تصور محنت واجرت

جدید معاشی نظریات کے مطابق پیداواری عمل کا انحصار چار عوامل پیداوار زمین، محنت، سرمایہ اور آجر پر ہے۔

پیداوار سے مراد سرمایہ ہے جس سے مراد ایک ایسا عامل ہے جو خود کسی پیداواری عمل سے گزر کر وجود میں آیا ہے اور مزید عمل پیداوار میں استعمال ہو رہا ہے۔ اس میں تمام مشینری، آلات، عمارت، خام مال وغیرہ شامل ہے۔

زمین سے مراد قدرتی وسائل ہیں، چاہے وہ زمین کے ٹکڑے کی صورت میں ہو یا زمین پر زرعی پیداوار کی صورت میں۔ نیز زیر زمین معدنیات کی صورت میں ہو یا پھر سمندر میں موجود وسائل کی صورت میں یہ سب "زمین" میں شامل ہے۔

محنت سے مراد انسانی محنت ہے، خواہ جسمانی ہو یا ذہنی اور اس کے بدلے میں متعین اجرت کا حق دار ہوتا ہے۔

سرمایہ سے مراد وہ چیز جس کی کوئی نہ کوئی قیمت یا قدر ہو خواہ وہ کسی نقدی یا جنس کی شکل میں ہو

آجر سے مراد وہ انسان جو باقی تینوں عوامل پیداوار کو جمع کرے، کاروبار کے نفع و نقصان کے خطرات برداشت کرے، کاروبار میں جدیدیت لائے۔ یہ تمام محنت کے بدلے میں تینوں عاملین پیداور سے بچ جانے والے نفع کا حق دار ہوتا ہے۔

پیداواری عمل میں چار میں سے دو عوامل کا تعلق انسانی وسائل سے ہے، جس سے انسانی وسائل کی اہمیت کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔ کسی بھی ادارے کے بنانے اور بگاڑنے میں انسانی وسائل اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اگر انہیں بہتر انداز میں منظم کر لیا جائے تو یہ وسائل ادارے کو ترقی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی شاہراہ پر گامزن کر دیتے ہیں۔ اگر انسانی وسائل کی تنظیم بہتر انداز میں نہیں کی گئی تو یہی وسائل ادارے کو زمین بوس کرنے میں وقت نہیں لگاتے۔

انسانی وسائل کی بہتر انداز میں تنظیم سے مراد کسی بھی ادارے میں شعبہ برائے تنظیم انسانی وسائل تشکیل دیا جاتا ہے جس میں ایک منتظم ممکنہ انسانی وسائل کی حسب ضرورت فراہمی کو ممکن بناتا ہے۔ یعنی اس کے دائرہ کار میں بہتر انسانی وسائل کو تلاش کرنا، ان کی مطلوبہ معیار کے مطابق تربیت کرنا، اور انہیں ان کی صلاحیتوں کے مطابق پیداواری عمل میں حصہ لینے کے مواقع دینا جیسی سرگرمیاں آتے ہیں۔ اس کے علاوہ ادارے میں موجود کاموں کا تجزیہ کرنے کے بعد ان کے کرنے والے لوگوں کی صلاحیتوں اور تعلیم و تجربے کا تعین کرتا ہے، پھر انسانی وسائل کی منصوبہ بندی کرنا، اور اس کے بعد منصوبہ بندی کے مطابق انسانی وسائل کو متوجہ کرنا اوران میں سے بہتر انسانی وسائل کا انتخاب کرنا، مناسب تنخواہ متعین کرنا، انہیں ادارے سے متعارف کروانا، ان کی تعمیر و ترقی کے لیے اقدامات کرنا، مستقبل کے لیے ان کی منصوبہ بندی کرنا، ان کی کارکردگی کی جانچ پرکھ کرنا، کارکردگی کی بنیاد پر مراعات میں اضافہ یا کمی کرنا، ملازمین کے صحت، تحفظ کا خیال رکھنا، ملازمین سے اچھے تعلقات استوار کرنا، جیسی سرگرمیاں ایک شعبہ برائے تنظیم انسانی وسائل کر رہا ہوتا ہے۔

شرعی طور پر ملازم کے انتخاب کا معیار چار صفات ہیں:

(1) طاقت ور

(2) امانت دار

موسیٰ علیہ السلام کے واقعے میں جب شعیب علیہ السلام انہیں ملازم رکھنے لگے تو جن صفات کی وجہ سے انہیں رکھا جا رہا تھا وہ دو تھیں۔ جنہیں قرآن اس اس طرح بیان کرتا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَتْ إِحْدَاهُمَا يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِىُّ الْأَمِينُ (1)

"ان دونوں عورتوں میں سے ایک نے کہا:۔ابا جان! آپ ان کو اجرت پر کوئی کام دے دیجیے آپ کسی سے اجرت پر کام لیں تو اس کے لیے بہترین شخص وہ ہے جو طاقتور بھی ہو، امانت دار بھی۔"

اس آیت سے ملازم کے انتخاب کی بنیاد، دوصفات معلوم ہوتی ہیں:

اول طاقت ور جس سے مراد جو کام اس کے سپرد کیا جارہا ہے اس کو کرنے کی جسمانی اور ذہنی صلاحیت کا ہونا ہے۔

اور دوم امانت دار جس سے مراد ملازم میں اپنے کام کرنے، اوقات کی پابندی، ذمہ داری کے احساس میں امین ہو، پورا پورا کام، وقت پر کرے، نہ اوقات میں کمی کرے نہ کام میں لاپروائی کرے۔

(3) حفیظ

(4) علیم

یوسف علیہ السلام کے واقعے میں، جب آپ نے بادشاہ سے وزارت خزانہ کا مطالبہ کیا تو اس کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمایا ہے:

قَالَ اجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ (2)

"یوسف نے کہا: آپ مجھے ملک کے خزانوں (کے انتظام) پر مقرر کر دیجیے۔ یقین رکھیے کہ مجھے حفاظت کرنا خوب آتا ہے، (اور) میں (اس کام کا) پورا علم رکھتا ہوں۔"

اسی آیت سے دو مزید صفات سامنے آتی ہیں:

1۔ قرآن مجید، القصص، 26

2۔ قرآن مجید، یوسف: 55

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوم حفیظ جس سے مراد ذمہ داری ہے یعنی جس چیز کی حفاظت مقصود ہے اس کے معیارات پر پورا اترنا، جیسے: کسی انتظامی ذمہ داری کے لیے ایسے شخص کا انتخاب کرنا جو، نڈر ہو اور انتظامی معاملات میں کسی کی ناجائز سفارش یا دھونس دھمکی کو خاطر میں نہ لائے۔

اور چہارم علیم جس سے مراد یہ کہ جو کام ذمے لگایا جارہا ہو اس کے بارے میں معلومات ہوں، جیسا کہ عموماً انتظامی ذمہ داری کے لیے امیدوار کا ایم بی اے ہونا شرط قرار دیا جاتا ہے یا اکاؤنٹس کے کام کے لیے کامرس کی ڈگری کا ہونا، وغیرہ۔

ان چاروں صفات کی بنیاد پر کسی اجیر کا انتخاب ایک منتظم کی بنیادی ذمہ داری ہوتا ہے اور یہ انتخاب ایک امانت کے مترادف ہوتا ہے جس کی ادائیگی میں اسے بھی مطلوبہ طریقے سے کام کرنا ہوگا اور اسی امر کی وضاحت اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس طرح کی:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا ([1])

"مسلمانو! یقیناً اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حق داروں تک پہنچاؤ، اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔ یقین جانو! اللہ تم کو جس بات کی نصیحت کرتا ہے وہ بہت اچھی ہوتی ہے، بے شک اللہ ہر بات کو سنتا اور ہر چیز کو دیکھتا ہے۔"

اس آیت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ملازم کا انتخاب امانت داری سے ہونا چاہیے۔

اس کے علاوہ بھی اسلام نے کچھ عمومی اخلاقی صفات بھی بیان کی جن کی ایک طویل فہرست ہے جن میں سے اکثر کا تعلق انسانی وسائل کے بہتر انتظام سے ہے جس میں جذبہ اخوت، بھائی

---

[1] - قرآن مجید، النساء: 58

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چارہ، جذبہ خیر خواہی، درگزر کا معاملہ کرنا، نرمی سے پیش آنا، کام کو پورا پورا کرنا، ایک دوسرے کو تکلیف نہ پہنچانا، جذبہ ایثار وغیرہ۔

ان ابتدائی سطور سے اسلام میں محنت کا بنیادی تصور واضح ہوتا ہے اور اس میں فطری اصول یہ ہے کہ جب تک مال کے ساتھ انسانی محنت کی شمولیت نہ ہو، وہ منافع بخش نہیں ہوتا، اسی اصول پر اسلام میں استثمار کے طریقوں میں مضاربت بھی ہے، مضاربت میں ایک شخص کا سرمایہ ہوتا ہے اور دوسرے کی محنت اور یہ ضروری ہے کہ فریقین کی رضامندی ہو کہ محنت کار کے نفع کا تناسب زیادہ رکھا جائے۔

اسلام کے پورے نظام حیات میں اِس بات کو بنیادی اہمیت حاصل ہے کہ کوئی ایسا عمل نہیں ہونا چاہیے، جو فطرت سے بغاوت پر مبنی ہو۔

جیسا کہ سابقہ صفحات میں یہ امر تفصیل سے بیان کیا جا چکا ہے کہ اسلام دین عمل ہے جس میں جدوجہد کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے بلکہ انسانی بقا کے لیے محنت و مشقت کو جزو لازم قرار دیا گیا اور اس حوالے سے محنت کرنے والے کی فضیلت مختلف انداز میں بیان کی گئی۔

اللہ تعالی نے دن کو روشن بنانے کی حکمت یہ بیان کی کہ دن کی روشنی میں انسان فکر معاش میں عملی طور پر مشغول ہو جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا [1]

"اور ہم نے دن تلاش معاش کے لیے بنایا۔"

اور رسول اللہ ﷺ کی اپنی زندگی اس امر پر شاہد ہے کہ محنت میں عظمت ہے اور آپ ﷺ نے سب سے بہترین کمائی وہ قرار دی جو کسی کے ہاتھ کی ہو۔

---

[1] - قرآن مجید، النبأ: 11

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الغرض کتاب وسنت کی نصوص اس امر پر شاہد ہیں کہ محنت کا تعلق عمل سے ہے اور یہ محنت اگر مطلوبہ معیار اور شروط کے ساتھ کی جائے تو پھر اس کے نتیجے میں یہ محنت مطلوب ہے اسی لیے قرآن مجید میں بار بار تدبر و تفکر، حصول رزق اور محنت و کوشش کا تذکرہ ملتا ہے گویا کہ دن اور رات کے تبدل کو بھی ذریعہ معاش تصور کیا جاتا ہے جس کی بنیاد یہ ہے کہ اللہ تعالی نے راتیں آرام کے لیے اور دن محنت و عمل کے لیے بنائے۔

اور یہ بات بھی اظہر من الشمس ہے کہ کسی بھی چیز کا حصول بغیر سعی اور محنت کے ممکن نہیں ہے اس لیے جہاں معاش کے جائز ذرائع کی تعلیم دی گئی وہیں اس کے حصول کے لیے کوشش کو بھی لازم وملزوم قرار دیا گیا معاشی جدوجہد انبیائے کرام علیہم السلام کی مبارک سنت بھی ہے قرآن مجید کی مختلف آیات میں انبیائے کرام کی محنت و مزدوری کا ذکر کیا ہے جیسا کہ داود علیہ السلام لوہا بنانے کا ہنر عطا کیا تھا اور اسی طرح خضر کی جسمانی محنت کا ذکر بھی ملتا ہے، ادریس علیہ السلام درزی کا کام کیا کرتے تھے، نوح علیہ السلام دستکاری کے ماہر تھے۔

اور اس حوالے سے مختلف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مختلف پیشوں کے ساتھ منسلک ہونا جس کی تفاصیل کتب احادیث میں بآسانی مل سکتی ہے۔

محنت کی تعریف:

محنت سے مراد وہ سعی و کوشش جو انسان کسی مقصد کے حصول کی خاطر سرانجام دیتا ہے اور یہ سعی و کوشش مشقت سے تعبیر ہوتی ہے اور اس میں بنیادی ھدف رزق حلال حاصل کرنا اور اپنی ضرورت پوری کرنا ہے۔

محنت سے مراد وہ تمام جسمانی اور دماغی کام ہیں جو بغرض حصول معاوضہ کیے جائیں۔ گویا کہ محنت وہ چیز ہے جس کی مدد سے بعض دوسری چیزیں پیدا کی جاسکیں اور یہ دوسری چیزیں نقد کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صورت میں بشکل اجرت بھی ہو سکتی ہیں اور بصورت مال بھی گویا کہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ محنت اور اجرت لازم و ملزوم ہیں محنت اجرت کے لیے کی جاتی ہے اور یہ اجرت مختلف کیفیات میں مختلف اشکال میں ہو سکتی ہے اور یہ عمومی طور پر دو اقسام پر مشتمل ہوتی ہے ایک نقدی کی صورت میں اجرت اور دوسری حقیقی اجرت جو کہ مزدور اپنی محنت کے صلہ میں حاصل کرتا ہے اور اس میں تنخواہ کے علاوہ حاصل شدہ مراعات شامل ہوتی ہیں۔

اجرت کا تعین تین اعتبارات سے کیا جاتا ہے

اول) کام کے اعتبار سے

دوم) مہارت و مشقت کے اعتبار سے

سوم) کارکردگی کے اعتبار سے

اور اگر اسلام کے نظریہ محنت و اجرت کے اعتبار سے بات کی جائے تو کچھ اخلاقی اور فنی آداب اس میں مدد کرتے ہیں جن کو مختلف نکات کی صورت میں اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے

1. اجرت کا تعین عدل انصاف کی رو سے جائز ہو
2. اخوت و رواداری کو ملحوظ خاطر رکھا جائے
3. محنت کی حوصلہ افزائی کی جائے
4. سرمایہ کی نسبت محنت کو تحفظ دیا جائے
5. حالات کے تقاضوں کے تحت اجرتوں میں نظر ثانی ہوتی رہنی چاہیے
6. مزدور سے کام کی نوعیت، وقت اور اجرت لازمی طے کی جائے

اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اجرت آجر اور اجیر کے مابین طے پانے والا ایک معاہدہ بھی ہے جس کے بعد آجر اجیر کو معین وقت کے بعد ایک مخصوص نقدی یا نقدی کے ساتھ طے شدہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سہولیات دینے کا پابند ہوتا ہے اور اس کے عوض اجیر آجر کو مطلوبہ خدمات مہیا کرنے کا وعدہ کرتا ہے۔

آجر اور اجیر کے مابین طے پانے والے اس معاہدہ میں دونوں فریقوں کے حقوق کی پاسداری رسول اللہ ﷺ کا ایک فرمان کرتا ہے جس میں آپ نے فرمایا:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : أَعْطُوا الأَجِيرَ أَجْرَهُ ، قَبْلَ أَنْ يَجِفَّ عَرَقُهُ ([1])

"مزدور کو اس کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے قبل ادا کرو۔"

اس حدیث میں آجر اور اجیر دونوں کے حقوق کے تحفظ کے ساتھ اسلام کا نظریہ محنت و اجرت بھی بخوبی واضح ہوتا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے

1. اجرت دینا جائز ہے
2. اجرت طلب کرنا جائز ہے
3. اجرت دو فریقوں کے مابین طے پانا ضروری ہے
4. اجرت کا واضح اور صریح ہونا بھی ضروری ہے
5. اجرت بروقت ادا کرنا چاہیے
6. اجیر حق محنت ادا کرے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ اس کا پسینہ خشک ہونے سے قبل اس کی مزدوری ادا کی جائے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ اتنی محنت کرے کہ حق محنت ادا ہو جائے
7. آجر اجیر سے معین اور طے شدہ کام مکمل کروا سکتا ہے
8. اجیر کی تعظیم و تکریم کا پہلو بھی پایا جاتا ہے

---

[1] - سنن ابن ماجه، كتاب الرهون، باب أجر الأجراء، حديث:2440

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

9 اسلام نے آجر یا آقا کے احساس برتری کو پسند نہیں کیا بلکہ اجیر کے حقوق کا خیال رکھنے کی تعلیم دی

10 آجر اور اجیر کے حقوق متعین کیے گئے ہیں

خلاصہ کلام:

اسلام دین فطرت ہے اس نے انسان کو معاشی جدوجہد کا حکم دیا اور معاشی جدوجہد کے اس عمل کو کچھ ضوابط و قواعد کی مدد سے واضح کیا جس کی تائید انبیاء کرام علیہم السلام اور خود رسول اللہ ﷺ نے خود اپنی معاشی جدوجہد سے کی جس کے بعد یہ کہا جاسکتا ہے کہ معاشی جدوجہد کا تعلق اجرت سے بھی ہے جو کہ محنت کے ساتھ لازم وملزوم ہو گئی ہے۔

اس وقت اگر معاشی میدان میں مزدور کے حقوق کی طرف دیکھا جائے تو عمومی طور پر ہمیں مزدور سے زیادہ محنت کروا کر کے کم اجرت دینا یا مناسب معاوضہ نہ دینا ایک عام معمول بن چکا ہے اور اس حوالے سے مختلف حکومتوں نے محنت کی مناسبت سے مزدور کی کم سے کم اجرت کا تعین بھی کیا لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کی پابندی کی جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آداب واحکام خرید وفروخت

اسلام نے لین دین اور تجارتی تعلقات کے متعلق نہایت جامع اُصول وضع کیے ہیں جن کی روشنی میں ہم اپنی معیشت واقتصاد کو مضبوط بنیادوں پر استوار کر سکتے ہیں۔

معیشت وتجارت کے حوالہ سے دین اسلام کا ایک نمایاں وصف ہے کہ

یہ نہ تو سرمایہ دارانہ نظام کی طرح لوگوں کو کھلی چھٹی دیتا ہے اور نہ ہی آہنی زنجیروں میں جکڑتا ہے بلکہ اس کا رویہ اعتدال پر مبنی ہے کہ جہاں اپنے ماننے والوں کو تجارت کے ذریعے کسبِ مال کی ترغیب دیتا ہے، وہاں ایسے رہنما اُصول بھی پیش کرتا ہے جن کو ملحوظ رکھنا اشد ضروری ہے۔ ان اُصولوں کی پابندی کر کے جو بھی لین دین کیا جائے، وہ شریعت کی نگاہ میں جائز تصور ہوگا خواہ وہ دور جدید کی ہی پیداوار ہو، یعنی اسلام کا رویہ معتدل ہونے کے ساتھ ساتھ جامع اور لچک دار بھی ہے جو ہر دور کے تقاضے پورے کر سکتا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ اکثر وبیشتر صحابہ کرامؓ تجارت پیشہ تھے اور ان کی تمام کاروباری سرگرمیاں شریعت کے تابع ہی ہوتی تھیں مگر اس کے باوجود اُنہوں نے معاشی میدان میں بے مثال ترقی کی، ہر طرف مال ودولت کی فروانی، آسودگی اور خوش حالی عام تھی اور وسیع اسلامی مملکت میں کوئی زکوۃ قبول کرنے والا نہ ملتا تھا۔

معاشی اعتبار سے کمزور ترین افراد بھی زکوۃ ادا کرنے کے قابل ہو گئے تھے جو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ معاشی ترقی کے لیے بے قید آزادی ناگزیر نہیں بلکہ یہ مقصد حدود وقیود کے اندر رہ کر بھی بخوبی حاصل کیا جا سکتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لین دین کے وہ کونسے احکام ہیں جو شریعت کی رو سے لازمی اور واجب التعمیل ہیں، ذیل میں اس کی تفصیل پیش خدمت ہے لیکن سب سے پہلے کچھ بنیادی تصورات کو واضح کر لیا جائے جو درج ذیل ہیں:

بیع کا تعارف

بیع کا معروف معنی ہے بیچنا لیکن یہ خریدنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زمانہ قدیم میں اشیا کا لین دین اشیا کے بدلے ہی ہوتا تھا یعنی بارٹر سسٹم رائج تھا اس طریقہ میں ہر شخص گویا فروخت کنندہ بھی ہوتا تھا اور خریدار بھی اس سے بیع کے لفظ میں دونوں معنی پیدا ہو گئے۔ علمائے شریعت کے نزدیک لین دین کے وہ تمام معاملات جو کسی معاوضہ کی اساس پر طے پاتے ہیں، بیع کہلاتے ہیں

بیع اور تجارت کا باہمی فرق

بیع کے مقابلہ میں تجارت کا مفہوم قدرے محدود ہے۔ تجارت کا مطلب ہے یعنی کوئی چیز اس غرض سے خریدنا تاکہ اسے بیچ کر نفع حاصل کیا جائے خواہ بعد میں نفع ہو یا نقصان جبکہ بیع کا لفظ وسیع تر معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

خرید و فروخت کی دو قسمیں ایسی ہیں جو بیع تو ہیں مگر تجارت میں شامل نہیں۔

ذاتی استعمال کے لیے چیز خریدنا، یہ بیع تو ہے لیکن تجارت نہیں کیونکہ اس کا محرک نفع کا حصول نہیں بلکہ اپنی ضرورت ہے۔ کسان کا اپنی فصل یا مینوفیکچرر کا اپنی مصنوعات بیچنا بیع تو ہے مگر تجارت نہیں کیونکہ یہ دونوں کسی سے چیز خرید کر نہیں بیچتے بلکہ خود پیدا یا تیار کرتے ہیں۔

تجارت تب ہی ہوگی جب چیز ایک سے خرید کر دوسرے کو بیچی جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خرید وفروخت کی اجازت کا مفہوم

خرید و فروخت انسان کی فطری ضرورت ہے جس کے بغیر اس کی ضروریات پوری نہیں ہو سکتیں کیونکہ دنیا میں ہر شخص کسی نہ کسی لحاظ سے دوسروں کا محتاج ہے، یہ ممکن نہیں کہ وہ اپنے استعمال کی تمام اشیا خود ہی پیدا یا تیار کر لے۔ مثلاً کسان جو اپنی غذائی ضروریات پوری کرنے کے لیے خود ہی کھیتی باڑی کرتا ہے مگر زرعی آلات، لباس اور رہائش کے سلسلے میں وہ دوسروں کا محتاج ہوتا ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے: انسان اپنی حاجات وضروریات کے لیے ہر آن دوسروں کا محتاج ہے۔ جب ہر شخص کی ضرورتیں دوسروں کے ساتھ بندھی ہوئی ہیں تو پھر خرید و فروخت کے معاملات ناگزیر ہیں۔

اگر خرید و فروخت کا سلسلہ نہ ہوتا تو نظامِ حیات درہم برہم ہو جاتا اور انسان ضروریاتِ زندگی کے حصول کے لیے یا تو چوری اور لوٹ مار کا سہارا لیتا جس سے نہ صرف لوگوں کے اَموال خطرات میں پڑ جاتے بلکہ خونریزی کا بازار بھی گرم ہوتا یا دوسروں کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے پر مجبور ہوتا جو کہ باعثِ ذلت ہے اور بسا اوقات مالک معاوضہ کے بغیر دینے پر آمادہ بھی نہیں ہوتا، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر یہ خاص لطف وکرم فرمایا کہ اُنہیں اپنی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے نہ صرف خرید وفروخت کی اجازت مرحمت فرمائی بلکہ اس کے متعلق احکام وہدایات دے کر ثواب اور اپنے قرب کا ذریعہ بنا دیا ہے۔

خرید وفروخت کے متعلق بنیادی ہدایات

خرید وفروخت کا جو معاملہ بھی ہو اس میں تین چیزیں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں:

1. معاملہ کرنے والے فریقین
2. وہ چیز جس کا سودا کیا جا رہا ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ چیز کی قیمت

شریعتِ مطہرہ نے ہر ایک کے لیے الگ الگ ہدایات دی ہیں۔

فریقین کے لیے ہدایات

معاملہ باہمی رضامندی سے طے پانا چاہیے۔

بیع کی شرطِ اوّل یہ ہے کہ فریقین کا نہ صرف ذہنی توازن درست ہو اور وہ معاملات کی سوجھ بوجھ رکھتے ہوں بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ سودے پر یکساں طور پر رضامند ہوں۔ چنانچہ لین دین کے وہ تمام معاملات جن میں فریقین کی حقیقی رضامندی یکساں طور پر نہ پائی جاتی ہو ناجائز ہیں۔ اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ([1])

"اے ایمان والو! ایک دوسرے کا مال باطل طریقہ سے نہ کھاؤ مگر یہ کہ تجارت ہو تمہاری باہمی رضامندی سے۔ اور اپنے نفسوں کو قتل نہ کرو بلاشبہ اللہ تمہارے ساتھ رحم کرنے والا ہے۔"

سورہ نساء کی یہ آیت تجارتی اور معاشی تعلقات کے متعلق بنیادی اُصول پیش کر رہی ہے کہ وہ کاروباری اور تجارتی معاملات جن پر دونوں فریق یکساں مطمئن اور راضی نہ ہوں، باطل ہیں۔

یہ اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ لین دین میں فریقین کی باہمی رضامندی لازم ہے۔

شریعتِ اسلامیہ اس امر کی اجازت نہیں دیتی کہ کوئی کسی کو اپنی چیز بیچنے پر مجبور کرے یا زبردستی اپنی پسند کی قیمت پر حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ اسلام نے ایک دوسرے کی جان، مال اور عزت کو یکساں محترم قرار دیا ہے۔

---

[1] - قرآن مجید، النساء29

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے لاٹھی جیسی معمولی چیز کی زبردستی خرید و فروخت کو بھی قابل حرمت قرار دیا ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے:

عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِي أَنَّ النَّبِي ﷺ قَالَ: لَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ أَنْ يَأْخُذَ عَصَا أَخِيهِ بِغَيْرِ طِيبِ نَفْسٍ مِنْهُ (1)

"کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کی لاٹھی اس کی قلبی خوشی کے بغیر لے"۔

بطورِ خاص خرید و فروخت کے متعلق آپ ﷺ کا صریح فرمان ہے:

إِنَّمَا الْبَيْعُ عَنْ تَرَاضٍ. (2)

"بیع صرف باہمی رضامندی سے ہوتی ہے۔"

واضح رہے کہ یہ رضامندی حقیقی ہونی چاہیے نہ کہ مصنوعی۔ لہٰذا کسی دباؤ کے تحت یا غلط تاثر کی بنیاد پر یا دوسرے فریق کو چیز کی حقیقت سے بے خبر یا اصل قیمت سے دھوکے میں رکھ کر حاصل کی گئی رضامندی قابل اعتبار نہیں ہے کیونکہ یہ مصنوعی ہوتی ہے، یہی وجہ ہے شریعت نے اس قسم کی دھوکہ دہی کی صورت میں متاثرہ فریق کو معاملہ منسوخ کرنے کا اختیار دیا ہے۔ اسی طرح ایک شخص اگر انتہائی بے بسی اور مجبوری کی بنا پر اپنی چیز بیچ رہا ہو تو ایسے شخص سے بازار سے کم قیمت پر خریدنا، اگرچہ بظاہر وہ اس پر راضی بھی ہو ناجائز ہے اور درست نہیں۔ معمولی کمی بیشی کی تو گنجائش ہے لیکن بہت زیادہ فرق درست نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے قلبی خوشی کی تاکید فرمائی ہے اور یہ بات طے ہے کہ مجبور شخص خوش دلی سے غیر معمولی کم ریٹ پر بیچنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ ہمارے ہاں مجبور شخص سے سستے داموں خریدنے کو ترجیح دی جاتی ہے، یہ ناپسندیدہ رویہ ہے جس کی اصلاح ہونی چاہیے۔

---

1 - صحيح ابن حبان، كتاب الحظر والإباحة، كتاب الرهن، ذكر الخبر الدال على أن قوله ﷺ ، حديث:6063

2 - سنن ابن ماجه، كتاب التجارات، باب بيع الخيار، حديث:2182

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البتہ بعض صورتوں میں حکومت یا کوئی مجاز فرد مالک کو اس بات پر مجبور کر سکتا ہے کہ وہ اپنی چیز فروخت کرے۔

پہلی صورت یہ ہے کہ مقروض اپنے ذمے قرض ادا نہ کر رہا ہو اور اس کے پاس نقد رقم بھی موجود نہ ہو تو عدالت اس کو اپنی جائیداد فروخت کر کے قرض ادا کرنے کا حکم دے سکتی ہے۔ اگر وہ عدالتی حکم کے باوجود لیت و لعل سے کام لے تو عدالت قرض خواہ کی دادرسی کے لیے خود بھی اس کی جائیداد بازار کی قیمت پر فروخت کر سکتی ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کسی شخص نے جائیداد رہن رکھ کر قرض لے رکھا ہو اور وہ متعدد مرتبہ کی یاددہانی کے باوجود ادائیگی نہ کر رہا ہو تو قرض خواہ رہن شدہ جائیداد فروخت کر کے اپنا حق وصول پا سکتا ہے، چاہے مقروض اس پر راضی نہ بھی ہو بشرطیکہ عدالت اور قرض خواہ منصفانہ قیمت پر بیچنے کو یقینی بنائیں، اپنی رقم کھری کرنے کے لالچ میں کوڑیوں کے بھاؤ بیچنے کی اجازت نہیں ہے۔

تیسری صورت جب مالک کو اپنی اشیا فروخت کرنے پر مجبور کیا سکتا ہے یہ ہے کہ جب غذائی اشیا کی قلت ہو اور کچھ لوگ ذخیرہ اندوزی کر رہے ہوں تو حکومت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ تاجروں کو ذخیرہ کی گئی اشیا فروخت کرنے کا حکم دے، اگر وہ تعمیل نہ کریں تو حکومت ان کی مرضی کے خلاف خود بھی بازار کی قیمت پر فروخت کر سکتی ہے، جیسا کہ الموسوعة الفقهية میں ہے۔

إذا خيف الضرر على العامة أجبر بل أخذ منه ما احتكره وباعه وأعطاه المثل عند وجوده أو قيمته وهذا قدر متفق عليه بين الأئمة ولا يعلم خلاف في ذلك ([1])

[1] - الموسوعة الفقهيه الكويتيه، جلد2، ص 95

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جب عوام کے متاثر ہونے کا اندیشہ ہو تو حاکم ذخیرہ اندوز کو مجبور کرے گا بلکہ اس سے ذخیرہ شدہ مال لے کر فروخت کر دے گا اور اس کو اس مال کا مثل جب موجود ہو یا اس کی قیمت دے گا۔ اتنی بات تمام ائمہ میں متفق علیہ ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔"

کسی کی چیز زبردستی لینے کی چوتھی صورت یہ ہے کہ حکومت کو عوامی مقاصد کے لیے کسی جگہ کی حقیقی ضرورت ہو اور مالکان بیچنے پر آمادہ نہ ہوں تو حکومت وہ جگہ زبردستی بھی حاصل کر سکتی ہے، تاہم حکومت پر فرض ہو گا کہ مالکان کو مارکیٹ ریٹ کے حساب سے ادائیگی کرے۔ حکومت بازاری قیمت ادا کئے بغیر کسی شہری کو جائیداد سے محروم نہیں کر سکتی۔

خریدنے سے پہلے بیچنا ممنوع ہے:

رسول اللہ ﷺ نے یہ تلقین بھی فرمائی ہے کہ بیچنے والا فقط اسی چیز کا سودا کرے جس کا وہ کلی طور پر مالک بن چکا ہو۔ بسا اوقات کاروباری حضرات کے پاس چیز موجود نہیں ہوتی مگر وہ اس اُمید پر سودا طے کر لیتے ہیں کہ بعد میں کہیں سے خرید کر فراہم کر دینگے، ایسا کرنا منع ہے، کیونکہ ممکن ہے مالک وہ چیز بیچنے پر آمادہ ہی نہ ہو یا وہ اس کی قیمت فروخت سے دگنی قیمت طلب کر لے اور یہ نقصان سے بچنے کے لیے خود ہی خریدنے پر تیار نہ ہو۔ اس طرح فریقین کے مابین تنازعات جنم لینے کا اندیشہ ہے، لہٰذا شریعتِ اسلامیہ نے ان کے سدباب کے لیے یہ اُصول بنا دیا ہے کہ وہ متعین چیز جو فی الحال فروخت کنندہ کی ملکیت میں نہ ہو، اس کا سودا نہ کیا جائے، جیسا کہ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا:

يا رَسُولَ اللهِ يأتِينِي الرَّجُلُ فيسألُنِي الْبَيعَ لَيسَ عِنْدِي أَبِيعُهُ مِنْهُ ، ثُمَّ أَبْتَاعُهُ لَهُ مِنَ السُّوقِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"میرے پاس ایک آدمی آتا ہے اور وہ مجھ سے ایسی چیز کا سودا کرنا چاہتا ہے جو میرے پاس نہیں ہوتی۔ کیا میں اس سے سودا کرلوں پھر وہ چیز بازار سے خرید کر اسے دے دوں۔" آپ ﷺ نے جواباً فرمایا: لَا تَبِعْ مَا لَيسَ عِنْدَكَ (1)

"جو (متعین) چیز تیرے پاس موجود نہیں، وہ فروخت نہ کر۔"

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کا سوال متعین چیز کی فروخت کے متعلق ہی تھا۔ متعین کا معنی ہے کسی مخصوص پلاٹ یا گاڑی وغیرہ کا سودا کرنا مثلاً یوں کہنا کہ میں فلاں سکیم کا فلاں نمبر پلاٹ آپ کو اتنے میں بیچتا ہوں جبکہ وہ اس وقت اس کی ملکیت نہ ہو، ایسا کرنا ناجائز ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے جواب سے واضح ہے۔

لیکن اگر تعین کی بجائے صرف مخصوص صفات بیان کی جائیں، مثلاً یوں کہا جائے کہ میں تمہیں اتنی مدت بعد ان صفات کی حامل فلاں چیز مہیا کرنے کی ذمہ داری لیتا ہوں تو یہ صورت جائز ہے بشرط کہ مکمل قیمت پیشگی ادا کر دی جائے، اس کو بیع سَلَم کہتے ہیں۔ مکمل قیمت کی پیشگی ادائیگی لازمی شرط ہے، اس کے بغیر یہ جائز نہیں ہو سکتی۔

بعض ہاؤسنگ اسکیمیں اپنی ملکیتی زمین سے زیادہ تعداد میں پلاٹس کی فائلیں فروخت کر دیتی ہیں مثلاً ابھی تک اسکیم کے پاس زمین صرف ایک ہزار پلاٹس موجود ہیں لیکن فائلیں دو ہزار پلاٹس کی بیچ دی جاتی ہیں اور ان کا خیال یہ ہوتا ہے کہ بقیہ زمین بعد میں خرید لی جائے گی۔ اس طرح اسکیم مالکان کو کچھ مدت کے لیے لوگوں کی دولت سے فائدہ اٹھانے کا موقع مل جاتا ہے اور یہی جلبِ منفعت ان کا مطمح نظر ہوتا ہے۔ یہ طریقہ سراسر خلافِ شریعت ہے کیونکہ اسکیم

---

1 - سنن النسائي: باب بيع ما ليس عند البائع، حديث 4617

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ایک ہزار پلاٹس کی جو زائد فائلیں فروخت کی ہیں، اُن کی زمین ابھی اس کی ملکیت میں نہیں آئی، لہٰذا اسکیم مالکان کو ان کی فروخت کا حق بھی نہیں پہنچتا۔

ہمارے ہاں جائیداد کی خرید وفروخت کے مروّجہ طریقہ کار کے مطابق خریدار معاہدہ خرید کر کے کچھ رقم (بیعانہ) اَدا کر دیتا ہے اور بقیہ ادائیگی کے لیے مہلت لے لیتا ہے اور معاہدے میں یہ شرائط بھی طے ہوتی ہیں کہ اگر خریدار منحرف ہو گیا تو بیعانہ کی رقم ضبط ہو جائے گی اور اگر فروخت کنندہ اپنی بات پر قائم نہ رہا تو اس سے بیعانہ کی رقم دگنی وصول کی جائے گی۔ اور یہ بات بھی معاہدے کا حصہ ہوتی ہے کہ معاہدۂ بیعانہ کرنے والا اس معاہدے کی بنیاد پر کسی تیسرے فریق کو فروخت کرنا چاہے تو مالک کو کوئی اعتراض نہ ہو گا، بیعانہ دینے والا جس خریدار کا نام پیش کرے گا، مالک اس کے نام ملکیت منتقل کرنے کا پابند ہو گا۔ بسا اوقات بیعانہ دینے والا کچھ منافع لے کر آگے فروخت بھی کر دیتا ہے۔ شرعی لحاظ سے اس طرح آگے فروخت کرنا جائز نہیں کیونکہ معاہدہ بیعانہ کرنے والا جائیداد مذکور کا ابھی مالک نہیں بنا۔ اگر اصل مالک دگنا بیعانہ ادا کر کے منحرف ہو جائے جیسا کہ بعض اوقات ہو جاتا ہے تو ایسی صورت میں نزاع پیدا ہو گا۔ ہاں اگر پراپرٹی مالک کے پاس منحرف ہونے کا اختیار نہ ہو یا سودا مکمل ہو چکا ہو، صرف بقیہ رقم کی ادائیگی باقی ہو تو پھر آگے فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اس سلسلہ میں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ مالک کے انکار کی صورت میں اس سے دگنا بیعانہ وصول کرنا شرعی لحاظ سے درست نہیں ہے۔

ملکیت کے بغیر فروخت کی تیسری صورت سٹاک مارکیٹ میں رائج صورت کی ہے۔ اس میں فروخت کنندہ ایسے شیئرز بیچ دیتا ہے جو اس کی ملکیت میں نہیں ہوتے لیکن اسے یہ اُمید ہوتی ہے کہ وہ کلیئرنگ سے قبل مارکیٹ سے سستے داموں حاصل کر کے خریدار کے حوالے کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے گا، یہ غیر ملکیتی شیئرز کی بیع ہے جو ناجائز ہے۔ اگر مارکیٹ میں مندے کی بجائے تیزی غالب رہے تو اس کیفیت میں بروکر کو اچھا خاصا نقصان اُٹھانا پڑتا ہے۔ جب بھی سٹاک مارکیٹ کسی بڑے بحران سے دوچار ہوتی ہے، اس میں نمایاں کردار اسی شاٹ سیل کا ہوتا ہے۔

قبضہ سے قبل فروخت کی ممانعت

عصر حاضر میں خریدی گئی چیز کو قبضہ میں لئے بغیر آگے فروخت کرنے کا عام رواج ہے بالخصوص درآمدات میں سامان منزلِ مقصود پر پہنچنے سے قبل کئی جگہ فروخت ہو چکا ہوتا ہے اور ظاہر ہے، ہر خریدار کچھ منافع رکھ کر ہی آگے فروخت کرے گا، اس لیے مارکیٹ پہنچتے پہنچتے اس چیز کی قیمت بڑھ کر کہیں سے کہیں پہنچ جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ایک معاشی نقصان یہ بھی ہوتا ہے کہ بار برداری کے شعبہ سے وابستہ مزدوروں کا روزگار متاثر ہوتا ہے۔ یہ شریعتِ مطہرہ کے محاسن میں سے ہے کہ اس نے یہ قانون بنا دیا ہے جب کسی چیز کا سودا طے پا جائے اور خریدار اس کو آگے فروخت کرنا چاہتا ہو تو اس کو چاہیے وہ اسے قبضہ میں لے کر کسی دوسری جگہ منتقل کر دے، اسی جگہ فروخت کرنا منع ہے۔

چنانچہ احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلاَ يَبِعْهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ (1)

”جو غلہ خریدے، وہ قبضہ سے قبل فروخت نہ کرے۔“

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

كُنَّا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللهِ ﷺ نَبْتَاعُ الطَّعَامَ فَيَبْعَثُ عَلَيْنَا مَنْ يَأْمُرُنَا بِانْتِقَالِهِ مِنَ الْمَكَانِ الَّذِي ابْتَعْنَاهُ فِيهِ إِلَى مَكَانٍ سِوَاهُ قَبْلَ أَنْ نَبِيعَهُ (2)

---

1. صحیح بخاری: كتاب البيوع باب بيع الطعام قبل أن يقبض 2136
2. صحیح مسلم: كتاب البيوع باب بطلان بيع المبيع قبل القبض 3841

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں غلہ خریدتے تو آپ ہمارے پاس ایک شخص کو بھیجتے جو ہمیں حکم دیتا کہ ہم بیچنے سے قبل جہاں سے خریدا ہے، وہاں سے اُٹھا کر دوسری جگہ لے جائیں"

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

نَہی أَنْ تُبَاعَ السِلَعُ حَيثُ تُبْتَاعُ حَتَّى يحُوزَها التُّجَارُ إِلَى رِحَالِهِمْ [1]

"رسول اللہ ﷺ نے اِس سے منع فرمایا کہ سامان کو وہاں بیچا جائے جہاں سے خریدا گیا تھا حتیٰ کہ تاجر اسے اپنے مقامات پر منتقل کرلیں۔"

جو تاجر اس حکم کی تعمیل نہ کریں ان کے خلاف تادیبی کارروائی بھی کی جاسکتی ہے جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

رَأَيتُ الَّذِينَ يشْتَرُونَ الطَّعَامَ مُجَازَفَةً يضْرَبُونَ عَلَى عَهدِ رَسُولِ االلهِ أَنْ يبِيعُوهُ حَتَّى يئْوُوهُ إِلَى رِحَالِهِمْ [2]

"میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تخمینے سے اناج خریدنے والوں کی پٹائی ہوتی دیکھی یہاں تک کہ وہ اس کو اُٹھا کر اپنے ٹھکانوں میں منتقل کردیں پھر فروخت کریں۔"

مذکورہ بالا احادیث کی روشنی میں ثابت ہوا کہ تاجروں کے لیے یہ جائز نہیں کہ منقولی اشیا اپنی تحویل میں لے کر دوسری جگہ منتقل کئے بغیر فروخت کریں۔ امام بخاری رحمہ اللہ کی رائے بھی یہی ہے کہ چیز اُٹھائے بغیر شرعی قبضہ ثابت نہیں ہوتا، چنانچہ شارح بخاری علامہ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: وَيعْرَفُ مِنْ ذٰلِكَ أَنَّ اِخْتِيار الْبُخَارِی أَنَّ اِسْتِيفَاء الْمبِيعِ الْمَنْقُول مِنْ الْبَائِعِ وَتَبْقِيتَهُ فِي مَنْزِلِ الْبَائِعِ لَا يكُونُ قَبْضًا شَرْعِيا حَتَّى ينْقُلَهُ الْمُشْتَرِی إِلَى مَكَانٍ لَا اِخْتِصَاصَ لِلْبَائِعِ بِهِ [3]

---

[1] - سنن ابو داود: ،باب في بيع الطعام قبل أن يستوفي3499

[2] - صحیح بخاری: ، باب ما يذكر في بيع الطعام1231

[3] فتح الباری ، ابن حجر، 4/443

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اس سے پتا چلتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ منقولی چیز کو فروخت کنندہ سے وصول پانا اور اسے فروخت کنندہ کے ٹھکانے پر ہی رکھ چھوڑنا شرعی قبضہ نہیں ہے تا آنکہ خریدار اسے ایسی جگہ لے جائے جو فروخت کنندہ کے لیے مخصوص نہ ہو۔"

ممانعت کا سبب کو بیان کرتے ہوئے معروف تابعی طاؤس رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے قبضہ سے قبل فروخت کرنے کی ممانعت کا سبب پوچھا تو انہوں فرمایا:

ذَاکَ دَرَاهِمُ بِدَرَاهِمَ وَالطَّعَامُ مُرجَأ ([1])

"یہ درہم کے بدلے درہم کا لین دین ہے جبکہ غلہ وہیں پڑا ہوا ہے۔"

یعنی سودی لین دین کے مشابہ ہونے کی بنا پر ناجائز ہے، اس کی توضیح یوں ہے مثلاً خالد نے ایک لاکھ کی گندم خریدی اور وہاں سے منتقل کئے بغیر ایک لاکھ دس ہزار میں فروخت کر دی تو گویا اس نے رقم دی اور رقم ہی لی اور اس پر نفع کمایا، عملی طور پر کوئی خدمت انجام نہیں دی۔

شوکانی رحمہ اللہ نے بھی اسی علت کی تحسین فرمائی ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

وَهٰذَا التَّعْلِيلُ أَجْوَدُ مَا عُلِّلَ بِهِ النَّهي؛ لِأَنَّ الصَّحَابَةَ أَعْرَفُ بِمَقَاصِدِ الرَّسُولِ صلى الله عليه وسلم([2])

"ممانعت کی باقی وجوہ کی نسبت یہ وجہ بہترین ہے کیونکہ صحابہ کرام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقاصد کو بہتر جانتے ہیں۔"

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ ممانعت کی وجوہ پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ نہ تو قبضہ مکمل ہوا ہے اور نہ ہی فروخت کنندہ سے اس کا تعلق ختم ہوا ہے، لہٰذا جب وہ دیکھے گا کہ خریدار کو اس سے خوب نفع حاصل ہو رہا ہے تو وہ معاملہ فسخ کرنے اور قبضہ نہ دینے کا سوچ سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے فسخ کے لیے بات ظالمانہ حیلے، جھگڑے اور

[1] ۔ صحیح بخاری، باب ما یذکر في بیع الطعام،1232

[2] ۔ نیل الأوطار: شوکانی باب نهي المشتري عن بیع ما اشتراه قبل قبضه

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عداوت تک جا پہنچے جیسا کہ واقعات اس کے شاہد ہیں۔ چنانچہ حکمت پر مبنی شریعتِ کاملہ کی یہ خوبی ہے کہ اس نے خریدار پر یہ پابندی لگادی ہے کہ جب تک خریدی گئی چیز پر قبضہ مکمل نہ ہو جائے اور فروخت کنندہ سے اس کا تعلق ختم نہ ہو اور اس سے چھڑا نہ لی جائے وہ اس میں تصرف نہ کرے تاکہ وہ بیع فسخ کرنے اور قبضہ نہ دینے کا سوچ نہ سکے۔ یہ وہ فوائد ہیں جن کو شارع نے نظر انداز نہیں کیا، حتیٰ کہ وہ تاجر بھی انہیں مد نظر رکھتے ہیں جن کو شریعت کا علم نہیں کیونکہ ان کے خیال میں مصلحت بھی اسی میں ہے اور خرابیوں کا سدِباب بھی اسی طرح ہو سکتا ہے۔([1])

اس کا مطلب یہی ہے کہ جب تک خریدار فروخت کنندہ کے قبضہ سے مال چھڑا کر اپنے قبضہ میں نہیں لے لیتا، آگے فروخت نہ کرے تاکہ نزاع کا خطرہ نہ رہے۔ کیونکہ جب تک خریدار چیز اپنے قبضہ میں نہیں لیتا، اس بات کا اندیشہ باقی رہتا ہے کہ فروخت کنندہ زیادہ نفع کے لالچ میں وہی چیز کسی اور کو فروخت نہ کر دے۔

بعض اہل علم کے نزدیک جب بیچی گئی چیز کے نقصان کی ذمہ داری خریدار کی طرف منتقل ہو جائے اور اس کے اختیار پر کوئی قدغن باقی نہ رہے تو قبضہ متحقق ہو جاتا ہے حقیقی طور پر چیز کو منتقل کرنا ضروری نہیں ہے کیونکہ حدیث میں ہے:

لَا يَحِلُّ سَلَفٌ وَبَيْعٌ وَلَا شَرْطَانِ فِي بَيْعٍ وَلَا رِبْحُ مَا لَمْ يُضْمَنْ وَلَا بَيْعُ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ ([2])

قرض اور بیع، ایک بیع میں دو شرطیں اور جس چیز کے نقصان کی ذمہ داری نہ لی گئی ہو، اس کا منافع جائز نہیں اور نہ ہی اس چیز کی بیع درست ہے جو تیرے پاس موجود نہ ہو۔

---

[1] - روح اسلام، عفیف عبد الفتاح طبارہ، مترجم سید ابو الحسن برنی، مکتبۃ الھدیٰ، کراچی، ص:792

[2] - سنن ترمذی :1234،باب ما جاء في كراهية بيع ما ليس عندك

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی دلیل حدیث کے یہ الفاظ ہیں: وَلاَ رِبْحُ مَا لَمْ يضْمَنْ وَلاَ بَيعُ مَا لَيسَ عِنْدَ كَ [1]
"جس چیز کے نقصان کی ذمہ داری نہ لی گئی ہو، اس کا منافع جائز نہیں۔"

ان کے بقول یہاں قبضہ سے قبل فروخت ممنوع ہونے کی وجہ رسک نہ لینا بیان ہوئی ہے، لہٰذا جب مال کے نقصان کی ذمہ داری خریدار کی طرف منتقل ہو جائے تو وہ آگے فروخت کر سکتا ہے، دوسری جگہ منتقل کرنا ضروری نہیں۔ مگر دو وجہ سے یہ استدلال درست نہیں ہے:

یہ مذکورہ احادیث کے خلاف ہے جو اس امر پر صریح دلالت کر رہی ہیں کہ فروخت سے قبل نقل و حمل لازمی ہے۔

یہ استدلال فرمانِ رسول اللہ ﷺ کی حکمت کے خلاف ہے۔ چنانچہ ابن قیم رحمہ اللہ اس کی تشریح میں رقم طراز ہیں:

اس کی علت کے تعین نے بعض فقہا کو مشکل میں ڈال دیا ہے حالانکہ یہ شریعت کے محاسن میں سے ہے کہ جب پوری طرح قبضہ نہیں ہو گا اور فروخت کنندہ کا اس سے تعلق ختم نہیں ہو گا تو وہ مشتری کو فائدہ ہوتا دیکھ کر معاملہ منسوخ کرنے اور قبضہ نہ دینے کا لالچ کرے گا۔ اور اگر قبضہ دے گا بھی تو آنکھیں بند کر کے اور نفع سے محرومی کا افسوس لئے ہوئے دے گا، چنانچہ اس کا نفس ادھر ہی متوجہ رہے گا، اس کا طمع ختم نہیں ہو گا۔ یہ مشاہدے سے ثابت ہے، لہٰذا یہ شریعت کا کمال اور خوبی ہے کہ جب تک چیز کو حاصل نہ کر لے اور اس کی ذمہ داری میں نہ آجائے، نفع ممنوع ہے تاکہ فروخت کنندہ منسوخ کرنے سے مایوس ہو جائے اور اس کا تعلق ختم ہو جائے۔ [2]

---

[1] - صحيح ابن حبان، كتاب العتق، باب الكتابة، ذكر الإخبار عن كيفية الكتابة للمكاتب، حديث: 4385

[2] - ابن القيم، احكام اهل الذمة، 2/ 790

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے ثابت ہوا کہ اگر مشتری نقصان کی ذمہ داری لے بھی لیتا ہے لیکن اپنے قبضہ میں نہیں لیتا تو بھی اسی جگہ فروخت نہیں کر سکتا کیونکہ یہ بات فرمانِ رسول ﷺ کے خلاف ہے۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ فروخت سے قبل خریدی گئی چیز کی نقل و حمل کا حکم صرف غذائی اجناس کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اس میں وہ تمام اشیا داخل ہیں جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو سکتی ہیں، چنانچہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: وَلا اَحْسِبُ كُلَّ شَيئٍ إلَّا مِثْلَه [1]
"میرے خیال میں تمام اشیاء کا یہی حکم ہے۔"

ابن قیم رحمہ اللہ اس کے بارے میں رقمطراز ہیں:

وهذا القول هوالصحيح الذى نختاره [2] "یہی قول صحیح ہے جس کو ہم پسند کرتے ہیں۔"

اس کی تائید اوپر مذکورہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں غلے کی بجائے سامان کا تذکرہ ہے۔ البتہ وہ اشیا جن کو دوسری جگہ منتقل کرنا ممکن نہیں جیسے اراضی اور مکانات ہیں، ان کے قبضے کی نوعیت مختلف ہوگی۔ ان میں قبضہ کا معنی صرف اتنا ہے کہ فروخت کنندہ تمام رکاوٹیں دور کر کے مشتری کو تصرف کا پورا موقع فراہم کر دے۔ اسی طرح جو اشیا ہاتھ میں لے کر قبضہ کی جاتی ہیں جیسے کرنسی نوٹ ہیں تو ان کا قبضہ یہ ہے کہ ان کو ہاتھ میں لے لیا جائے۔ مذکورہ بالا بحث اسلام سے نظریہ خرید و فروخت کی مکمل وضاحت ہو جاتی ہے جس کا خلاصہ درج ذیل سطور میں بیان کیا جا سکتا ہے۔

1. معاملہ باہمی رضامندی سے طے پانا چاہیے
2. رضامندی میں فریقین کا ذہنی توازن درست ہو اور وہ معاملات کی سوجھ بوجھ رکھتے ہوں

---

[1] - صحیح بخاری، باب بيع الطعام قبل أن يقبض، 2135
[2] - ابن القيم، احكام اهل الذمة، 2/776

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ یہ رضامندی حقیقی ہونی چاہیے نہ کہ مصنوعی۔ لہٰذا کسی دباؤ کے تحت یا غلط تاثر کی بنیاد پر یا دوسرے فریق کو چیز کی حقیقت سے بے خبر یا اصل قیمت سے دھوکے میں رکھ کر حاصل کی گئی رضامندی قابل اعتبار نہیں ہے کیونکہ یہ مصنوعی ہوتی ہے۔

④ بعض صورتوں میں حکومت مالک کو اس بات پر مجبور کر سکتی ہے کہ وہ اپنی چیز فروخت کرے جس کا تفصیلی ذکر سطور بالا میں کیا جا چکا ہے۔

⑤ خریدنے سے پہلے بیچنا ممنوع ہے

⑥ قبضہ سے قبل فروخت نہ کریں

⑦ قبضہ سے مراد تصرف کی مکمل اجازت رکھنا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب دوم

مضاربت

تاریخی واخلاقی پس منظر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- مضاربت، تاریخی پس منظر
- قبل از اسلام شراکت و مضاربت کا عمومی تصور
- قبل از اسلام عربوں میں شراکت و مضاربت کا تصور
- رسول اللہ ﷺ کے تجارتی اسفار
- مضاربت کی اہمیت وضرورت اور فوائد
- مضاربت کا اخلاقی پہلو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاشرے میں ارد گرد بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ معاشی بے راہ روی نے پورے معاشرے کو اپنی گرفت میں لیا ہوا ہے۔ معاشی استبداد جس میں دولت مند اپنی دولت میں اضافہ کے لیے سرگرم عمل اور جس کے پاس دولت نہیں وہ دولت کے حصول میں سرگرم عمل ہے۔ آخر یہ منفی رویہ کیوں بڑھتا جارہا ہے، اس کو کیسے روکا اور ختم کیا جاسکتا ہے بلکہ گداگری کو بھی ایک پیشہ بنادیا گیا ہے، جبکہ اس بری عادت پر تو شریعت نے سخت وعید سنائی: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْأَلُ النَّاسَ، حَتَّى يَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَيْسَ فِي وَجْهِهِ مُزْعَةُ لَحْمٍ[1] "آدمی ہمیشہ لوگوں سے سوال کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ اس کہ منہ پر گوشت کی بوٹی تک نہیں ہوگی۔"

ان ممنوعات و مکروہات سے بچنے کا طریقہ شریعت نے بہتر انداز میں بیان فرمایا ہے، ایک تو خوداری پر زور دیا کہ حتی الامکان لوگوں کے سامنے اپنی عاجزی اور کمزوری ظاہر نہ کرے اور سخت ضرورت کے سوا لوگوں سے سوال اور ہاتھ نہ پھیلائے، دوسرا خود غرضی سے بچے اور ایثار اور دوسروں کو خود پر ترجیح دینے کو مقدم رکھے، یعنی اپنی خواہشات کو پس پشت ڈال دے اور اپنے مسلمان بھائی کی ضرورت کو پورا کرے، کیونکہ یہ صحابہ کرام کی عظیم صفات میں سے جس کا تذکرہ قرآن حکیم میں یوں بیان ہوا ہے۔

وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ[2]

---

[1] - مسلم ، كتاب الزكاة،باب النهي عن المسئلة ، حديث : 2445

[2] - قرآن مجيد، الحشر9

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”وہ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود فاقہ سے ہوں اور جو شخص اپنے نفس کے لالچ اور بخل سے بچالیا گیا تو ایسے ہی لوگ فلاح یافتہ ہیں۔“

دین اسلام نے انسان کی ترقی و تعمیر کے لئے تجارت و کاروبار جیسا روشن راستہ دکھایا، مل جل کر کام کرنے، باہمی اخوت اور بھائی چارے کو فروغ دیا، جس کی ایک نظیر مضاربت ہے تجارت کی یہ قسم ہمیشہ دو افراد کے ملنے کے بعد ہی سامنے آتی ہے کیونکہ ایک کا مال و سرمایہ تو دوسرے کی صلاحیت اور محنت و جدوجہد ہے جس سے دونوں افراد کو منافع حاصل ہوتا ہے حقیقت میں مضاربت محبت واخوت کا روشن مینار ہے جو زمانہ ماضی سے لیکر دور حاضر تک رائج ہے۔ آجکل دنیا تیزی سے ترقی کر رہی ہے، نئی نئی چیزیں متعارف ہو رہی ہیں، تجارت کی کئی نئی صورتیں پیش آرہی ہیں خصوصا بینکاری نظام اور جو اس کے متعلق ہے، بذریعہ بنک مضاربت کی کئی صورتیں وغیرہ۔

○○○

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضاربت، تاریخی پس منظر

قبل از اسلام شراکت ومضاربت کا عمومی تصور

انسانوں کا باہمی لین دین اور ایک دوسرے کی ضروریات کی تکمیل کا سبب بننا یہ فطرت کی آواز ہے لیکن ایک دوسرے کی ضروریات کی تکمیل میں مدو معاون بننے کے حوالے سے کچھ بنیادی قواعد وضوابط کا طے پایا جانا بہت ضروری ہے وگرنہ ہمیشہ طاقتور فائدہ میں اور کمزور نقصان میں رہتا ہے۔ باہمی روابط کا ایک اہم پہلو انسانوں کی معاشی ضروریات وحاجیات ہیں جن کے ذریعے انسان ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں اور انہی معاشی روابط میں ایک پہلو اشیاء کی خرید و فروخت کے حوالے سے بھی ہے جس میں انسان کی مال میں اضافہ کی فطری طلب مکمل ہوتی ہے لہذا دو انسانوں کا اپنی معاشی ضرورت کو مکمل کرنے اور مال میں اضافہ کی طلب پوری کرنے کے لیے باہمی ملنا یہ معلومہ دنیا کی تاریخ سے مسلم امر ہے اور اس کا بنیادی سبب انسان کا انفرادیت کو چھوڑ کر اجتماعیت پایا جانا ہے، لوگوں سے قطع تعلقی کرنا اس کے لیے ممکن ہی نہیں کیونکہ وہ اکیلا نہیں رہ سکتا ہے اور اس کی فطری جبلت اس پر ہمیشہ غالب رہے گی۔

ایک انسان کا اپنے ہی جیسے لوگوں کے ساتھ اٹھنا، بیٹھنا، کھانا پینا، لینا دینا، خوشی وغمی وغیرہ جیسے وہ معاملات ہیں جس سے کسی بھی انسان کا مستغنی ہونا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالی کا پیدا کردہ نظام ہے جس میں ایک انسان کو دوسرے انسان کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور لامحالہ دیگر لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔

چونکہ ہر انسان معاشی جدوجہد میں شریک رہتا ہے لیکن بسا اوقات اس معاشی جدوجہد میں کچھ اسباب کی بنا پر وہ بھرپور اور مطلوبہ معیار کے مطابق شریک نہیں ہو پاتا تو دیگر ساتھیوں کی مدد سے وہ بھی معاشی جدوجہد میں شریک ہو جاتا ہے اور اس کے ممکنہ اسباب درج ذیل ہو سکتے ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(1) آگاہی و مہارت کا نہ ہونا

(2) فرصت نہ ہونا

(3) بیماری کا ہونا

الغرض وہ کسی بھی عذر کی بناء پر معاشی جدو جہد میں شریک نہ ہونے کی وجہ سے اسے کسی معاون کی ضرورت محسوس ہوتی ہے جو اجیر، شریک اور مضارب کی صورت میں اس کی مدد کرتا ہے تاکہ معاشی تقویت کو ممکن بنایا جاسکے۔

ان معاشی روابط کو عصر حاضر میں مختلف ناموں سے یاد کیا جاسکتا ہے کیونکہ زمانہ قدیم کے ان معاشی روابط کو عصر حاضر کے قواعد و ضوابط کے مطابق باقاعدہ کوئی نام دینا اگر ممکن بھی ہے تو بہت دشوار اور اس کی سب سے بڑی وجہ زمانہ قدیم کی تاریخ کے مکمل خدو خال کا صحت کے ساتھ دستیاب ہونا ناممکن ہے۔ لیکن جتنی بھی ممکنہ تفاصیل دستیاب ہیں ان کی روشنی میں یہ کہنا بہت آسان ہے کہ تجارتی شراکت کا وجود تھا اور انہی تجارتی اشکال میں سے ایک شکل یہ بھی تھی کہ ایک فرد کسی وجہ سے خود تجارت نہیں کر سکتا تھا تو وہ تجارت کے معاملات میں کسی ماہر کو تلاش کرتا اور اپنا مال اس کے سپرد کرتا کہ وہ اس سے تجارت کرے اور پھر نفع کی تقسیم دونوں میں طے شدہ تناسب سے ہو جائے۔ اسی شکل کو فقہاء مضاربت کے نام سے جانتے ہیں۔

ازمنہ قدیم کی یہ تجارتی تاریخ اس اعتبار سے بہت اہم ہے کہ اس میں مشارکت و مضاربت کی بے شمار مثالیں مل جائیں گی بالخصوص ازمنہ قدیم کے تجارتی اسفار اسی بنیاد پر کیے جاتے تھے جس میں تہذیب و تمدن کے قدیم مراکز ایران، مصر، ہندوستان، روم، جزیرہ عرب وغیرہ میں تجارتی قافلوں کی تاریخ میں اسی امر کی طرف اشارہ ملتا ہے جس میں سب سے معروف مثال جزیرہ عرب میں سید خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ہے جس میں وہ اپنا مال رسول اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ کو بغرض تجارت دیتی ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی مختلف تجارتی اسفار بھی اسی کیفیت کا مظہر ہیں جس کا مختصر ذکر اگلی سطور میں کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

اور ان تجارتی قافلوں کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو اس سے مضاربت کی ممکنہ تفاصیل سامنے آ سکتی ہیں گو کہ اس دور میں باہمی تجارت کو اس نام سے نہ کیا جاتا ہو لیکن پھر بھی ان تجارتی اسفار سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ فکر مضاربت ایک قدیم فکر ہے اور اسلام نے اس قدیم تجارتی انداز کو جائز اور معقول اصول وضوابط عطا کیے۔

قبل از اسلام عربوں میں شراکت و مضاربت کا تصور

قبل از اسلام عربوں کے ہاں تجارت کے معروف اسالیب، اس دور کی تجارتی منڈیاں، دیگر ممالک کے ساتھ ان کے تجارتی روابط، مختلف موسموں میں ان کے تجارتی اسفار، منڈیوں میں لین دین کے انداز، سامان تجارت کی نوعیت، تجارتی شراکت داری کی نوعیت الغرض اس طرح کے بے شمار سوالات جو زمانہ قدیم کی معاشی جہد وجہد کے حوالے سے ہر محقق سوچتا ہے۔ عربوں کے تجارتی تعلقات بہت سے ممالک کے ساتھ تھے۔ ہندوستان، چین، وسط افریقہ اور یورپ کے غیر مشہور ممالک مثلاً سویڈن اور ڈنمارک کے ساتھ ان کی تجارت ہوتی تھی۔ ان کے علاوہ حبش، ایران، عراق (بابل) شام، مصر اور یونان کے ساتھ بھی ان کے تجارتی تعلقات تھے۔ یہ تمام ممالک عرب کے چاروں طرف اس طرح واقع ہیں کہ عرب اس دائرہ کا نقطہ بن گیا ہے۔ اسی وجہ سے مکہ مکرمہ کو "اُم القریٰ" کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔

اور قرآن مجید میں بھی جابجا مختلف انبیاء کے حالات زندگی بیان کرتے ہوئے ایسے قافلوں کا ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے قصہ میں ایک قافلہ کا ذکر ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضاربت و مشارکت میں سامان تجارت عمومی طور پر تین اقسام پر مشتمل ہوتا تھا جو درج ذیل ہیں:

مصالحہ جات اور خوشبوئیں، سونا، جواہرات اور لوہا، چمڑا، کھال، زین پوش، بھیڑ اور بکریاں۔

مختلف ممالک کی چیزیں لاکر ان کو دیگر ممالک کے ساتھ بدل لیتے تھے۔ مثلاً عدن میں چین اور ہندوستان کی پیداوار، مصر اور حبش کی پیداوار سے بدل جاتی تھی۔ یعنی نوبہ کے غلام، ہاتھی دانت، سونے کے برادے، چین کے حریر، چینی کے برتن، کشمیر کی شال، مصالحہ، عطریات اور بیش بہا لکڑیوں کا باہم بدل ہوتا تھا۔([1])

انہی تجارتی روابط کی وجہ سے عربی اور ہندی میں لسانی روابط بھی ثابت ہوتے ہیں۔

کتاب مقدس میں حزقی ایل کے ستائیسویں باب میں عرب کی تجارت کے متعلق بہت سی مفید باتیں ہیں۔ یروشلم کو خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں:

ودان اور بادان، ازدال سے تیرے بازار میں آتے تھے۔ آبدار، فولاد، تیزپات اور مصالحہ وغیرہ وہ تیرے بازار میں بیچتے، ودان تیرا سوداگر تھا، وہ بکری اور میں ڈھے لے کر تیرے ساتھ تجارت کرتے تھے۔ سبا اور دعماۃ کے سوداگر تیرے ساتھ سوداگری کرتے تھے۔ وہ ہر قسم کے نفیس اور خوشبودار مصالحے اور ہر طرح کے قیمتی پتھروں اور سونا تیرے بازار میں لاتے تھے۔ حران عدن اور سبا کے سوداگر تیرے ساتھ سوداگری کرتے تھے۔([2])

قریش کے تجارتی اسفار و قافلوں کا ذکر قرآن مجید میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

---

[1] ۔ تمدن عرب، ڈاکٹر گستاولی بان مترجم سید علی بلگرامی، مطبوعہ اعظم پرنٹنگ پریس حیدرآباد، صفحہ 590

[2] ۔ کتاب مقدس یعنی پرانا اور نیا عہد نامہ۔ حزقی ایل باب 27| آیت 19 تا 24

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ إِيلَافِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَذَا الْبَيْتِ الَّذِي أَطْعَمَهُم مِّن جُوعٍ وَآمَنَهُم مِّنْ خَوْفٍ[1]

"قریش کو خوگر ہونے کی بناء پر، اپنے جاڑے اور گرمی کے سفر کے خوگر ہونے کی بناء پر چاہیے تھا کہ اس خانہ کعبہ کے مالک کی عبادت کریں جس نے انہیں بھوک میں کھانے کو دیا اور خوف سے امن دیا۔"

اور عربوں میں تاجرانہ ترقی کی انتہا یہ تھی کہ بیوہ عورتیں تک اپنا سرمایہ تجارت میں لگاتیں۔ جیسا کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا قبیلہ قریش کی ایک بیوہ خاتون تھیں جن کا تجارتی سامان مختلف لوگ شام لے جاتے تھے۔[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤاجداد بھی تاجر تھے۔ آپؐ کے والد، چچا، دادا اور پردادا تاجر ہی تھے۔ بچپن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا زبیر اور ابو طالب کے ساتھ شام کے تجارتی سفر پر گئے تھے۔[3]

www.KitaboSunnat.com

بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی پیشہ کو اپنایا اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال بھی مضاربت کی بنیاد پر ہی لے کر گئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تجارتی اسفار جو مختلف ممالک کی طرف کیے گئے ان سب میں ایک بات واضح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مضاربت کی بنیاد پر ہی مال لے جاتے رہے کیونکہ تجارتی اسفار کے بعد نفع نقصان کی تفصیلی اخبار سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔

---

[1] - قرآن مجید، قریش 38

[2] - السیرۃ النبویۃ ابن ہشام ابو محمد عبدالملک بن ہشام، جلد اوّل صفحہ 122 مع روض الانف السہیل

[3] - السیرۃ النبویۃ ۔۔ ابن ہشام ابو محمد عبدالملک بن ہشام 1/ 127 مع روض الانف السہیل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے علاوہ زمانہ قدیم میں مختلف مقامات پر لگنے والے بازاروں میں بھی بہت سے تاجر دیگر لوگوں کا مال لاتے اور بیچتے تھے جیسا کہ ان بازاروں کی تفصیل ہمیں ابو علی مرزوقی رحمہ اللہ کتاب "الازمنه والامکنه" میں مل سکتی ہے، وہ لکھتے ہیں کہ عرب میں کل 13 بڑے بازار لگتے تھے۔ جو ایک چین سسٹم کی طرح چلتے تھے، "دومة الجندل" شام اور مدینہ کے درمیان مدینہ سے پندرہ دن کی مسافت پر جبلطے کے قریب ربیع الاول میں لگتا تھا۔ یہاں شام اور روم کے تاجر آتے تھے۔ "مشقر" (موجودہ مسقط) نجران اور بحرین میں واقع تھا۔ دومۃ الجندل کے اختتام پر تاجر یہاں آتے اور پورے جمادی الآخر یہیں رہتے۔ یہاں اہلِ فارس بڑی کثرت سے آتے تھے۔ "صُحار" کا بازار ماہِ رجب میں لگتا یہ یمن کی بستی عمان میں ایک پہاڑ سے متصل تھا۔ یہاں چین اور ہند کے تاجر آتے تھے۔ "دبّا" (موجودہ دُبئی) عمان کی بندرگاہ کا بازار تھا جو رجب کے اختتام پر لگتا تھا۔ سندھ، ہند اور چین کے تاجر یہاں آتے تھے۔ شحر مہرہ کا بازار عدن اور عمان کے درمیان ساحل پر لگتا تھا اور ہند، فارس اور حمیر کے تاجر یہاں آدھا رمضان گزارتے تھے، پھر تجارتی قافلہ یمن کے دار لحکومت "صنعاء" پہنچتا اور رمضان کے اختتام تک بازار جاری رہتا تھا۔ یہاں سے تجارتی قافلے دو حصوں میں بٹ جاتے ایک قافلہ حضر موت کے بازار "سوق رابیہ" چلا جاتا اور دوسرا قافلہ نجد کے بالائی علاقے عکاظ کے بازار میں جاتا۔ یہ دو بازار ماہ ذی قعدہ میں لگتے تھے اور پھر ذوالحجہ کا چاند نظر آتے ہی بازار ذوالمجاز منتقل ہو جاتا جو عرفات سے تین میل دور لگتا تھا۔ حجاج اور مکہ کے لوگ اس میں ضرور شریک ہوتے تھے۔ ان کے علاوہ سوق نطاۃ خیبر میں، سوق حجر یمامہ میں، سوق مجنہ جو ذوالمجاز اور سقی کے قریب واقع تھا۔ سوق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیر ایوب، سوقِ بصریٰ اور سوق اذرعات بھی عرب کے مشہور بازاروں میں شمار کیے جاتے تھے۔([1])

آپ ﷺ نے لوگوں کی ہدایت فرمائی، ان کو اچھے اور عمدہ اخلاق کی تعلیم دی، ایک معاشرے کی تشکیل نو فرمائی جو خالصتاعدل وانصاف پر قائم کیا گیا آپ ﷺ نے منظم انداز میں اس کو چلایا جس میں حدود الٰہی سے متعارف کروایا، رہن سہن کے طور طریقے سکھائے، سیاسی سماجی اخلاقی وروحانی اعتبار سے اس کی تربیت فرمائی دینی نقطہ نظر کے ساتھ ساتھ دنیاوی معاملات کی اصلاح فرمائی، جہاں لوگوں کے تعلق مع اللہ کو درست فرمایاوہیں تعلق مع الناس کی صورت کو بھی سلجھایا، آپ ﷺ جس وقت مبعوث ہوئے شراکت، مضاربت اور اجارہ داری وغیرہ کے علاوہ تجارت ولین دین کی کئی صورتیں موجود تھیں آپ ﷺ نے اس معاملے میں بھی خاصی توجہ عنایت فرمائی اچھے کام کی تعریف فرمائی اور ہر قسم کے دھوکہ فراڈ، مکرو فریب سے منع فرمایا اخلاق فاضلہ سے گری ہر بیع کو ناجائز اور حرام قرار دیا، اس میدان میں اچھائی اور خوش اسلوبی سے کام کرنے والے کو سراہا اور اس کی تعریف فرمائی،

عَنِ النَّبِی ﷺ ، قَالَ : التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الأَمِينُ مَعَ النَّبِيينَ، وَالصِّدِّيقِينَ، وَالشُّهَدَاءِ.([2])

"ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سچا اور امانت دار تاجر قیامت کے دن نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور ولیوں کے ساتھ ہو گا۔"

ایک اور روایت میں ہے:

---

[1] ۔ الازمنه والامكنه، أبو على أحمد بن محمد بن الحسن المرزوقي،1م 201

[2] ۔ سنن الترمذي الجامع الصحيح، أبواب البيوع عن رسول الله ﷺ ، باب ما جاء في التجار وتسمية النبي ﷺ ، حديث:1166

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن أبي هريرة، رفعه قال: إن الله يقول: أنا ثالث الشريكين، ما لم يخن أحدهما صاحبه، فإذا خانه خرجت من بينهما ([1])

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میں دو شریکوں کے درمیان ایک تیسرا نگہبان ہوں جب تک کہ ان میں سے کوئی اپنے دوسرے شریک کے ساتھ خیانت نہیں کرتا، اور جب وہ خیانت و بددیانتی پر اتر آتے ہیں تو میں ان کے درمیان سے ہٹ جاتا ہوں۔"

عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا، فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا، وَإِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا ([2])

" حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیع کرنے والوں کو اختیار ہے جب تک جدا نہ ہو جائیں پس اگر وہ دونوں سچ بولیں اور عیوب وغیرہ کو بیان کر دیں تو ان کی بیع میں برکت دی جائے گی اور اگر انہوں نے جھوٹ بولا اور عیوب کو چھپایا تو ان کی بیع کی برکت مٹادی جاتی ہے۔"

جہاں امانت و دیانت کے ساتھ کام کرنے والے کے لئے نوید مسرت بیان فرمائی اسی طرح اخلاق سے منحرف، جھوٹ اور دھوکہ دہی کے پہلو کو ناپسند فرمایا، جس میں کسی بھی ایک کو نقصان یا خسارہ کا حامل بنایا جائے، اس کے بارے میں وعید شدید بھی سنادی۔

جیسا کہ حدیث مبارک میں وارد ہے:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

---

[2] - السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الشركة، باب الأمانة في الشركة وترك الخيانة، حديث:10686

[2] - صحيح البخاري، كتاب البيوع، باب إذا بين البيعان ولم يكتما ونصحا، حديث:1989

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ خَابُوا وَخَسِرُوا خَابُوا وَخَسِرُوا قَالَ الْمُسْبِلُ إِزَارَهُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ وَالْمَنَّانُ عَطَائَهُ (1)

"ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن تین شخصوں سے اللہ تعالی کلام نہیں کرے گا اور نہ ہی ان کی جانب دیکھے گا اور نہ ہی ان کو پاک کرے گا اور ان کو تکلیف دہ عذاب ہو گا پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ لوگ نقصان میں پڑ گئے اور ان کو نقصان پہنچا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک جو غرور اور تکبر کی وجہ سے تہبند ٹخنہ سے نیچے لٹکانے والا شخص اور اپنے سامان کو جھوٹی قسم کھا کر فروخت کرنے والا شخص اور تیسرے احسان کر کے احسان جتلانے والا شخص۔"

ایک اور حدیث میں وعید اس طرح آئی ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى صُبْرَةٍ مِنْ طَعَامٍ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهَا فَنَالَتْ أَصَابِعُهُ بَلَلًا فَقَالَ يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ مَا هَذَا قَالَ أَصَابَتْهُ السَّمَاءُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ حَتَّى يَرَاهُ النَّاسُ ثُمَّ قَالَ مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا(2)

"ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غلے کی ایک ڈھیری کے پاس سے گزرے تو اپنا ہاتھ اس میں داخل کیا آپ نے اس میں نمی محسوس کی تو فرمایا۔ اے غلہ کے مالک یہ کیا ہے غلہ فروخت کرنے والے نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بارش کی وجہ سے گیلا ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا تم نے اس بھیگے ہوئے مال کو اوپر کیوں نہیں رکھ دیا تاکہ لوگ دیکھ سکیں پھر فرمایا جس نے دھوکہ کیا وہ ہم سے نہیں۔"

---

1 - صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان غلظ تحريم إسبال الإزار، حديث:179

2 - صحيح ابن حبان، كتاب البيوع، ذكر الزجر عن غش المسلمين بعضهم بعضا في البيع - حديث:4983

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کی بعثت کے بعد بھی لوگوں کے ہاں مضاربت جاری رہی دراصل یہ معاملہ عہد جاہلیت میں جانا پہچانا تھا۔ اس وقت قراض کے نام سے موسوم تھا۔ قریش چونکہ تجارت پیشہ تھے اور ان کا اس کے علاوہ کوئی ذریعہ معاش نہ تھا۔ وہ اپنا مال مضاربت پر ان لوگوں کو دے دیا کرتے تھے جو منافع میں ایک مقررہ حصہ پر تجارت کرتے تھے۔ تو رسول ﷺ نے بھی اس کو اسلام میں جاری رکھا اور مسلمانوں نے اس پر عمل کیا اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کا مال بھی قراض کی صورت میں لے کر بیرون ملک تشریف لے گئے تھے۔

رسول اللہ ﷺ خرید و فروخت فرمایا کرتے تھے آپ کی خرید و فروخت اکثر ہوا کرتی تھی۔ آپؐ بطور آجر اور بطور مستاجر رہے۔ مضاربت اور شراکت میں حصہ لیا وکیل اور توکیل کے فرائض بھی سرانجام دیئے۔ الغرض جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے تو لوگوں کے مابین تجارت، صنعت، حرفت اور زراعت کے مختلف طرق رائج تھے، جہاں پر کوئی اخلاقی معیاروں سے گری بات ہوتی یا عدل انصاف کے شرعی اصولوں سے مخالف و متصادم نظر آئی وہاں مناسب انداز میں اصلاح و تعمیر فرمائی، سود اور جوا کی حرمت، جبر و اکراہ اور دھوکہ فراڈ سے منع فرمایا اور کاروباری معاہدوں میں فریقین کی رضامندگی کو لازمی و شرط قرار دیا ضرر کی جملہ صورتوں سے روکا، عقد میں بغیر تعین اور جہالت پر مبنی ہر اس بات کو ممنوع قرار دیا جو جھگڑا اور فساد کی بنیاد بن سکتی ہو۔

یعنی انسانی زندگی کے اجتماعی شعبوں کو اللہ کی رضا کے مطابق منظم فرمایا اس وقت میں مضاربت و مشارکت طریقے موجود تھے آپ ﷺ کے تربیت یافتہ جانثار صحابہ نے بھی یہ طریقے اختیار فرمائے، جس سے آپ ﷺ نے منع نہیں کیا بلکہ ان پر پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذیل میں ہم اس کے متعلق احادیث و آثار کو اختصار سے ذکر کر رہے ہیں۔

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ چند مخصوص شرائط کے ساتھ مضاربت کرتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہو تو اظہار پسندیدگی فرمایا۔ اسی طرح عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا صحابہ کے مشورے کے بعد اپنے دو بیٹوں عبد اللہ اور عبید اللہ کے تجارت کو مضاربت میں تبدیل کر دیا عثمان رضی اللہ عنہ نے مضاربت کا طریقہ اختیار کیا۔ (1)

رسول اللہ ﷺ کے تجارتی اسفار

لڑکپن کے دور میں رسول اللہ ﷺ کے تجارتی اسفار کا تذکرہ ملتا ہے۔ اس سفر میں آپ ﷺ اپنے چچا ابو طالب اور زبیر کے ہمراہ شریکِ تجارت رہے۔ آپ ﷺ کے یہ اسفار یمن، بحرین اور شام کی طرف تھے۔ جیسا کہ شبلی نعمانی سیرت النبی ﷺ میں تحریر کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سن شعور کو پہنچے تو اپنے چچا زبیر کے ہمراہ تجارتی سفروں میں شریک ہوا کرتے تھے۔ (2)

آپ ﷺ نے دس سال کی عمر میں اپنے چچا زبیر کے ساتھ یمن کا سفر کیا۔ (3)

رسول اللہ ﷺ کی عمر جب پچیس برس ہوئی تو آپ ﷺ نے شام کا تیسرا سفر کیا۔ یہ وہ مشہور سفر ہے جس میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ملازم "میسرہ" آپ کے ہمسفر بنے۔ اس سفر میں آپ ﷺ نے بصریٰ میں قیام فرمایا۔ یہاں بھی ایک راہب نسطورا کا تذکرہ ملتا ہے۔ جب مکہ مکرمہ واپسی ہوئی تو خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سامانِ تجارت کو پہلے کی نسبت دوگنا منافع حاصل ہوا۔ اس

---

[1] - المبسوط، محمد بن أحمد بن أبي سهل شمس الأئمة السرخسي، دار المعرفة - بيروت، 1993، 166/11

[2] - سیرت النبی، شبلی نعمانی، مکتبہ اسلامیہ، فیصل آباد، 2012، صفحہ31

[3] - نقوش رسول نمبر جلد 2 ص :125

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سفر میں آپ ﷺ کی صداقت و امانت سے معترف ہو کر خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے نکاح کا پیغام بھجوایا۔ ([1])

خدیجہ رضی اللہ عنہا اور دیگر قریش تاجروں کے شراکت میں آپ ﷺ نے یمن کا بھی سفر کیا۔ اس سفر کے متعلق سیرت کی کئی کتب میں تذکرہ ملتا ہے۔ ممکن ہے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی کے بعد بھی آپ کاروبار کے لیے جاتے رہے ہوں ([2])

ایک اور سیرت نگار عبد القدوس ہاشمی لکھتے ہیں کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے بعد دس سال تک آپ ﷺ خود بازار میں لین دین کرتے ہوئے ملتے ہیں۔ اس زمانے میں آپ ﷺ نے غالباً تین سفر یمن، نفوذ (نجد) اور نبران (شاید نجران) تک کیے۔ ان کے علاوہ حج کے دنوں میں مکہ کے بازار میں آپ ﷺ بھی حصہ لیتے۔ ([3])

OOO

---

[1] - سیرت النبی ﷺ۔ شبلی نعمانی، 2012، صفحہ 51

[2] - السيرة الحلبيةو إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون، علي بن إبراهيم بن أحمد الحلبي، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية، 1427ه، 1/165

[3] - فاران۔ سیرت نمبر 1956ء، بحوالہ: رسول اکرم ﷺ بحیثیت تاجر۔ حافظ محمد عارف گھانچی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضاربت کی اہمیت وضرورت اور فوائد

انسانوں میں درجات اور تفاوت یہ نظام قدرت ہے۔ چھوٹا وبڑا، امیر وغریب، تونگر وگداگر، سفید وکالا وغیرہ اسی امر کے متقاضی ہیں۔ انسان یکساں شخصیت کے حامل نہیں بلکہ ان میں مراتب ودرجہ بندی ہے، اگر سارے ہی ایک منصب پر ہوتے، ایک طرح کے ہوتے، ایک ہی سوچ رکھنے والے ہوتے، سب ہی مالدار ہوتے تو یہ سارانظام ہی درہم برہم ہو جاتا کھیت کھلیان اجڑ جاتے، گلستان خارستان بن جاتے، کون کس کے کام آتا اب ضروری تھا کہ ایک امیر ہو اور دوسرا غریب ہو۔ ایک چھوٹا ہو دوسرا بڑا، اس میں ایک تو انسان کی آزمائش بھی ہوتی ہے دوسرا ان کے معاملات صحیح ہو جاتے ہیں، اس کے متعلق ارشاد خداوندی ہے۔

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَحِيمٌ (1)

"اور وہی تو ہے جس نے زمین میں تم کو نائب بنایا اور ایک کے دوسرے پر درجے بلند کئے تاکہ جو کچھ اس نے تمہیں بخشا ہے اس میں تمہاری آزمائش ہے بے شک تمہارا پروردگار جلد عذاب دینے والا ہے اور بے شک وہ بخشنے والا مہربان بھی ہے۔"

اس کی متعلق حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں:

فاوت بینکم فی الأرزاق والأخلاق، والمحاسن والمساوی، والمناظر والأشکال والألوان، وله الحکمة فی ذلك(2)

"ان کے درمیان رزق، اخلاق، اچھائی برائی، رنگ ڈھنگ، شکل وصورت کے لحاظ سے فرق رکھا ہے۔"

[1] - قرآن مجید، الانعام165

[2] - تفسیر ابن کثیر / دار طیبة، 3/ 384

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالی ہے۔

انْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَلَلْآخِرَةُ أَكْبَرُ دَرَجَاتٍ وَأَكْبَرُ تَفْضِيلًا ([1])

"دیکھو ہم نے کس طرح بعض کو بعض پر فضیلت بخشی ہے اور آخرت درجوں میں (دنیا سے) بہت برتر اور برتری میں کہیں بڑھ کر ہے۔"

تقسیم معاش کے متعلق بھی ارشاد فرمایا:

أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ ([2])

"کیا یہ لوگ تمہارے پروردگار کی رحمت کو بانٹتے ہیں؟ ہم نے ان میں ان کی معیشت کو دنیا کی زندگی میں تقسیم کر دیا اور ایک کے دوسرے پر درجے بلند کئے تاکہ ایک دوسرے سے خدمت لے اور جو کچھ یہ جمع کرتے ہیں تمہارے پروردگار کی رحمت اس سے کہیں بہتر ہے۔"

اس تفاوت سے یقیناً انسانوں کو باہم ایک دوسرے کی ضرورت پڑتی رہتی ہے، اس جہاں رنگ و بو میں کوئی بھی اکیلے سر سارا کام سرانجام نہیں دے سکتا، بلکہ دوسرے کی مدد و مساعدت اور سہارا لینا پڑتی ہے، اس امر کے مد نظر اللہ تعالی نے بھی ایک دوسرے کی مدد و معاونت کی راہ دکھائی ہے، ارشاد باری تعالی ہے:

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ([3])

---

[1] - قرآن مجید، الاسراء، 21

[2] - قرآن مجید، الزخرف، 32

[3] - قرآن مجید، المائدة، 2

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور (دیکھو) نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم کی باتوں میں مدد نہ کیا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو۔ کچھ شک نہیں کہ خدا کا عذاب سخت ہے۔"

اچھائی و بھلائی اور نیک و درست کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنا ہی حکم خداوندی اور صفت انسانی ہے رسول اللہ ﷺ نے بھی اس بات کی خوب ترغیب فرمائی۔ فرمایا

وَاللهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ([1])

"اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی مدد فرماتے رہتے ہیں جب بندہ اپنے کسی بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو یکساں صلاحیتوں کا حامل نہیں بنایا بلکہ مختلف درجات اور صلاحیتوں کا حامل بنایا، کسی کے پاس ہے مال تو صلاحیت اور محنت کسی دوسرے کے پاس، کبھی مال بھی ہوتا ہے لیکن کاروباری میدان میں تجربہ نہیں ہوتا، ناواقفیت دامن گیر ہوتی ہے، یا جسمانی طور پر تندرست و توانا نہیں ہوتا اب اس بات کی ضرورت ہوتی کہ اس کو استعمال کرنے والا مضارب ہو، تاکہ وہ اپنی صلاحیتوں کو خوب استعمال کرے کہیں صاحب مال کی دولت پڑی پڑی بلا فائدہ و بغیر مقصد خرچ نہ ہو جائے، صاحب مال کا سرمایہ اور مضارب کی محنت مل کر ایک ثمر خیز نتائج برآمد کرسکتے ہیں جس سے صاحب مال اور مضارب کی حالت بھی درست ہو جاتی ہے، جس کی نظیر ہمیں خیر القرون کے ادوار میں بھی ملتی ہے۔

---

[1] صحيح مسلم - كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذكر - حديث:4974

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضاربت کا اخلاقی پہلو

اسلام ایک عالم گیر مذہب ہے اور تمام انسانوں کی فلاح اور کامرانی کا علم بردار ہے۔ یہ زندگی کے ہر موڑ پر انسان کی راہ نمائی کرتا ہے۔ اسلام کے سنہری اصولوں میں اخلاق کو سر فہرست رکھا گیا ہے۔ انسانی زندگی میں معاشرے کا قیام اس کی فطرت کا تقاضا ہے۔ دوسرے لفظوں میں انسان دوسروں کے ساتھ مل جل کر رہنے اور زندگی بسر کرنے پر فطرتاً مجبور ہے۔ اسلام میں اخلاق سے مراد وہ "اخلاق حسنہ" ہیں جو جملہ انسانوں کی فلاح اور اصلاح کے کیے گئے۔ دنیا میں انسان کی اولین حیثیت ایک فرد کی سی ہے اور افراد کے مجموعے سے معاشرہ تکمیل پاتا ہے۔ اگر دنیا میں موجود انسان اپنی اصلاح کر لیں، یعنی اسلامی تعلیمات کے عین مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھال لیں تو وہ معاشرہ یقیناً درست اور صالح کہلائے گا، یا یوں کہہ لیجیے کہ ایک مثالی اسلامی معاشرہ کہلائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام فرد کی اصلاح کے لیے اخلاق حسنہ پر زور دیتا ہے۔ قرآن حکیم میں اکثر مقامات پر اخلاق کا درس دیا گیا ہے جو اس قدر حکیمانہ اور فلسفیانہ ہے جو دنیا کی کسی مذہبی کتاب میں نہیں ملتا۔ چند آیات مع ترجمہ ملاحظہ فرمایئے۔

وَإِذَا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا[1]

"اور جب تم کو کوئی دعا دے تو تم اس سے بہتر لفظوں سے دعا دو بے شک اللہ تعالی ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔"

مشاورت اور مصالحت کے بارے میں فرمایا:

[1] - قرآن مجید، النساء: 86

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِنْ نَجْوَاهُمْ إِلا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاةِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا (1)

"ان لوگوں کی بہت سی مشورتیں اچھی نہیں۔ ہاں جو خیرات یا نیک بات یا لوگوں میں صلح کرنے کو کہے اور جو ایسے کام کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کرے گا تو ہم اس کو بڑا ثواب دیں گے۔"

ملک میں سیاست اور مملکت سے ایفائے عہد بر قرار رکھنے کے لیے فرمایا:

وَ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَ ادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ(2)

"اور ملک میں اصلاح کے بعد خرابی نہ کرنا اور خدا سے خوف کرتے ہوئے اور امید رکھ کر دعائیں مانگتے رہنا کچھ شک نہیں کہ خدا کی رحمت نیکی کرنے والوں سے قریب ہے۔"

کفار کی مال و دولت سے حرص نہ کرنے اور مومنوں کی خاطر مدارت کے لیے حکم فرمایا:

لا تَمُدَّنَّ عَيْنَيكَ إِلَى مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ وَلا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ (3) "اور ہم نے کفار کی کئی جماعتوں کو جو متمتع کیا ہے تم ان کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھنا اور نہ ان کے حال پر تاسف کرنا اور مومنوں سے خاطر تواضع سے پیش آنا۔"

کسی کو ایذا یا تکلیف نہ دینے کے حوالے سے فرمایا:

وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ (4)

1- قرآن مجید، النساء آیت 114

2- قرآن مجید، الاعراف: 56

3- قرآن مجید، الحجر، 88

4- قرآن مجید النحل، 126

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اگر تم ان کو تکلیف پہنچانا چاہو تو اتنی ہی دو جتنی تکلیف تمہیں ان سے پہنچی ہو اور اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے لیے بہت اچھا ہے۔"

اور فضول خرچی سے بڑے سخت الفاظ میں اجتناب برتنے کو کہا کہ:

إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا([1])

"فضول خرچی کرنے والے تو شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا ناشکرا ہے۔"

وہ لوگ جو مستحقین کی مدد کرنے کے قابل نہ ہوں تو ان کے بارے میں فرمایا:

وَإِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِنْ رَبِّكَ تَرْجُوهَا فَقُلْ لَهُمْ قَوْلًا مَيْسُورًا ([2])

"اگر تم اپنے پروردگار کی رحمت (یعنی فراخ دستی) کے انتظار میں جس کی تمہیں امید ہو ان (مستحقین) کی طرف توجہ نہ کر سکو تو ان سے نرمی سے بات کہہ دیا کرو۔"

بخل اور اسراف سے بچنے کا حکم دیا:

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَحْسُورًا([3])

اور اپنے ہاتھ کو نہ تو گردن سے بندھا ہوا رکھو (کہ کسی کو کچھ دو ہی نہ) اور نہ بالکل کھول ہی دو کہ سبھی کچھ دے ڈالو اور (انجام) یہ ہو کہ ملامت زدہ اور درماندہ ہو کر بیٹھ جاؤ۔

ناپ تول میں کمی بھی ایک بہت بڑی معاشرتی برائی ہے جس سے بچنے کا حکم دیا اور فرمایا:

اور جب کوئی چیز ناپ کر دینے لگو تو پیمانہ پورا بھرا کرو اور جب تول کر دو تو ترازو سیدھا رکھا کرو یہ بہت اچھی بات اور انجام کے لحاظ سے بھی بہت بہتر ہے۔

دوسروں کی ٹوہ میں لگا رہنے سے منع فرمایا:

---

[1] - قرآن مجید، الاسراء، 27

[2] - قرآن مجید، الإسراء 28

[3] - قرآن مجید، بنی اسرائیل، 26 تا 29

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ([1])

"اور جس چیز کا تجھے علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑ کہ کان اور آنکھ اور دل ان سب سے باز پرس ہوگی۔"

آگے چل کر انسان کے غرور اور تکبر کو خاک میں ملاتے ہوئے فرمایا:

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا كُلُّ ذَلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا ([2])

"اور زمین پر اکڑ کر نہ چل کہ تو زمین کو پھاڑ تو نہیں ڈالے گا اور نہ لمبا ہو کر پہاڑ کی چوٹی تک پہنچ جائے گا ان سب عادتوں کی برائی تیرے پروردگار کے نزدیک بہت ناپسند ہے۔"

مذاق اڑانے سے منع فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَى أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَى أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ([3])

"اے اہل ایمان! کوئی قوم کسی قوم کا تمسخر نہ اڑائے ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے تمسخر (کریں) ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہوں اور اپنے مومن بھائی کو عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کا بُرا نام رکھو ایمان لانے کے بعد برا نام رکھنا گناہ ہے اور جو توبہ نہ کریں وہ ظالم ہیں۔"

---

[1] - قرآن مجید، بنی اسرائیل36

[2] - قرآن مجید، بنی اسرائیل 38

[3] - قرآن مجید، الحجرات:11

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مومنین کو آداب مجلس سکھاتے ہوئے اور ان کے انجام کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ وَإِذَا قِيلَ انْشُزُوا فَانْشُزُوا يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ (1)

"اے اہل ایمان جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں کھل کر بیٹھو تو کھل بیٹھا کرو خدا تمہیں کشادگی بخشے گا اور جب کہا جائے اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہوا کرو جو لوگ تم میں سے ایمان لائے ہیں اور جن کو علم عطا کیا گیا ہے خدا ان کے درجے بلند کرے گا اور خدا تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔"

اس کے بعد حکمت کی ان باتوں کی مزید تشریح کی گئی ہے جیسے خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، والدین کے ساتھ مہربانی سے پیش آنا، نیچی آواز میں بات کرنا۔ ان آیات کے مطالعے سے معلوم ہوا کہ قرآن کی اصطلاح میں ان فطری امور خیر کو بھی جن کا خیر ہونا فطرتاً تمام قوموں اور مذاہب میں مسلم ہے اور جن کو دوسرے معنی میں اخلاق کہہ سکتے ہیں، "حکمت" کہا گیا ہے۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی شریعت میں اخلاق کا مرتبہ حکمت کے لفظ سے تعبیر ہوا ہے۔

شبلی نعمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: عقائد اور عبادات کے بعد تعلیمات نبوی ﷺ کا تیسرا باب اخلاق ہے۔ اخلاق سے مقصود باہم بندوں کے حقوق و فرائض کے وہ تعلقات ہیں جن کو ادا کرنا ہر انسان کے لیے ضروری ہے۔ انسان جب اس دنیا میں آتا ہے تو اس کا ہر شے سے تھوڑا بہت تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ اس تعلق کے فرض کو بحسن خوبی انجام دینا اخلاق ہے۔ اس کے اپنے ماں باپ اہل و عیال عزیز و رشتے دار، دوست احباب سب سے تعلقات ہیں بلکہ ہر اس انسان کے

[1] - قرآن مجید، المجادلۃ: 11

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ اس کا تعلق ہے جس سے وہ محلے، وطن، قومیت، جنسیت یا اور کسی قسم کا تعلق رکھتا ہے بلکہ اس سے آگے بڑھ کر حیوانات تک سے اس کے تعلقات ہیں اور ان تعلقات کے سبب اس پر کچھ فرائض عائد ہیں۔ دنیا کی ساری خوشیاں، خوش حالی، امن و امان اسی اخلاق کی بدولت ہے۔ اسی دولت کی کمی کو حکومت و جماعت اپنی طاقت اور قوت کے قانون سے پورا کرتی ہے۔ اگر انسانی جماعتیں اپنے فرائض از خود انجام دے لیں تو پھر حکومت کے جبری قوانین کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اسی لئے بہترین مذہب وہ ہے جس کا اخلاقی دباؤ اپنے ماننے والوں پر اتنا ہو کہ وہ ان کے قدموں کو سیدھا رکھ سکے، بھٹکنے نہ دے۔([1])

رسول اللہ ﷺ کی بعثت، تکمیلی حیثیت رکھتی ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا:

بعثت لأتمم صالح الأخلاق ([2]) "میں حسن اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں۔"

ان باتوں سے معلوم ہوا کہ اخلاقیات کا باب بہت وسیع ہے لہذا اس سے قبل کے ہم مضاربت کا تعارف کروائیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مضاربت میں قوت نافذہ یعنی اخلاقی تعلیمات کا جائزہ لے لیا جائے جو عمومی طور پر بھی کسی مومن سے مطلوب ہیں لیکن تجارتی معاملات میں تو ان کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے جب رسول اللہ ﷺ کا فرمان سامنے آتا ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ : التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ، وَالصِّدِّيقِينَ، وَالشُّهَدَاءِ.([3])

"ایمان دار تاجر کا حشر قیامت کے دن انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ کیا جائے گا۔"

---

[1] - سیرت النبی ﷺ، شبلی نعمانی، 6/123

[2] - المستدرك على الصحيحين للحاكم - كتاب تواريخ المتقدمين من الأنبياء والمرسلين، ومن كتاب آيات رسول الله ﷺ التي هي - حديث:4162

[3] - سنن الترمذي أبواب البيوع عن رسول الله ﷺ باب ما جاء في التجار وتسمية النبي ﷺ حديث:1166

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاکہ فریقین کے مابین ہونے والا معاہدہ صرف زبانی، کلامی اور کاغذی کاروائی متصور نہ ہو بلکہ فریقین کو ان تمام باتوں کے بارے میں مکمل علم ہو کہ شریعت ان معاملات میں کس طرح ہمیں رہنمائی دیتی ہے۔

ان اخلاقی تعلیمات کو ذکر درج ذیل سطور میں تفصیل سے کیا جارہا ہے۔

① تقوی: ارشاد باری تعالی ہے:

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ([1])

"اور نیکی اور پرہیز گاری (کے کاموں) پر ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم (کے کاموں) پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔"

اس آیت کریمہ نے اخلاقی، معاشرتی اور معاشی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیا ہے۔

ارشاد ربانی ہے: وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ مُلَاقُوهُ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ([2])

"اور اللہ کا تقوی اختیار کرو اور جان لو کہ تم اس کے حضور پیش ہونے والے ہو، اور آپ اہل ایمان کو خوشخبری سنادیں۔"

وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ([3])

"اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ بیشک جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے خوب دیکھنے والا ہے۔"

ان آیات مبارکہ سے معلوم ہوا صاحب مال اور عامل کو ابتداء عقد سے لیکر انتہاء عقد تک اور اس کے بعد بھی صاحب تقوی ہونا ضروری ہے۔

---

[1] - قرآن مجید، المائدۃ:2

[2] - قرآن مجید، البقرۃ:223

[3] - قرآن مجید، البقرہ:233

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2 راست باز اور صاف گو ہونا:

مالک اور عامل دونوں کو سچائی اور صاف گوئی سے کام لینا ہو گا اور عامل جہاں بھی مالک کا سرمایہ لگائے جس کاروبار میں صرف کرے سچائی کے دامن کو داغدار ہونے سے بچائے کیونکہ جب سچائی کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے تو اللہ تعالی ناراض ہوتے ہیں اور اس کاروبار اور تجارت سے برکت کو ختم کر دیتے ہیں۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

البَيعان بالخِيار ما لم يفتَرِقا، فإن صَدَقا وبينا، بورِكَ لهما في بيعهما، وإن كتَما وكذَبا مُحقَتِ البركةُ من بَيعهما[1]

"بائع اور مشتری دونوں مختار ہیں (سودا طے کرنے یا فسخ کرنے کا) جب تک کہ علیحدہ نہ ہوں۔ پھر اگر انہوں نے صاف گوئی سے کام لیا اور مال کے عیب کی وضاحت کر دی تو ان کے سودا میں برکت دی جاتی ہے اور کچھ عیب وغیرہ چھپا گئے یا جھوٹ سے کام لیا تو ان کی بیع سے برکت اٹھالی جاتی ہے۔"

راست بازی سے کام لینے سے معاملات برقرار رہتے ہیں جس سے دنیا بھی انسان کی سنورتی ہے اور آخرت کے لئے بہترین توشہ بن جائے گا لوگوں کے ہاں بھی اس کی عزت اور قدر بڑھ جاتی ہے کیونکہ اس آدمی کا شمار صدیقین میں ہو جاتا ہے۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَلَيكُمْ بِالصِّدْقِ، فَإِنَّ الصِّدْقَ يهدِي إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يهدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَا يزَالُ الرَّجُلُ يصْدُقُ وَيتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتَّى يكْتَبَ عِنْدَ اللهِ صِدِّيقًا، وَإِياكُمْ وَالْكَذِبَ، فَإِنَّ

[1] - صحيح البخاري، كتاب البيوع، باب إذا بين البيعان ولم يكتما ونصحا - حديث:1989

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ كَذَّابًا ([1])

"تم سچائی کو لازم پکڑو اور ہمیشہ سچ ہی بولو، کیونکہ سچ بولنا نیکی کے راستے پر ڈال دیتا ہے اور نیکی جنت تک پہنچادیتی ہے اور آدمی جب ہمیشہ سچ ہی بولتا ہے اور سچائی کو اختیار کرلیتا ہے تو وہ مقام صدیقیت تک پہنچ جاتا ہے اور اللہ کے یہاں صدیقین میں لکھ دیا جاتا ہے، اور جھوٹ سے ہمیشہ بچتے رہو، کیونکہ جھوٹ بولنے کی عادت آدمی کو بدکاری کے راستے پر ڈال دیتی ہے اور بدکاری اس کو دوزخ تک پہنچادیتی ہے اور آدمی جھوٹ بولنے کا عادی ہوجاتا ہے اور جھوٹ کو اختیار کرلیتا ہے، تو انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے یہاں کذابین میں لکھ دیا جاتا ہے۔"

(3) امانتداری:

مضاربت میں مالک اور عامل کو اور بطور خاص عامل کو امانتدار ہونا ضروری ہے کیونکہ مضاربت کا اصول یہ ہے کہ صاحب مال اپنا سرمایہ عامل کو دے دیتا ہے اور وہ اپنی صوبدیدہ کے مطابق اس کو استعمال کرتا ہے لہذا اس کا امین ہونا جزلاینفک ہے۔ اس کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے ارشاد باری تعالی ہے:

فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ ([2])

رسول اللہ ﷺ نے اپنی تعلیم میں جن اخلاق حسنہ پر بہت زیادہ زور دیا اور جن کو لازمہ ایمان واسلام قرار دیا ہے، ان میں امانت داری اور سچائی کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

إذا اؤتمن خان، وإذا حدث كذب، وإذا عاهد غدر، وإذا خاصم فجر([3])

1- صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب،باب قبح الكذب وحسن الصدق وفضله - حدیث:4828

2- قرآن مجید ،البقرہ :283

3- صحیح البخاري ، کتاب الإیمان، باب علامة المنافق، حدیث:34

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"کہ امانت میں خیانت کرنا اور عہد کو توڑنا، نفاق کی خاص علامات میں سے ہے اور جس شخص میں یہ برائیاں جمع ہوں وہ منافق ہے۔"

مطلب یہ ہے کہ سچ بولنا بذات خود بھی ایک نیک عبادت ہے، اور اس کی یہ خاصیت بھی ہے کہ وہ آدمی کو زندگی کے دوسرے پہلوؤں میں بھی نیک کردار اور صالح بنا کر جنت کا مستحق بنا دیتی ہے اور ہمیشہ سچ بولنے والا آدمی مقام صدیقیت تک پہنچ جاتا ہے، اسی طرح جھوٹ بولنا بذات خود بھی ایک خبیث خصلت ہے، اور اس کی یہ خاصیت بھی ہے کہ وہ آدمی کے اندر فسق و فجور کا میلان پیدا کر کے اس کی پوری زندگی کو بدکاری کی زندگی بنا کر دوزخ تک پہنچا دیتی ہے۔

جن صفات کو اختیار کرنا لازمی ہے ان میں سے اہم ترین تین صفات کو بیان کرنے کے بعد اب ان صفات کو بیان کیا جارہا ہے جن سے بچنا بہت ضروری ہے ورنہ وہ تجارت اسلامی تعلیمات کے دائرہ کار سے باہر نکل جاتی ہے یعنی ان کا ترک کرنا اشد ضروری ہے۔

① **خیانت کرنا:** اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہمارے آج کے معاشرے میں جو فساد و انحراف پایا جاتا ہے اس کی مختلف علتیں ہیں لیکن جب ہم ان علل و اسباب کو تلاش کرتے ہیں جن کی وجہ سے معنوی افلاس، اخلاقی پستی، روحانی کمزوری جو ہمارے معاشرے میں پیدا ہوئی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس درماندگی اور بدبختی کی سب سے بڑی علت لوگوں کے افکار و عقول پر اور تمام شعبہ ہائے حیات پر "خیانت" کا غالب ہو جانا ہے۔ معاشرے کے اندر خیانت کی عمومیت اور بتدریج معاشرے کی معنویت کو ختم کر دینے والا خطرہ تمام خطروں سے زیادہ ہے۔

خیانت آئینہ رُوح کو تاریک بنا کر افکار انسانی کو گمراہی کے راستہ پر ڈال دیتی ہے۔ عقد مضاربت میں خیانت فریقین میں سے کسی کے لیے بھی قطعاً جائز نہیں اور بطور خاص مضارب یعنی عامل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے اس معاملے میں متنبہ ہونا اشد ضروری ہے۔ کیونکہ خیانت کرنا ایک منافق کی علامت ہے اور ایک مومن بندے میں باقی عیوب تو ہو سکتے ہیں لیکن خیانت نہیں ہو سکتی جیسا کہ حدیث میں آیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عَنِ النَّبِی ﷺ ، قَالَ :الْمَكْرُ وَالْخَدِيعَةُ وَالْخِيَانَةُ فِي النَّارِ [1]

"مکر و فریب، دھوکہ اور خیانت آگ میں لے جانے والے اعمال ہیں۔"

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

لا يجتمع الإيمان و الكفر في قلب امرئ، و لا يجتمع الكذب و الصدق جميعا، ولا تجتمع الخيانة و الأمانة جميعا [2]

"کسی بھی آدمی کے دل میں ایمان اور کفر جمع نہیں ہو سکتے اور نہیں سچ اور جھوٹ اکٹھے ہو سکتے ہیں اور نہ ہی امانت اور خیانت جمع ہو سکتی ہے۔"

(2) دھوکا دینا:

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ مضاربت ہمیشہ اعتماد اور یقین کی بنیاد پر ہی قائم ہوتی تو فریقین میں سے کے لیے یہ لائق نہیں کہ ایک دوسرے کو دھوکہ دیں اور ایسا کرنے سے شریعت مطہرہ نے سختی سے منع فرمایا ہے۔ جس متعلق ہم کچھ احادیث مبارکہ ذکر کریں گے۔

ابو ہریرہ فرماتے ہیں:

نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ - عَنْ بَيعِ الْغَرَرِ [3]

"رسول اللہ ﷺ نے دھوکے کی بیع سے منع فرمایا ہے۔"

---

[1] - المستدرك على الصحيحين للحاكم 8795

[2] - الجامع في الحديث لابن وهب، كتاب الصمت، باب العزلة، حديث:457

[3] - صحيح مسلم ، كتاب البيوع باب بطلان بيع الحصاة، حديث:2862

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسی تجارت جس میں کسی بھی قسم کا دھوکہ، فریب، خیانت اور معصیت کا دخل ہو اس کو بھی آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے افضل ترین کمائی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

عمل الرجل بیده و کل بیع مبرور([1])

"آدمی کا اپنے ہاتھ سے کام اور بیع مبرور (افضل ترین کمائی ہے)۔"

بیع مبرور کی وضاحت کرتے ہوئے عبدالرحمن الجزیری لکھتے ہیں:

والبیع المبرور هوالذی یبر فیه صاحبه فلم یغش ولم یخن ولم یعص الله فیه" ([2])

"اور بیع مبرور ایسی تجارت کو کہتے ہیں جو دھوکہ، خیانت اور اللہ کی معصیت سے پاک ہو۔"

الغرض کسی بھی صورت میں کہیں بھی اور کسی بھی معاملے میں دھوکہ دہی جائز نہیں۔

3 لالچ کرنا:

دنیا کی ہر چیز خصوصاً مال و دولت کو ضرورت سے بہت زیادہ حاصل کرنے کی خواہش رکھنے کو لالچ کہتے ہیں۔ یہ بہت بری خصلت ہے۔ حرص انسان کو بے شمار مصائب میں مبتلا کر دیتی ہے کیونکہ لالچی شخص کسی بھی مقدار پر مطمئن نہیں ہوتا۔ لالچ بے شمار گناہوں کا سرچشمہ ہے ایک ایسا مرض ہے جس میں دن رات اضافہ ہوتا رہتا ہے ہر چیز کو ھڑپ کرنے کی تڑپ رہتی ہے۔ سوائے قبر کی مٹی کے اور کوئی چیز اس آدمی کے پیٹ کو بھر نہیں سکتی۔

عبداللہ بن عباسؓ رضی اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

1 - المستدرك على الصحيحين للحاكم، كتاب البيوع وأما حديث إسماعيل بن جعفر بن أبي كثير، حديث:2101

2 - الفقه على المذاهب الأربعة، عبد الرحمن بن محمد عوض الجزيري، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان، الطبعة: الثانية، 1424 هـ - 2003 م، 2\140

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغَى ثَالِثاً ، وَلاَ يَملأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلاَّ التُّرَابُ ، وَيَتُوبُ اللّٰه عَلَى مَنْ تَابَ (1)

"اگر آدمی کے پاس دو وادیاں بھر سونا ہو جائے تو پھر بھی وہ تیسری وادی کو طلب کرے گا کہ وہ بھی سونے سے بھر جائے، اور ابن آدم کے پیٹ کو قبر کی مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھر سکتی، اور جو شخص اس سے توبہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرمالے گا۔"

انسان طبعاً حریص واقع ہوا ہے اس حرص ولالچ کی کوئی حد نہیں، اس میں اتنا ہی زیادہ اضافہ ہوتا ہے جتنا زیادہ آدمی کے مال ودولت میں اضافہ ہوتا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

يَهْرَمُ ابْنُ آدَمَ وَتَشِبُّ مِنْهُ اثْنَتَانِ: الْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ، وَالْحِرْصُ عَلَى الْعُمُرِ (2)

"آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے مگر اس میں دو چیزیں جوان ہو جاتی ہیں، ایک زندگی کی حرص اور دوسری مال کی حرص۔"

یہی حرص حقیقت میں دنیا کے بیشتر فسادات کی جڑ ہے۔ یہ انسانوں کو حیوان اور دنیا کو دوزخ بنا دیتی ہے۔ دنیا کے معاشی بحرانوں پر قابو پانے کے لیے ضروری ہے کہ بے جا حرص وہوس پر قابو پانے کی تدابیر اختیار کی جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ سرور دو جہاں ﷺ نے معیشت میں اعتدال اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

أيها النَّاسُ، اتَّقُوا اللَّهَ وَأَجْمِلُوا فِي الطَّلَبِ، فَإِنَّ نَفْسًا لَنْ تَمُوتَ حَتَّى تَسْتَوْفِيَ رِزْقَهَا، وَإِنْ أَبْطَأَ عَنْهَا، فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَجْمِلُوا فِي الطَّلَبِ، خُذُوا مَا حَلَّ، وَدَعُوا مَا حَرُمَ.(3)

"اے انسانو! اللہ سے ڈرو اور اپنی خواہشات میں میانہ روی اختیار کرو کیونکہ کوئی جان اس وقت تک نہیں مرتی جب تک اس کا رزق پورا نہیں ہو جاتا اگرچہ اس میں دیر لگے لہٰذا

---

1 - صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب ما يتقى من فتنة المال، حديث:6081

2 - صحيح مسلم ، كتاب الزكاة، باب كراهة الحرص على الدنيا - حديث:1800

3 - ابن ماجه ،كتاب التجارة 2144

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ سے ڈرو اور طلب رزق میں اعتدال اختیار کرو، جو حلال ہے اسے حاصل کرو اور جو حرام ہے اسے چھوڑ دو۔"

حرص کا مقابلہ کرنے کے لیے بہترین ہتھیار جو کسی انسان کو میسر آسکتا ہے وہ قناعت ہے۔ اس سے وہ دنیا میں بھی پر اطمینان زندگی بسر کر سکتا ہے اور آخرت میں بھی فوز و فلاح سے ہمکنار ہو سکتا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ وَرُزِقَ كَفَافًا وَقَنَّعَهُ اللَّهُ"[1]

فلاح پا گیا وہ شخص جو اسلام لایا اور اسے بقدر کفایت رزق دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے قناعت عطا فرمائی۔

(4) خود غرضی:

انسان فطری طور پر خود غرض واقع ہوا ہے وہ چاہتا ہے کہ ہر اچھی اور بہتر چیز اسے کسی نہ کسی طرح سے حاصل ہو جائے اللہ رب العزت نے اس انسانی جبلت کی طرف اشارہ فرمادیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لَا يَسْأَمُ الْإِنسَانُ مِنْ دُعَاءِ الْخَيْرِ[2]

"انسان بھلائی (مال و دولت) مانگتے کبھی نہیں تھکتا۔"

یہ فطرت اگر اپنے اندر ہی رہے تو گوارا ہے۔ لیکن جب یہ اپنی حد سے نکل جائے تو ہر انسان اپنے ہی فائدے کی بات سوچنے لگ جائے گا تو اس معاشرہ میں ایک ایسا بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے جو پورے معاشرے کو تباہی کے گڑھے میں دھکیل دیتا ہے۔ ہمدردی اخوت و بھائی چارگی اور ایثار جیسی صفات جمیلہ کی جگہ جھوٹ بددیانتی، مکر و فریب اور شقاوت قلبی جیسے صفات قبیحہ اور

[1] - ترمذي بَابُ مَا جَاءَ فِي الكَفَافِ وَالصَّبْرِ عَلَيْهِ2348 مسلم بَابٌ فِي الْكَفَافِ وَالْقَنَاعَةِ2473,

[2] - قرآن مجيد، فصلت 49

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رزیلہ جنم لیتی ہیں۔ آج کل ہمارے معاشرے میں بھی خود غرضی اپنے عروج پر پہنچ چکی ہے۔ ہر ایک اپنے معمولی سے مفاد کی خاطر اپنے بھائی کے گلے پر چھری چلانے سے دریغ نہیں کرتا۔ کاروبار میں ہر طرح کی بددیانتی اور بدمعاملگی ہو رہی ہے۔ ہر شخص اپنے مفاد زیادہ سے زیادہ حاصل کرنا چاہتا ہے اس کی بدولت اگر کسی کا حق دبانا ہو تو یہ بھی کر گزرتا ہے۔ جس کی وجہ سے بگاڑ اور فساد جیسے واقعات رونما ہوتے ہیں۔ جس کے متعلق اللہ تعالی فرماتے ہیں۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ [1]

"جنگلوں اور دریاؤں میں لوگوں کے گناہوں کے باعث فساد رونما ہو گیا تاکہ اللہ تعالی ایک کو دوسرے سے سزا دلوادے۔"

گویا جب انسان اپنے ذاتی مفاد کی خاطر دوسرے پر ظلم کرتا ہے تو زمین میں بگاڑ اور فساد واقع ہوتا ہے۔ لھذا فریقین یعنی مالک اور عامل خود غرضی کے فعل قبیح سے اجتناب کریں۔ اور اپنے حق پر ہی اکتفا کریں اور باہمی ہمدردی اور اخوت کے گلستان کو خارستان میں تبدیل نہ کریں۔

(5) کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا:

کسی کے مجبوری سے فائدہ اٹھانا حرام اور ایسی سودا بازی ممنوع ہے ایسا کرنا ظلم ہے جس سے شریعت مطہرہ نے سختی سے منع فرمایا ہے جیسا کہ حدیث مبارک میں وارد ہوا ہے۔

أَلَا لَا تَظْلِمُوا إِنَّهُ لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ إِلَّا بِطِيبِ نَفْسٍ مِنْهُ [2]

---

[1] - قرآن مجید، الروم 41

[2] - معرفة الصحابة لأبي نعيم الأصبهاني - ذكر من روى عن عمه ، عم أبي حرة الرقاشي حديث :6495

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”خبر دار ظلم مت کرو۔ خبر دار کسی شخص کا مال دوسرے کے لیے اس کی رضامندی کے بغیر حلال نہیں۔“

ایک اور حدیث میں ہے سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ[1]

”کسی کو نہ ابتداء نقصان پہنچایا جائے اور نہ بدلے میں۔“

عقد مضاربت میں ان سب چیزوں کا اہتمام رکھنا بہت زیادہ ضروری ہے یعنی صفات حمیدہ کو اپنانا اور اخلاق رزیلہ سے اجتناب کرنا لازم امر ہے۔

OOO

[1] - سنن ابن ماجہ کتاب الاحکام2341

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب سوم

مضاربت

تعریفات، اقسام واحکام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❁ مضاربت کی لغوی و اصطلاحی تعریف

❁ مترادف اصطلاحات

❁ مشروعیت مضاربت شرعی دلائل کی روشنی میں

❁ ارکان مضاربت

❁ مضاربت کی شروط

❁ معاہدہ کرنے والوں کے متعلق شروط

❁ غیر مسلم کے ساتھ مضاربت

❁ راس المال (مال مضاربت) کی شروط

❁ منافع کے متعلق شروط

❁ کام کے متعلق شروط

❁ مضارب کا دائرہ کار

❁ اقسام مضاربت

❁ مضارب کے حقوق

❁ مالک اور عامل کے مابین اختلاف کی صورتیں

❁ مضاربت کا فسخ ہونا یا مضاربت کو فسخ کرنا

❁ تصرفات مضارب

❁ عقد مضاربت میں فریقین کا متعدد ہونا

❁ عقد مضاربت میں عورت کی شراکت

❁ مضاربت فاسدہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضاربت کی لغوی واصطلاحی تعریف

لغوی تعریف:

عقد مضاربت اہل لغت کے ہاں متعدد معانی میں رائج الاستعمال ہے جس میں سے اہم ترین استعمالات درج ذیل ہیں۔

لفظ مضاربت بروزن مفاعلہ جو کہ ضرب سے ماخوذ ہے، جس کے کئی معانی ایک معانی ہیں مثلاً:

1. السير فى الأرض للسفر مطلقًا كقوله تعالى: وإذا ضربتم في الأرض فليس عليكم جناح أن تقصروا من الصلاة ([1])

"اور جب تم لوگ سفر کے لیے نکلو تو کوئی مضائقہ نہیں اگر نماز میں اختصار کر دو۔"

اس آیت میں معنی "سفر کی غرض سے زمین میں چلنے پھرنے" کے ہیں

2. السير فى الأرض بغرض التجارة وابتغاء الرزق یعنی بغرض تجارت اور حصول معاش ورزق کے لئے زمین میں گھومنا پھرنا، جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

وآخرون يضربون في الأرض يبتغون من فضل الله ([2])

"کچھ دوسرے لوگ اللہ کے فضل کی تلاش میں سفر کرتے ہیں۔"

3. ومن معانى الضرب أيضًا الوصف والتبيين یعنی بیان اور وضاحت کرنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: ضرب اللہ مثلا..." أي وَصَف وبَيَن۔ "اللہ نے مثال بیان کی یعنی وصف بیان کیا یا واضح کرنا۔"

---

[1] - قرآن مجید، النساء : 101

[2] - قرآن مجید، المزمل 20

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4 کا یأتی الضرب بمعنی الکسب والطلب یعنی کمانے اور تلاش کرنے کا معنی بھی ہے جیسا کہ عرب کا مقولہ ہے:فلان یضرب المجد أی یکسبه ویطلبه

5 لینا جیسا کہ کہا جاتا ہے ضرب فی الامر بسهم "اس نے معاملے میں حصہ لیا۔"[1]

لیکن بیان کردہ مذکورہ بالا معانی میں سے مفہوم کے اعتبار سے قریب معنی "سفر کی غرض سے زمین میں چلنے پھرنے" کے ہیں کیونکہ کاروبار اور تجارت میں بالعموم سفر کرنا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ [2] "اور جب تم زمین پر سفر کرو۔"

ایک اور مقام پر ارشاد باری ہے: وَآخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ[3] "بعض اللہ کے فضل یعنی معاش کی تلاش میں زمین میں سفر کریں گے۔"

یہی تعریف صاحب البنایہ شرح الھدایہ نے بھی کی ہے۔

لفظ ضرب کے قرآنی استعمالات مختلف مفسرین نے بیان کیے ہیں جن کو اختصار کے ساتھ رقم کیا جا رہا ہے جس سے اندازہ ہو سکے گا کہ یہ لفظ ممکنہ کتنے مفاہیم میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

ابن العماد: سیر کرنا، دونوں ہاتھوں سے ایک دوسرے کو مارنا، وصف بیان کرنا، ذکر کرنا، بیان کرنا۔[4]

دامغانی: سیر کرنا دونوں ہاتھوں سے مارنا، وصف بیان کرنا، بیان کرنا۔[5]

---

1 - القاموس المحیط، 841/1)، (لسان العرب، 543/1)، (مختار الصحاح، 159،221/1)، المعجم الوسیط، 537/1)، تاج العروس، 19/19)، تهذیب اللغة، 268/8

2 - قرآن مجید، النساء: 101

3 - قرآن مجید، المزمل 20

4 - کشف السرائر، ابن العماد، موسسة شباب الجامعة، الاسکندریه، ص :222

5 - قاموس القرآن اصلاح الوجوه والنظائر فی القرآن، حسین بن محمد الدامغانی، دار العلم للملایین، بیروت، ص 288

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہارون بن موسیٰ: سیر کرنا، دونوں ہاتھوں سے مارنا، وصف بیان کرنا، ذکر کرنا، بیان کرنا[1]

ابن الجوزی: سیر کرنا، ہاتھ سے یا کسی چیز جو ہاتھ میں ہو اس کے ذریعے مارنا، وصف بیان کرنا[2]

اسماعیل بن احمد: صفت بیان کرنا، بنانا، سیر کرنا، مارنا، اسلحے سے مارنا، بیان کرنا یا واضح کرنا، کلہاڑی سے مارنا، اعراض[3]

اگر ان تمام قرآنی معانی کو اگر جمع کیا جائے تو اختصار کے ساتھ یوں کہا جا سکتا ہے: مارنا، وصف بیان کرنا، واضح کرنا، سیر کرنا۔ گو کہ لغت میں اس کے استعمالات بہت زیادہ ہیں جن میں سے معروف کا ذکر کیا گیا ہے

اصلاحی تعریف:

مضاربت کے متعلق فقہاء کی تعریفات ہیں جو کہ کچھ چیزوں میں اتفاق اور بعض میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

❁ احناف:

جبکہ احناف نے اس کی تعریف اس طرح کی ہے جس کو معروف حنفی فقیہہ ابن عابدین رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے:

عقد على الشركة فى الربح بمال من جانب رب المال وعمل من جانب المضارب[4]

---

1 - الوجوه والنظائر في القرآن، هارون بن موسي، بتحقيق الدكتور حاتم صالح الضامن، وزارة الثقافة والإعلام، بغداد، 1409ھ ص 240

2 - نزهة الأعين النواظر في علم الوجوه والنظائر في القرآن الكريم عبدالرحمن بن علي أبو الفرج جمال الدين ابن الجوزي، بدراسةوتحقيق محمدعبدالكريم كاظم الراضي،مؤسسة الرسالة، بيروت، 1404ھ ص 401

3 - وجوه القرآن الكريم، اسماعيل بن احمد الحيرى، دار السقا ، دمشق، 1996م، ص 208

4 - رد المحتار على الدر المختار، ابن عابدين، محمد أمين بن عمر عابدين الحنفي ، دار الفكر، بيروت. الطبعة: الثانية، 1412ھ - 1992م، 5/645

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"دو شریکوں کا منافع پر یہ معاملہ طے کرنا کہ ایک کی جانب سے مال اور دوسرے کی جانب سے محنت ہو۔"

اس تعریف سے جو عناصر اخذ کیے جاسکتے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

(1) عقد (2) نفع (3) راس المال

(4) رب المال (5) مضارب

❁ مالکی:

مشہور مالکی فقیہ ابن الحاجب اس کی تعریف یوں کرتے ہیں:

الْقِرَاضُ إِجَارَةٌ على التَّجْرِ فِي الْمَالِ بِجُزْءٍ مِنْ رِبْحِهِ.(1)

"مقرر نفع کے عوض مال میں بطریقہ تجارت محنت مزدوری کرنا۔"

اس تعریف سے ماخوذ عناصر درج ذیل ہیں:

(1) رب المال (2) مضارب (3) محنت

(4) نفع (5) عقد

❁ شافعی

جبکہ شوافع میں سے امام نووی رحمہ اللہ نے مضاربت کی یوں تعریف بیان کی ہے:

الْقِرَاضُ وَالْمُقَارَضَةُ وَالْمُضَارَبَةُ بِمَعْنًى، وَهُوَ أَنْ يدْفَعَ مَالًا إِلَى شَخْصٍ لِيَتَّجِرَ فِيهِ، وَالرِّبْحُ بَيْنَهُمَا (2)

1 - حاشية الدسوقي على الشرح الكبير، محمد بن أحمد بن عرفة الدسوقي المالكي، دار الفكر، بيروت، 517/3

2 - روضة الطالبين وعمدة المفتين، أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي، المكتب الإسلامي، بيروت، دمشق- عمان، الطبعة: الثالثة، 1412هـ / 1991م\، كتاب القراض، 117/5

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"قراض، مقارضہ اور مضاربت کا مطلب ہے کہ ایک صاحب دوسرے کو مال دے تاکہ وہ اس میں تجارت کرے اور منافعہ ان کے مابین ہوگا۔"

شوافع کی تعریف سے اخذ کردہ عناصر درج ذیل ہیں:

(1) رب المال (2) مضارب (3) محنت (4) منافع

مذکورہ بالا تعریفات فقہاء کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ عمل مضاربت میں ایک طرف سے سرمایہ اور دوسری طرف سے محنت ہوتی ہے اور حاصل شدہ نفع کو حسب اتفاق یعنی نصف یا ثلث وغیرہ پر تقسیم کرنا اور اگر نفع نہ ہو تو مال سارا رب المال کو ملے گا اور نقصان کی صورت میں یہ نقصان رب المال کے حصے میں آئے گا، مضارب سے کچھ نہیں لیا جائے گا کیونکہ اس کی محنت ساری ضائع ہو گئی۔ اس عقد میں جو مال دینے والا ہے اس کو صاحب المال، رب المال، مالک، عاقد، اور مقارض اور سرمایہ دار کہتے ہیں اور دوسری جانب کام کرنے والے کو صاحب العمل، رب العمل، امین، عامل، عاقد اور مضارب کہتے ہیں۔ اہل عراق کے ہاں یہ معاملہ مضاربت کے نام سے موسوم ہے جبکہ اہل حجاز اس کو قرض یا مقارضہ کہتے ہیں، جس کی وضاحت زمخشری نے بھی کی ہے۔

❀ حنابلہ:

حنابلہ نے مضاربت کی یوں تعریف کی ہے: دفع مالِه إلى آخر يتجر فيه والربح بينهما[1]

ایک آدمی اپنا مال دوسرے کو دے تاکہ وہ اس میں تجارت کرے اور منافعہ ان کے مابین ہو اس تعریف سے جو عناصر سامنے آتے ہیں وہ درج ذیل ہیں

(1) رب المال (2) مضارب (3) محنت (تجارت) (4) تقسیم نفع

[1] - الكافي في فقه الإمام أحمد، أبو محمد موفق الدين عبد الله بن أحمد بن قدامة، الشهير بابن قدامة المقدسي، دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى، 1414 هـ - 1994 م، باب المضاربه ، 2/151

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبکہ ابن قدامہ حنبلی رحمہ اللہ "المغنی" میں اس کی تعریف یوں کرتے ہیں:

معناها أن يدفع رجل ماله إلى آخر ليتجر له فيه على أن ما حصل من الربح بينهما حسب ما يشترطانه ([1])

"ایک آدمی اپنا مال کسی دوسرے شخص کو دے اور وہ اس میں تجارت وکاروبار کرے حاصل شدہ منافع طے شدہ شروط کے مطابق ان دونوں میں تقسیم ہو۔"

ابن قدامہ رحمہ اللہ کی تعریف سے ماخوذ عناصر کو اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے:

1. رب المال
2. مضارب
3. محنت (تجارت)
4. تقسیم نفع
5. عقد

تعریف مختار:

مذکورہ بالا تعریفات کی روشنی میں اگر جامع تعریف بیان کی جائے جس میں تمام عناصر شامل ہوں جائیں تو اس طرح بیان کی جاسکتی ہے:

المضاربة عقد يتضمن دفع ثمن خاص ومافى معناه معلوم قدره و نوعه و صفته من رب المال الى مضارب يتجر فيه بجزء مشاع معلوم من ربحه له

"مضاربت ایک ایسا معاہدہ ہے جس میں رب المال اپنا مال واضح کیفیت اور معین مقدار مضارب کو بغرض تجارت دیتا ہے تاکہ نفع حاصل کیا جاسکے۔"

اور اس کے عناصر درج ذیل ہیں:

1. رب المال
2. مضارب
3. عقد
4. محنت
5. نفع

[1] - المغني في فقه الإمام أحمد بن حنبل، عبد الله بن أحمد بن قدامة المقدسي أبو محمد، دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى، 1405ھ، 5/19

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مترادف اصطلاحات

کتب فقہ میں اصطلاح مضاربت کے علاوہ کچھ اور بھی الفاظ استعمال ہوئے ہیں جن کے ساتھ معنوی مشابہت پائی جاتی ہے جن کو ہم یہاں ذکر کررہے ہیں:

الابضاع:

لغت کی رو سے ابضاع کا مطلب" ابضع "کا مصدر ہے، کہا جاتا ہے،"ابضع الشيء"بضاعت بنانا اور بضاعت مال تجارت کو کہتے ہیں، بضاعت متاع و سامان کو کہا جاتا ہے جیسا کہ فرمان الہی ہے کہ:هذه بضاعتنا ردت إلينا ۔۔۔اور کہا جاتا ہے"ابضعته غيري "دوسرے کے لئے سرمایہ فراہم کرنا اور استبضعت،اپنے لئے سرمایہ فراہم کرنا۔
خلاصہ کلام: جس کا معنی سامان تجارت یعنی جس سامان کی تجارت کی جائے،

اصطلاحی تعریف:

مال ایسے شخص کو دینا جو بلا عوض اس میں تجارت کرے۔ ([1])

مضاربت اور ابضاع میں میں مشترک چیز یہ ہے کہ ہر ایک میں مال اس کے مالک سے لینا ہے تاکہ لینے والا اس میں تجارت کرے، لیکن مضاربت میں مال لینے والے کو نفع میں ایک حصہ ہوتا ہے جس پر دونوں کا اتفاق ہو اور وہ تجارت کے نفع میں شریک ہوتا ہے، جبکہ ابضاع میں مال لینے والے کے لئے نفع میں سے کچھ نہیں ہوتا، وہ رضاکارانہ طور پر کام کرتا ہے، سارا نفع، مال کے مالک کا ہوتا ہے۔

---

[1] - الموسوعه الفقهيه الكويتيه، 1/172

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ کلام:

مضاربت اور ابضاع میں قدر مشترک چیز یہ ہے کہ "صاحب مال کا سرمایہ لیکر اس میں تجارت کرنا" جبکہ مضاربت میں مضارب کو حاصل شدہ نفع کا متفقہ حصہ ملے گا اور ابعاض میں مضارب کو نفع سے کچھ نہیں ملے گا کیوں کہ یہ کام اس نے بلا قیمت کیا ہے، سارا نفع صاحب مال کو ہی ملے گا۔

القرض:

لغت کی رو سے اپنا مال کسی دوسرے کو دینا تا کہ بعد میں اس کا تقاضا کریں۔"قرض "دراصل "اقراض" کا اسم ہے، کہا جاتا ہے "اقرضته المال اقراضا " یعنی میں نے اسے مال بطور قرض دیا۔اور "استقرض "اس نے قرض طلب کیا،"اقترض "اس نے قرض لیا۔

اصطلاحی معنی: نرمی اور مہربانی کرتے ہوئے مال اس کو دینا جو اس سے فائدہ حاصل کرے اور بدل واپس لوٹا دے(1)

اس تعریف سے معلوم ہوتا ہے کہ مضاربت اور قرض میں ایک قدر مشترک ہے اور وہ یہ کہ مال کسی دوسرے آدمی کو دینا چنانچہ یہ مال قرض میں بطور ضمانت اور مضاربت میں بطور امانت ہو گا۔

شرکت:

لغت کی رو سے شرکت کے لغت میں درج ذیل معنی بیان کیے جاتے ہیں:

---

[1] - الموسوعه الفقهيه الكويتيه، 36/38

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دو یا زیادہ افراد کے درمیان کسی مشترک کام کی انجام دہی کے لئے عقد کرنا ہے کیونکہ شرکت دراصل "شرک" فعل کا مصدر ہے، کہا جاتا ہے: شرکته فی الامر ، اشرکه شرکا شرکة " (کسی کا شریک یا حصہ دار بننا) اور اسم "شرک" ہے۔

اصطلاحی تعریف: شربینی نے اس کی یہ تعریف کی ہے:

ثُبُوتُ الْحَقِّ فِي شَيْءٍ لِاثْنَيْنِ فَأَكْثَرَ عَلَى جِهَةِ الشُّيُوعِ (1)

ایک چیز میں دو یا زیادہ افراد کے لئے بطریق تشہیر حق کا ثابت ہونا ہے۔ یہ معلوم ہونا چاہیے کہ شرکت، مضاربت سے عام ہے۔

OOO

1 - مغني المحتاج إلى معرفة معاني ألفاظ المنهاج، شمس الدين، محمد بن أحمد الخطيب الشربيني الشافعي ، دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى، 1415ھ - 1994م\2\211

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشروعیت مضاربت شرعی دلائل کی روشنی میں

مضاربت کی مشروعیت کو ہم شرعی مصادر کی روشنی میں بیان کریں گے جس کی ترتیب حسب ذیل ہوگی:

①قرآن مجید ②حدیث ③آثار ④اجماع ⑤قیاس

چونکہ مضاربت کا ثبوت مذکورہ بالا تمام مصادر سے ہوتا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے

① قرآن مجید:

قرآن مجید میں آیات وارد ہوئی ہیں جو مشروعیت مضاربت پر دلالت کرتی ہیں

❶ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ [1]

"اپنے رب کا فضل تلاش کرنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔"

اس آیت پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ مسلمانوں کی ایک جماعت کے متعلق نازل ہوئی جو موسم حج میں تجارت کو گناہ گردانتے تھے گو کہ یہ آیت ایک مخصوص پس منظر میں نازل ہوئی لیکن اس میں موجود رہنمائی قیامت تک کے لیے ہے جیسا معروف قاعدہ ہے (العبرة بعموم اللفظ ولا بخصوص السبب) کہ ہمیشہ لفظ کے عموم کا اعتبار کیا جاتا ہے نہ کہ اسے کسی خاص سبب یا واقعہ کے ساتھ ہی سمجھا جائے۔

❷ عَلِمَ أَنْ سَيَكُونُ مِنْكُمْ مَرْضَى وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ [2]

---

[1] - قرآن مجید، البقرۃ، 198

[2] - قرآن مجید، المزمل:30

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اسے معلوم ہے کہ تم میں کچھ مریض ہونگے، کچھ دوسرے لوگ اللہ کے فضل کی تلاش میں سفر کرتے ہیں۔"

3 فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ [1]

"پھر جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتے رہو، تا کہ تمہیں فلاح نصیب ہو جائے۔"

وجہ استدلال: یہ جملہ آیات اللہ کے فضل کو تلاش کرنے کا حکم اور ترغیب دیتی ہیں، اور مضارب شخص اپنی کوشش سے اللہ کے فضل کو تلاش کرتا ہے، جیسا کہ وہ اپنے کام، محنت اور تجارت سے رزق تلاش کرتا ہے اجمالی طور پر بطور عموم نص کے یہ آیات مشروعیت مضاربت پر دلالت کرتی ہیں

2 سنت مبارکہ:

احادیث مبارکہ بھی مشروعیت مضاربت وارد ہوئی ہے جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں۔

1 عن صُهَيب قال: قال رسول اللهِ : ثَلَاثٌ فِيهِنَّ الْبَرَكَةُ الْبَيعُ إلى أَجَلٍ وَالْمُقَارَضَةُ وَأَخْلَاطُ الْبُرِّ بِالشَّعِيرِ لِلْبَيتِ لَا لِلْبَيعِ [2]

"صہیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین چیزوں میں برکت رکھی گئی ہے تجارت، مضاربت اور گندم کو جو کے ساتھ ملانا بغرض تجارت نہیں بلکہ اپنے اہل خانہ کے لیے۔"

---

[1] - قرآن مجید، الجمعة: 10

[2] - رواه ابن ماجه، كِتَاب التِجَارَاتِ، بَاب الشَّرِكَةِ وَالْمُضَارَبَةِ. 2289 ، (موضوع) قال الزيلعي في نصب الراية (475/3): "ويوجد في بعض نسخ ابن ماجة المفاوضة عوض المقارضة" قال الألباني في السلسلة الضعيفة و الموضوعةمنكر (118/S)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2 مَنْ عَالَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ فَهُوَ أَسِيرٌ فَأَعِينُوهُ يا عِبَادَ اللهِ ضَارِبُوهُ دَايِنُوهُ[1]

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے تین لڑکیوں کی پرورش کی وہ مثل قیدی کے ہے لہٰذا اے اللہ کے بندو! اس کی اعانت کرو، اسکے ساتھ مضاربت کرو اسے قرض دو۔"

3 عن ابن عباس ما قال: "كان العباس بن عبد المطلب إذا دفع مالا مضاربة اشترط على صاحبه أنْ لا يسلك به بحرا ولا ينزل به واديا ولا يشترى به ذات كبد رطبة فإن فعل فهو ضامن. فرفع شرطه إلى رسول الله فأجازه[2]

"ابن عباس رضی اللہ عنہ جب کسی کو وہ مضاربت پر مال دیتے تو یہ شرط لگاتے کہ وہ یہ مال سمندر میں نہیں لے جاسکتا اور کسی وادی میں بھی نہیں لے جائے گا اور نہ اس سے جانور خرید گا۔ اگر اس نے ایسا کیا تو نقصان کا ضامن وہ خود ہو گا۔ ان کی شرط رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کی گئی تو آپ نے اس کی اجازت دے دی۔"

4 أنه ضارب لخديجة رضى الله تعالى عنها بمالها إلى الشام، وأنفذت معه عبدها ميسرة قبل أن يتزوجها بنحو شهرين وسنة إذ ذاك نحو خمس وعشرين سنة[3]

---

1 - معرفة الصحابة لأبي نعيم الأصبهاني، باب الميم، أبو المحبر، حديث:6393

2 - البيهقي في الكبرى، 11391)، كتاب القراض،باب المضارب يخالف بما فيه زيادة لصاحبه ومن تجر في مال غيره بغير أمره، والطبراني في الأوسط، 771)، والدار قطني في سننه، 3126). وقال الدار قطني: "أبو الجارود ضعيف"، وقال الطبراني: "لا يروى هذا الحديث عن ابن عباس إلا بهذا الإسناد. تفرد به: محمد بن عقبة"، وقال في مجمع الزوائد، 125/2)، عن أبي الجارود: "وهو متروك كذاب". وينظر: التلخيص الحبير، 58/3)

3 - إعانة الطالبين، 99/3)، غاية البيان شرح زبد ابن رسلان ص220، فتح الوهاب، 411/1)، كفاية الأخيار ص287، الحاوي الكبير، 305/7)، شرح المنهج، 512/3) (حاشية البجيرمي، 145/3)، حاشية الجمل على شرح المنهج، 512/3)احتجَّ به الماوردي، إقناع للشربيني ، 341/2)، مغني المحتاج، 309/2) الرملي في الحاشية ، 380/2)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"آپ ﷺ سیدہ خدیجہ کا مال مضاربت کے طور پر شام لیکر گئے تھے، اور آپ کے ساتھ سیدہ خدیجہ کا غلام میسرہ بھی تھا، یہ معاملہ شادی سے کم وبیش ایک سال پہلے ہوا تھا، جب آپ کی عمر مبارک پچیس سال تھی۔"

جواز مضاربت پر اس سے ماوردی غیرہ نے استدلال کیا ہے۔

امام کاسانی حنفی اس حدیث سے استدال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

5 وَكَذَا بُعِثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالنَّاسُ يَتَعَاقَدُونَ الْمُضَارَبَةَ فَلَمْ يُنْكِرْ عَلَيْهِمْ وَذَلِكَ تَقْرِيرٌ لَهُمْ عَلَى ذَلِكَ؛ وَالتَّقْرِيرُ أَحَدُ وُجُوهِ السُّنَّةِ. ([1])

"اسی طرح آپ جب مبعوث ہوئے تو لوگ مضاربت کا معاملہ کرتے تھے آپ نے ان پر کوئی نکیر نہیں فرمائی۔ یہ حدیث تقریر سے ثابت ہے۔"

3 آثار صحابہ:

آثار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی جواز مضاربت پر دلالت کرتے ہیں، جن میں سے ہم کچھ کو یہاں ذکر کرتے ہیں۔

1 ما رواه عروة بن الزبير عن حكيم بن حزام: أنه كان يدفع المال مقارضة إلى الرجل، ويشترط عليه أن لا يمر به بطن واد ولا يبتاع به حيواناً ولا يحمله في بحر، فإنْ فعل شيئا من ذلك فقد ضمن ذلك المال، قال: فإذا تعدى أمره ضمنه من فعل ذلك([2])

---

[1] - بدائع الصنائع، 79/6

[2] - البيهقي في السنن الكبرى، كتاب القراض، باب المضارب يخالف بما فيه زيادة لصاحبه ومن تجر في مال غيره بغير أمره ، حديث : 11390، والدارقطني ، كتاب البيوع، حديث : 242)قال الحافظ في التلخيص (58/3) :"بسندٍ قوِي"، وينظر : الدراية في تخريج أحاديث الهداية (181/2)، البدر المنير 27/7)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بھی جب کسی مال مضاربت پر دیتے تو یہ شرط لگاتے کہ وہ یہ مال کسی وادی میں نہیں لے جائے گا اور نہ اس سے کوئی جانور خریدے گا اور نہ سمندر میں لے جائے گا۔ اگر کسی نے ایسا کیا تو نقصان کا ضامن وہ خود ہو گا۔"

2 عَنِ عُثْمَانَ بِنِ عَفَّانَ أَعْطَاهُ مَالاً قِرَاضًا يعْمَلُ فيه على أنَّ الرِّبْحَ بَيْنَهُمَا([1])

"سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی مال مضاربت کی بنیاد پر مال دیتے تھا۔"

3 عن ابن مسعود: أنه أعطى زيد بن خليدة مالاً مقارضة([2]).

"اسی طرح سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے زید بن خلیدہ کو مضاربت کی بنیاد پر مال دیا تھا۔"

4 عن أسلم قال: خرج عبد الله وعبيد الله ابنا عمر بن الخطاب في جيش إلى العراق ، فلما قفلا مرّا على أبي موسى الأشعري فرحب بهما وسهّل وهو أمير البصرة فقال : لو أقدر لكما على أمر أنفعكما به لفعلتُ، ثم قال: بلى ههنا مال من مال الله أريد أن أبعث به إلى أمير المؤمنين فأسلفكماه فتبتاعان به متاعاً من متاع العراق ثم تبيعانه بالمدينة فتؤديان رأس المال إلى أمير المؤمنين ويكون لكما الربح، فقالا : وددنا، ففعلا فكتب إلى عمرَ أن يأخذ منهما المال، فلما قدما باعا وربحا، فلما دفعا ذلك إلى عمر، قال: أكُلّ الجيش أسلفه كما أسلفكما؟، قالا: لا، قال عمر: ابنا أمير المؤمنين فأسلفكما؟، أديا المال وربحه. فأما عبد الله فسلمه، وأما عبيدالله فقال: ما ينبغي لك يا أمير المؤمنين هذا، لو هلك المال أو نقص لضمناه. قال: أدياه، فسكت عبد الله، وراجعه عبيد الله، فقال رجل من جلساء عمر بن الخطاب: يا أمير المؤمنين: لو

---

[1] -البيهقي الكبرى،كتاب القراض، باب المضارب يخالف بما فيه زيادة لصاحبه ومن تجر في مال غيره بغير أمره، حديث : 11386 ، مالك في الموطأ ، كتاب القراض، باب ما يجوز في القراض، حديث : 1373، و التلخيص الحبير، 58/3)، البدر المنير، 25/7)، مختصر إرواء الغليل (1/289/1472) وقال عنه الألباني: "صحيح

[2] - معرفة السنن والآثار (499/4)، الدراية في تخريج أحاديث الهداية (181/2)، البدر المنير (26/7

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جعلته قراضا، فقال: قد جعلته قراضاً، فأخذ عمر المال ونصف ربحه وأخذ عبد الله وعبيد الله نصف ربح المال(1)

"عمر رضی اللہ عنہ کے دونوں صاحبزادے عبد اللہ اور عبید اللہ ایک لشکر میں عراق کی جانب گئے۔ واپسی میں ابو موسیٰ اشعری کے پاس گئے تو انہوں نے ان دونوں کی مہمان نوازی کے بعد کچھ مال ان کے حوالے کیا اور فرمایا کہ عراق جا کر اس مال سے کچھ سامان اور چیزیں خرید لینا اور اس کے بعد مدینہ جا کر فروخت کر دینا اور اصل مال امیر المومنین کے حوالہ کر دینا۔ منافع تم رکھ لینا۔ چنانچہ جب وہ مدینہ پہنچے تو انہوں نے سامان فروخت کرنے کے بعد منافع اپنے پاس رکھ لیے اور راس المال عمر رضی اللہ عنہ کے حوالہ کرنا چاہا عمر رضی اللہ عنہ کو اس تمام معاملہ کی خبر ہوئی تو انہوں نے ان دونوں سے دریافت کیا کہ تمام لشکر کو تمہاری طرح مال دیا گیا تھا تو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں یا امیر المومنین۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم امیر المومنین کے بیٹے تھے اس لیے تمہیں مال دیا گیا۔ آپ نے تمام مال اور اس کے منافع ادا کرنے کا حکم دیا۔ تو عبد اللہ نے تو تعمیل کی لیکن عبید اللہ نے عرض کیا امیر المومنین ایسا کرنا آپ کے لیے مناسب نہیں ہے۔ اگر مال ہلاک ہو جاتا یا اس میں کوئی نقص پڑ جاتا تو ہم اس کے ضامن تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے دوبارہ اپنی بات دہرائی تو عبد اللہ خاموش ہی رہے لیکن عبید اللہ اپنا موقف دہراتے رہے۔ عمر رضی اللہ عنہ کے ایک شریک مجلس نے کہا کہ آپ اسے مضاربت اور قراض کی صورت کیوں نہیں دے لیتے۔ تو آپ نے اس پر آمادگی ظاہر کی جس کے نتیجہ میں عمر رضی اللہ عنہ نے اصل سرمایہ کے علاوہ آدھا نفع وصول کرنے کے بعد بقیہ نفع عبد اللہ وعبید اللہ کے حوالے کر دیا۔"

اس میں مشروعیت مضاربت پر دلیل موجود ہے، یہ عمر رضی اللہ عنہ کا عمل تھا اور ان کے اس پر کسی نے بھی انکار نہیں کیا۔

---

1 - البيهقي في الكبرى (11385/110/6)،كتاب القراض، الصغرى (2123/397/5)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک جماعت سے مروی ہے جس میں عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے وغیرہ بھی شامل ہیں جن کا تفصیلی ذکر درج ذیل کتب میں مل سکتا ہے۔([1])

5 قَالَ كَانَ لَنَا مَالٌ فِي يدِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَكَانَتْ تَدْفَعُهُ مُضَارَبَةً فَبَارَكَ اللَّهُ لَنَا فِيهِ لِسَعْيِهَا ([2])

"ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے پاس لوگوں کو جمع شدہ سرمایہ مضاربت کے طور پر کاروبار کیلئے دیا کرتی تھیں۔پس اللہ نے آپ کی کوششوں کی وجہ سے اس میں برکت دی۔"

6 وَكَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يدْفَعُ مَالَ الْيتِيمِ مُضَارَبَةً([3])

"آپ یتیموں کا مال مضاربت کے اصول پر کاروبار کے لئے دیتے تھے۔"

4 اجماع امت:

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مضاربت کا معاملہ کیا کرتے تھے اس میں کسی سے کوئی اختلاف یا انکار ثابت نہیں ہے۔ان کا عمل ہی مضاربت کی مشروعیت پر دلالت کرتا ہے جس سے اجماع ثابت ہوتا ہے۔امام شوکانی رحمہ اللہ مضاربت کے متعلق صحابہ کرام کے آثار نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

فَهٰذِهِ الْآثَارُ تَدُلُّ على أَنَّ الْمُضَارَبَةَ كان الصَّحَابَةُ يتَعَامَلُونَ بها من غيرِ نكيرٍ، فَكَانَ ذلك إِجْمَاعًا منهم على الْجَوَازِ"([4])

---

[1] - مصنف ابن أبي شيبة (21369-21368)، معرفة السنن والآثار (498/4)، الدراية في تخريج أحاديث الهداية (181/2)، التلخيص الحبير (57/3)، البدر المنير (21/7)، نصب الراية (114/4)، وابنه(سنن الدارقطني (111/2)، كتاب الزكاة، باب استقراض الوصي من مال اليتيم،

[2] - المبسوط، محمد بن أحمد السرخسي ، 22ر18

[3] - المبسوط، ، 22ر18

[4] - نيل الأوطار،شوکانی، 394/5

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”چنانچہ یہ اس امر پر دال ہے کہ بغیر کسی انکار اور مخالفت کے صحابہ مضاربت کا معاملہ کرتے تھے، جو مضاربت کے جائز ہونے پر اجماع ہے۔“

5 قیاس:

کچھ فقہاء کہتے ہیں کہ اگرچہ مضاربت مشروع اور جائز ہے لیکن خلاف قیاس ہے، یہ فقط ایک رخصت ہے، قیاس کی رو سے یہ جائز نہیں ہے۔ کیونکہ قیاس مجہول ونامعلوم کرایہ ومزدوری کے ناجائز ہونے کا تقاضا کرتا ہے، لیکن سابقہ قرآن وسنت کے دلائل کی بنیاد پر اس قیاس کو ترک کر دیا گیا۔ جیسا کہ کئی کتب فقہ میں یہ وارد ہوا ہے۔

فَالْقِيَاسُ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ؛ لِأَنَّهُ اسْتِئْجَارٌ بِأَجْرٍ مَجْهُولٍ بَلْ بِأَجْرٍ مَعْدُومٍ، وَلِعَمَلٍ مَجْهُولٍ، لَكِنَّا تَرَكْنَا الْقِيَاسَ بِالْكِتَابِ الْعَزِيزِ وَالسُّنَّةِ وَالْإِجْمَاعِ.[1]

”قیاس کی رو سے یہ جائز نہیں ہے، کیونکہ اس میں کرایہ اور مزدوری مجہول اور نامعلوم ہے۔ لیکن ہم نے کتاب وسنت اور اجماع کی وجہ سے قیاس کو چھوڑ دیا ہے۔“

وذهب بعض الفقهاء ومنهم شيخ الإسلام ابن تيمية وابن القيم إلى أنَّ المضاربة قد شُرعت على مقتضى القياس خلافاً للجمهور[2]

”لیکن اس کے برعکس دیگر فقہاء جن میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ابن قیم رحمہ اللہ وغیرہ شامل ہیں ان کا اختیار یہ ہے کہ مضاربت خلاف قیاس نہیں ہے۔“

سابقہ دلائل کی روشنی میں یہ موقف ہی درست معلوم ہوتا ہے کہ مضاربت خلاف قیاس نہیں ہے کیونکہ مضاربت شراکت کی اقسام میں سے ہے کہ مضارب وعامل نفع ونقصان دونوں میں مشترک ہوتا ہے، جیسا کہ یہ معلوم ہے کہ مضاربت میں مطلوب مال ہے، نا کہ

---

1 - بدائع الصنائع (99/6)، بداية المجتهد (178/2)، مغني المحتاج (309/2)، فتح الوهاب (413/1)

2 - حاشية عميرة (52/3)، مغني المحتاج (309/2)، مجموع الفتاوى (504/20)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عامل کا عمل، اس اعتبار سے مضاربت اجارا داری سے مختلف ہے۔ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ کچھ فقہاء حنابلہ ([1])اور احناف نے اس کو شراکت کی اقسام میں شمار کیا ہے جیسا کہ بدائع الصنائع میں ہے کہ:

أَنَّ الْمُضَارَبَةَ عَقْدُ شَرِكَةٍ فِی الرِّبْحِ ([2])

"نفع تجارت میں معاہدہ شرکت کو مضاربت کہتے ہیں۔"

امام سرخسی حنفی فرماتے ہیں:

وجواز عقد الشركة بين اثنين بالمال دليل على جواز هذا العقد؛ لأن من جانب كل واحد منهما هناك ما يحصل به الربح، فينعقد بينهما شركة فی الربح، ولهذا لا يشترط التوقيت فی هذا العقد، ولكل واحد منهما أن ينفرد بفسخه؛ لأنَّ انعقاده بطريق الشركة دون الإجارة ([3])

"دو آدمیوں کے مابین شراکت کے معاملہ کا جائز ہونا ہی اس عقد کے جائز ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ حاصل ہونے والے منافع میں دونوں ہی شریک ہیں ، اس لحاظ سے وہ دونوں نفع میں شریک ہوگئے۔ اس بناء پر اس عقد میں توقیت یعنی وقت کا تعین نہیں کیا جائے گا، اور ہر ایک کے پاس عقد فسخ کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کا انعقاد شراکت کی بنیاد پر تھا اجارہ کی بنیاد پر نہیں۔"

ڈاکٹر وھبہ زحیلی اپنی مایہ ناز کتاب " الفقه الاسلامی وادلته "میں مضاربت کو مساقات پر قیاس کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

---

[1] - المغني (9/5)، شرح الزركشي (144/2)، كفاية الطالب (269/2) (مختصر الإنصاف والشرح الكبير (555/1)، والحاشية السابقة

[2] - بدائع الصنائع (86/6)

[3] - المبسوط للسرخسي (19/22)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فالمضاربة قيست على المساقاة لحاجة الناس إليها، لأن الناس بين غني وفقير، والإنسان قد يكون له مال، لكنه لا يهتدى إلى أوجه التصرف والتجارة به، وهناك من لا مال له، لكنه مهتد في التصرفات، فكان في تشريع هذا العقد تحقيق للحاجتين، والله تعالى ما شرع العقود إلا لمصالح العباد ودفع حوائجهم (1)

" لوگوں کی حاجت کی وجہ سے مضاربت کو مساقات پر قیاس کیا گیا ہے کیونکہ لوگوں میں امیر وغریب دونوں طرح کے لوگ ہیں، اور ایک انسان کے پاس مال ہوتا ہے لیکن وہ تجارت کو نہیں سمجھتا اور ایسے لوگ بھی ہیں جن کے پاس مال نہیں ہوتا لیکن وہ تجارت کے ماہر ہوتے ہیں یہی اس عقد کی مشروعیت میں دو حاجتیں ثابت ہوتی ہیں اور اللہ تعالی نے بھی تمام عقود لوگوں کی مصلحت اور ضرورت کی وجہ سے جائز قرار دیئے ہیں۔"

گزشتہ گفتگو سے یہ معلوم ہوا کہ مضاربت شراکت کی اقسام میں سے ہے اور یہ قیاس کے موافق ہے اور کسی بھی اعتبار سے مخالف نہیں ہے۔

(6) عقل:

اگر کتاب وسنت وغیرہ ہٹ کر بھی دیکھا جائے تو عقلی طور پر بھی مضاربت جائز ہے شرکۃ المضاربہ کے مؤلف کئی فقہی کتب کے حوالے لکھتے ہیں:

مما يضاف إلى ما سبق أنّ الحاجة كذلك داعيةٌ إلى مشروعية المضاربة، فالإنسان قد يكون لديه مال لكنه لا يهتدى إلى استثماره، وقد يكون لديه ذكاء وفطنة وحسن تدبير، لكنه لا يملك رأس مال يستثمره لذلك كان القول بجواز المضاربة متوافقاً مع مقتضى العقل، وكان في تشريع هذا العقد دفعاً لحاجة الغني والفقير، والله سبحانه وتعالى ماشرع العقود إلا لمصالح العباد، ودفع حوائجهم (2)

---

1 - الفقه الاسلامي وادلته للدكتور وهبه الزحيلي، 5\370

2 - المغني، 5/16)(شركةالمضاربة في الفقه الاسلامي، ص:16

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”حاجت وضرورت مشروعیت مضاربت کی وجہ ہے۔کیونکہ سب انسان ایک طرح کے نہیں کسی کے پاس مال تو ہے لیکن اس کے پاس ذہنی صلاحیت نہیں کہ وہ اس مال سے فائدہ حاصل کر سکے ،اور کسی کے پاس ذکاوت و فطانت اور حسن تدبیر تو ہوتی ہے لیکن مال نہیں ہوتا ایسے میں مضاربت کی ہی ایک راہ نظر آتی ہے جس کا عقل بھی تقاضا کرتی ہے، تاکہ امیر غریب دونوں کی ضرورت پوری ہو سکے اللہ تعالی نے جو بھی معاملہ مشروع فرمایا ہے وہ بندوں کی مصلحت اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے کیا ہے۔یہی بات صاحب المغنی اور صاحب بدائع الصنائع نے بھی کی ہے۔مضاربت زمانہ جاہلیت میں بھی تھا جس کو اسلام نے بھی برقرار رکھا۔کیونکہ ضرورت انسانی اس کی متقاضی تھی کہ مال میں تصرف کر کے بذریعہ تجارت اس مال کو بڑھایا جائے لیکن اس پر ہر ایک قادر نہیں تھا لہذا اب ضرورت محسوس ہوئی کہ کوئی دوسرا آدمی اس میں تصرف کر کے فائدہ حاصل کرے جو دونوں میں تقسیم ہو۔“

لا خلاف بين الفقهاء في مشروعية المضاربة وجوازها، وأنها كانت في الجاهلية فأقرها الإسلام([1])

”فقہاء کے مابین مضاربت کی مشروعیت اور جواز میں کوئی اختلاف نہیں ہے،یہ زمانہ جاہلیت میں مروج تھا اسلام نے بھی اس کو برقرار رکھا۔“

قال ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

والقراض مأخوذ من الإجماع الذي لا خلاف فيه عند أحد من أهل العلم وكان في الجاهلية فأقره الرسول في الإسلام"([2])

---

[1] - الفواكه الدواني (122/2)، مواهب الجليل (356/5)، منح الجليل (317/7)، السيل الجرار (231/3)، سبل السلام (77/3

[2] - الاستذكار (3/7

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”قراض (مضاربت) اجماع سے ثابت شدہ ہے اس میں کسی بھی اہل علم کا اختلاف نہیں پایا جاتا اس کا رواج جاہلیت میں بھی تھا اسلام نے بھی اس کو ثابت بر قرار رکھا۔“

ابن رشد مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ولا خلاف بين المسلمين فى جواز القراض وأنه مما كان فى الجاهلية فأقره الإسلام ([1])

”قراض (مضاربت) کے جواز میں مسلمانوں کے مابین کوئی اختلاف نہیں اسلام سے پہلے بھی تھا اور اسلام نے بھی اس کو بر قرار رکھا۔“

ابن حزم ظاہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَلٰكِنَّهُ إِجْمَاعٌ صَحِيحٌ مُجَرَّدٌ وَالَّذِى نَقْطَعُ بِهِ أَنَّهُ كان فى عَصْرِهِ فَعَلِمَ بِهِ وَأَقَرَّهُ وَلَوْلَا ذلك لَمَا جَازَ...([2])

”مضاربت پر تو اجماع ہے اور یہ بات ہم یقینی طور پر کہتے ہیں کہ یہ آپ ﷺ کی عصر سعید میں تھا جس کا آپ کو علم بھی تھا اور اس کو بر قرار بھی رکھا۔“

ابن منذر رحمہ اللہ نے جواز مضاربت پر کئی علماء کا اجماع نقل کیا ہے ([3])

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وقد كانَ بعض الناس يذكرُ مسائل فيها إجماعٌ بلا نص كالمضاربة، وليس كذلك، بل المضاربةُ كانت مشهورة بينهم فى الجاهلية لا سيما قريش، فإنَّ الأغلب كان عليهم التجارة، وكان أصحاب الأموال يدفعونها إلى العمال، ورسول الله قد سافر بمالِ غيره قبل النبوة، كما سافر بمالِ خديجة، والعير التى كان فيها أبو سفيان كانَ أكثرها مضاربةً مع أبي سفيان وغيره، فلما جاء الإسلام أقرها رسول الله وكان أصحابه يسافرون بمال

---

[1] - بداية المجتهد (178/2)

[2] - التلخيص الحبير (58/3)، نقلاً عن مَرَاتِبِ الْإِجْمَاعِ لابن حزم

[3] - المغني (16/5)، شرح الزركشي (144/2)، الإجماع لابن المنذر ص98

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غيرهم مضاربةً ولم ينهَ عن ذلك، والسنةُ قوله وفعله وإقراره فلما أقرها كانت ثابتةً بالسنة([1])

"کچھ لوگ نے چند ایک مسائل میں نص کے بغیر صرف اجماع نقل کیا ہے جیسا کہ مضاربت ہے لیکن معاملہ اس کے برعکس ہے، کیونکہ مضاربت تو زمانہ جاہلیت میں مشہور تھا خاص طور پر قریش کے ہاں، اغلب طور پر ان کے ہاں تجارت کا پیشہ ہی تھا، صاحب مال حضرات اپنا مال عمال کو دیتے، اور خود رسول اللہ ﷺ نبوت سے پہلے دوسروں کا مال لیکر بغرض تجارت سفر کرتے تھے، جیسا کہ سیدہ خدیجہ کا مال لیکر سفر پر گئے اسی طرح وہ قافلہ جس میں ابو سفیان رضی اللہ عنہ تھے اس میں اکثر مال تو مضاربت کے تحت تھا، چنانچہ جب اسلام آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو برقرار رکھا، صحابہ کرام دوسروں کا مال مضاربت کے طور پر لیکر سفر تجارت کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہیں فرمایا، سنت تو آپ کا قول، فعل اور تقریر کا نام ہے، تو جب آپ نے برقرار رکھا تو یہ سنت سے ثابت ہو گیا۔

خلاصہ کلام یہ ہی ہے کہ مضاربت کا جواز کتاب وسنت، اجماع، قیاس اور عقلی دلائل سے ثابت ہے اور فقہاء امت کا اتفاق بھی ہے۔ اور اس کو خلاف قیاس قرار دینا درست نہیں جیسا کہ امام ابن تیمیہ اور ابن قیم رحمہما اللہ وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ نقلا اور عقلا دونوں اعتبار سے مضاربت جائز اور درست ہے۔

---

[1] - مجموع الفتاوى (195/19)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارکان مضاربت:

مضاربت کی اصطلاحی تعریف میں فقہی مذاہب کی تعریفات کی روشنی میں ارکان مضاربت بیان کیے تھے یہاں ان ارکان کی وضاحت تفصیل سے کی جائے گی لیکن اس سے قبل کہ ان ارکان کی وضاحت کی جائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اصطلاح "رکن" کی تعریف بیان کردی جائے۔

رکن کی لغوی تعریف:

1. کسی چیز کا وہ پہلو یا حصہ جس پر وہ قائم ہو اور وہ اس کے لئے سہارا ہو۔
2. اہم معاملہ
3. ملک و قوم و فوج کی طاقت جیسے قرآن مجید میں ہے "فتولی برکنہ فاخذناہ و جنودہ" رکن الانسان اس کا مطلب انسان کی قوت اور طاقت
4. مضبوط جانب جیسے قرآن مجید میں ہے "لو ان لی بکم قوۃ او آوی الی رکن شدید" اور کہتے ہیں: فلان رکن من ارکان قومہ: فلاں اپنی قوم کے سرداروں میں سے ہے۔
5. کسی موضوع کے ساتھ مخصوص ریڈیو پروگرام جیسے رکن الریف ورکن العمال دیہاتی پروگرام، لیبر پروگرام
6. فوجی امور کا ماہر، اعلی لیاقت کا فوجی افسر۔ رکن کی جمع ارکان اور اراکین آتی ہے۔

رکن کی اصطلاحی تعریف:

وہ جس پر کسی چیز کا وجود موقوف ہو اور وہ اس کی حقیقت اور ماہیت میں داخل ہو، اس کے بنیادی اجزاء میں سے ہو۔ جیسے رکوع نماز کا رکن ہے کیونکہ وہ نماز کا جز ہے۔ اس طرح دو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدمیوں میں ہونے والے معاملے میں ایجاب و قبول رکن ہے کیونکہ وہ عقد کا حصہ ہوتا ہے عقد اس سے مل کر ہی معاملہ کہلاتا ہے[1]

ارکان مضاربت کی تعیین میں فقہاء کرام کا اختلاف پایا جاتا ہے، کوئی اس کے دو رکن ذکر کرتے ہیں اور کوئی ان کو شروط کے ضمن میں ذکر کرتے ہیں۔ ہم ان مشہور اقوال کو اختصار سے ذکر کرتے ہیں۔

احناف کے نزدیک مضاربت کے دو رکن ہیں:

(1) ایجاب (2) قبول

جیسا کہ صاحب بدائع الصنائع بیان کرتے ہیں:

ذهب الحنفية إلى أن ركن المضاربة الإيجاب والقبول بألفاظ تدل عليهما[2]

فالإيجاب: هو كلُّ لفظٍ يدلُّ على المعنى المقصود منها، كلفظ المضاربة، والمقارضة، وما يؤدى مثل هذا المعنى۔

"ایجاب سے مراد ہر وہ لفظ جو مقصودی معنی پر دلالت کرے جیسے لفظ مضاربت اور مقارضہ وغیرہ ہے۔"

والقبول: كلُّ لفظٍ يدلُّ على الرضا بذلك، كقول العامل: قبلت، أو رضيتُ ونحوها[3]

"اور قبول سے مراد ہر وہ لفظ جو رضامندگی پر دلالت کرے جیسے عامل یہ کہے کہ مجھے منظور ہے یا میں راضی ہوں۔"

جبکہ اس کے بر خلاف مالکی فقہاء کے نزدیک مضاربت کے چار ارکان ہیں:

---

[1] - الْمُهَذَّبُ فِي عِلْمِ أُصُولِ الْفِقْهِ الْمُقَارَنِ، د. عبد الكريم بن علي بن محمد النملة، دار النشر: مكتبة الرشد، الرياض، الطبعة الأولى: 1420 هـ، 1999 م، 5/1965

[2] - بدائع الصنائع (79/6)، مجمع الضمانات (632/2)

[3] - المضاربة في الشريعة الإسلامية ص40

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1 سرمایہ دار

2 عامل (ان دونوں کی حیثیت وکیل اور موکل کی ہے)

3 مال

4 الفاظ

الْعَاقِدَانِ: وَهُمَا كَالْوَكِيلِ وَالْمُوَكِّلِ، وَالْمَالُ، وَالصِّيغَةُ وَالْجُزْءُ الْمَعْمُولُ لِلْعَامِلِ ([1])

5 اور کچھ نے پانچواں رکن عمل کو شمار کیا ہے([2])

اور فقہاء شوافع کے مابین اختلاف ہے کچھ تین ارکان کے قائل ہیں تو کچھ پانچ اور کچھ چھ ارکان کے قائل ہیں ان سب کی تفصیل ابن القدامہ رحمہ اللہ نے المغنی میں بیان کیے ہیں۔

1 الفاظ عقد　　2 عاقد　　3 معقود علیہ ([3])

اور کچھ کے نزدیک ارکان کی تعداد چھ ہے:

1 مالک　　2 عامل　　3 کام

4 مال　　5 منافع　　6 الفاظ ([4])

اور نهاية المحتاج میں مضاربت کے پانچ ارکان ذکر کیے گئے ہیں:

1 مالک　　2 عامل　　3 معقود علیہ جس پر عقد ہوا

4 کام　　5 الفاظ ([5])

---

[1] - حاشية العدوي (266/2)

[2] - التاج والإكليل (355/5)

[3] - مغني المحتاج (117/2)

[4] - إعانة الطالبين، 99/3

[5] - نهاية المحتاج، 5/5

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کام اور مال کو کبھی مستقل رکن کی حیثیت سے ذکر کیا جاتا ہے اور کبھی معقود علیہ کے ضمن میں ذکر کیا جاتا جس کے بارے میں مؤلف شرکات الاشخاص فرماتے ہیں

وقد زادوا فی الأركان؛ لأنهم جعلوا العمل ركناً مستقلاً، وغيرهم يجعله تابعاً للمعقود عليه، حيث يشمل المعقود عليه: المال، والعمل معاً ([1])

"کچھ نے "کام" کو مستقل رکن شمار کیا ہے اور کچھ نے معقود علیہ (جس پر عقد طے ہوا ہے) کے ضمن میں مال اور عمل دونوں کو ذکر کیا ہے۔"

اور اسی طرح فقہاء حنابلہ بھی دو اقوال میں تقسیم ہیں کچھ کے نزدیک مضاربت کے ارکان یہ ہیں:

1. صیغۃ
2. عاقدان
3. مال
4. عمل
5. تقدیر نصیب العامل ([2])

جبکہ کچھ نے انہی ارکان کو اس طرح بیان کیا ہے:

1. عاقدان (رب المال اور عامل)
2. معقود علیہ
3. الفاظ
4. منافع

اس صورت میں کام اور سرمایہ کو معقود علیہ میں ضمناً ذکر کیا گیا ہے ([3])

انہی ارکان پر مضاربت کا انحصار ہے اگر ان میں سے کوئی ایک رکن بھی مفقود ہو گا تو مضاربت نہیں رہے گا اور وہ عقد فاسد ہو جائے گا۔

المضاربہ فی الشریعۃ الاسلامی کے مؤلف مضاربت کے رکن کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

---

[1] - شركات الأشخاص ص 58

[2] - المغني، 20/5

[3] - شركات الأشخاص ص 58

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ربح سے مراد سرمایہ دار اور مضارب ہر ایک کے لئے منافعہ میں سے مقرر فیصد کے حصے کو کہتے ہیں([1])

راجح: ارکان مضاربت میں فقہاء کرام کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے اور ہمارے نزدیک مضاربت کے ارکان درج ذیل ہیں جن کی وضاحت صفحات قادمہ میں کی جائے گی۔

1 سرمایہ دار 2 عامل 3 مال

4 الفاظ عقد 5 محنت 6 منافع

○○○

[1] - المضاربة في الشريعة الإسلامية ص42، بتصرف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضاربت کی شروط:

شروط مضاربت سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ لفظ شرط کی وضاحت کردی جائے۔

لغت کی رو سے

شرط کی جمع شروط آتی ہے جس کا معنی ہے علامت اور نشانی ہے کیونکہ وہ اپنے مشروط پر علامت اور نشانی ہوتی ہے اللہ تعالی کا فرمان ہے:

فَهَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا [1]

"کیا یہ لوگ اب بس اِسی چیز کے منتظر ہیں کہ اچانک اِن پر قیامت آجائے اور انہیں خبر بھی نہ ہو؟۔"

اصطلاح کی رو سے

شرط اسے کہتے ہیں جس پر کسی چیز کا وجود موقوف ہو مگر وہ اس چیز کی حقیقت وماہیت میں سے نہ ہو۔یعنی جب شرط مفقود ہو تو مشروط بھی نہیں ہو گا۔ لیکن جب شرط پائی جائے تو مشروط کا پایا جانا لازمی نہیں ہے۔ جیسے وضو نماز کے لئے ہے کہ اس کے بغیر نماز صحیح ودرست نہیں ہو گی۔ لیکن وضو کرنے سے نماز پڑھنا لازمی نہیں ہے ممکن ہے آدمی نے تلاوت قرآن کے لئے یا طواف وغیرہ کے لئے کیا ہو۔

شرط کا ذکر حدیث مبارک میں حکم وارد ہوا ہے:

المسلمون على شروطهم إلا شرطا حرم حلالا أو أحل حراما [2]

---

[1] - قرآن مجید، الزخرف:66

[2] - سنن أبي داود ، كتاب الأقضية، باب في الصلح، حديث:3137

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"مسلمان پر اپنی شرائط پر عمل کرنا لازمی ہے ماسوا ایسی کوئی شرط جو حلال کو حرام یا حرام کو حلال قرار دے۔"

شروط برائے الفاظ عقد

مضاربت میں بھی باقی معاملات کی طرح الفاظ اور معاہدے کی ضرورت ہوتی ہے، ہر معاملہ کی بنیاد طے کرنے والے کی نیت اور ارادہ ہوتا ہے جس کی وضاحت اس سے صادر ہونے والے الفاظ کرتے ہیں۔ اس لئے جمہور فقہاء زبان سے الفاظ ادا کرنے کو لازم قرار دیا ہے جس کی وضاحت صاحب الموسوعة الفقهيه الكويتيه نے اس طرح کی ہے:

فذهب جمهور الفقهاء إلى أنه لا بد في المضاربة من الصيغة ([1])

"جمہور فقہاء نے مضاربت میں الفاظ کی ادائیگی کو ضروری قرار دیا ہے۔"

الفاظ سے مراد ایجاب اور قبول ہے، جن کی بنیاد پر معاملات کا شرعی اثر مرتب ہوتا ہے۔ ان کے لئے کچھ شرائط ہیں:

1. دونوں کا موضوع ایک ہو
2. قبولیت کا صیغہ ایجاب پر دلالت کناں ہو
3. ایجاب اور قبول میں کلی مطابقت ضروری ہے، اور تجارتی معاہدے میں دونوں میں ربط پایا جانا بھی ضروری ہے۔
4. عقد طے کرنے والوں کے ارادے اور رضامندی پر واضح طور دلالت کرتے ہوں۔

مضاربت میں ایجاب کے لئے لفظ مضاربت، مقارضہ، معاملہ یا اس کا معنیٰ ادا کرنے والا کوئی لفظ بولا جائے، بعینہ وہ لفظ ذکر کرنا شرط نہیں۔

---

[1] أ الموسوعة الفقهية الكويتية 38/41

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبولیت کے لئے لفظ میں نے قبول کیا یا میں اس سے راضی ہوں یا اس جیسے الفاظ جو رضامندگی اور موافقت پر دلالت کرتے ہوں۔

اور یہ طریقہ تمام معاہدوں میں شرعاً معتبر ہے۔ اصل مقصد معنی ہے بعینہ وہ الفاظ نہیں، اس طرح کا مطلب اور معنی و مفہوم دینے کے حوالے سے تمام الفاظ درست ہیں۔ مضاربت کے معاہدہ میں بعینہ لفظ مضاربت استعمال کرنے میں فقہاء کے مابین اختلاف ہے۔

1. عقد مضاربت میں ایجاب اور قبول کے الفاظ کا استعمال کرنا شرط ہے یہ قول جمہور احناف، مالکی فقہاء کا ہے اور یہ شوافع کے نزدیک بھی مشہور ہے(1)

2. عقد مضاربت میں بعینہ وہ الفاظ استعمال کرنا شرط نہیں جیسا کہ میں راضی ہوں، یا میں نے قبول کرلیا یا اس جیسے الفاظ کا استعمال شرط نہیں بلکہ کام شروع کرنے سے ہی قبول ہو جاتا ہے۔ یہ قول بھی احناف سے مروی ہے۔

کاسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَالْإِيجَابُ هو لَفْظُ الْمُضَارَبَةِ وَالْمُقَارَضَةِ وَالْمُعَامَلَةِ وما يُؤَدِّي مَعَانِي هذه الْأَلْفَاظِ (2)

"ایجاب میں لفظ مضاربت، مقارضت اور معاملہ یا اس جیسے الفاظ بولنا جن سے یہ معنی اور مفہوم ادا ہوتا ہو ایجاب ہو جاتا ہے۔"

یہ قول مالکیوں اور شوافع کا بھی ہے شیرازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وينعقد بلفظ القراض؛ لأنه لفظ موضوع له في لغة أهل الحجاز، وبلفظ المضاربة؛ لأنه موضوع له في لغة أهل العراق، وبما يؤدي معناه؛ لأن المقصود هو المعنى، فجاز بما يدل عليه (3)

---

1 أالموسوعة الفقهية الكويتيه38\41

2 - بدائع الصنائع، 79/6

3 - مواهب الجليل، 355/5 المهذب، 385/1

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"مضاربت کا انعقاد لفظ قراض سے بھی ہوتا ہے کیونکہ اہل حجاز کی زبان میں یہ لفظ وضع کیا گیا ہے اور عراقیوں کے ہاں مضاربت کا لفظ رائج ہے تو اصل مقصد ہے کہ اس وہ مطلب اور مفہوم سمجھ آئے تو جائز ہے۔"

یہ حنابلہ کا قول بھی ہے ابن قدامہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

إنها تنعقد بلفظ المضاربة والقراض؛ لأنهما لفظان موضوعان لهما، أو بما يؤدى معناها؛ لأن المقصود المعنى، فجاز بما ذلك عليه، كلفظ التمليك فى البيع ([1])

"لفظ مضاربت اور قراض کے استعمال سے یہ عقد ہو جاتا ہے کیونکہ یہ دونوں ہی اس کے لئے بنائے گئے ہیں اور اس طرح کے کوئی اور الفاظ جو اس کا معنی اور مفہوم ادا کرتے ہوں اصل بات تو وہ معنی اور مفہوم ہے جس سے بات سمجھ آئے تو یہ سب جائز ہے۔"

جمہور فقہاء بھی اس طرف گئے ہیں کہ مضاربت کے انعقاد میں مطلوب وہ معنی مفہوم ہے جو اس پر دلالت کرتا ہو۔[2]

خلاصہ کلام:

ایجاب و قبول کے لئے بعینہ وہ الفاظ استعمال کرنا شرط نہیں۔ اگر اس سے ملتے جلتے الفاظ یا اس طرح کا معنی و مفہوم ادا کرنے والے الفاظ ادا کرے تو یہ بھی رضامندی پر دلالت کرتے ہیں۔

---

[1] - المغني ، 16/5

[2] - الموسوعة الفقهية الكويتيه: 38\41

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاہدہ کرنے والوں کے متعلق شروط

معاہدے میں دو فریق ہوتے ہیں:

اول: رب المال

دوم: مضارب (ان دونوں کو عاقدان بھی کہا جاتا ہے)

لفظ شرط کی وضاحت کی طرح لفظ معاہدہ کا تعارف پیش خدمت ہے۔

معاہدہ کی تعریف

لغوی تعریف:

عقد کے کئی معانی ہیں جیسا کہ گرہ لگانا، بیع یا قسم کو پکا کرنا، دھاگے میں گرہ لگانا، عمارت کو چونے سے مضبوط کرنا وغیرہ۔

اصطلاحی تعریف:

دو یا دو سے زیادہ پارٹیوں کے درمیان زبانی یا تحریری شکل کا نام معاہدہ ہے۔ جس کا مقصد جسمانی یا سماجی عمل کا اثبات ہے، اور اس معاہدے کے فریقوں میں سے شروط، فرائض اور حقوق کو قائم کرنا ہے۔

❁ رب المال:

وہ ہے جو مال کا مالک ہو اور اپنے مال کو بڑھانا چاہتا ہے اکثر اوقات صاحب مال کے پاس مال کو بڑھانے کی قدرت نہیں ہوتی اس بناء پر وہ اپنا مال کسی دوسرے کو دے دیتا ہے جو علم اور تجربے کے لحاظ سے ماہر ہوتا ہے تاکہ وہ مضاربت کے طریقے سے اس پر منافع کما سکے، کبھی تو صاحب مال مریض یا قلت تجربہ کی وجہ سے مال دوسرے کو دیتا ہے، یا تو وہ عورتیں ہوتی ہیں جو خود سرمایہ کاری کے معاملات نہیں کرنا چاہتیں یا کبھی تو رب المال بڑھاپے کی وجہ سے یہ معاملات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خود نہیں کر سکتا۔ اور اس طرح اگر صاحب مال ذمی لوگوں میں سے ہو بھی جائز ہے جیسا کہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب بدائع الصنائع میں صاحب مال اور عامل دونوں کے لئے مسلمان ہونے کی شرط نہیں۔ تاہم مسلمان اور ذمی کے مابین مضاربت کا معاملہ درست ہے۔ جس کی تفصیل آگے آئے گی۔ ان شاء اللہ

اور عقد مضاربت میں ایک سے زائد کئی حضرات سرمایہ میں شریک ہو سکتے ہیں۔

❀ عامل:

جس کے پاس تجربہ، کام کرنے کی قدرت وصلاحیت ہو اور مال میں اضافہ کی توقع رکھتا ہو۔ مضاربت میں ایک سے زائد عامل بھی ہو سکتے ہیں اور منافع میں ہر ایک کے حصہ کا تناسب متعین ہو۔

OOO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر مسلم کے ساتھ مضاربت

غیر مسلم کے ساتھ مضاربت کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔

احناف اور حنابلہ غیر مسلم کے مضاربت کو جائز قرار دیتے ہیں، کاسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَلَا يُشْتَرَطُ إِسْلَامُ رَبِّ الْمَالِ أَوِ الْمُضَارِبِ، فَتَصِحُّ الْمُضَارَبَةُ بَيْنَ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَبَيْنَ الْمُسْلِمِ وَالذِّمِّيِّ وَالْحَرْبِيِّ الْمُسْتَأْمَنِ، حَتَّى لَوْ دَخَلَ حَرْبِيٌّ دَارَ الْإِسْلَامِ بِأَمَانٍ، فَدَفَعَ مَالَهُ إِلَى مُسْلِمٍ مُضَارَبَةً، أَوْ دَفَعَ إِلَيْهِ مُسْلِمٌ مَالَهُ مُضَارَبَةً فَهُوَ جَائِزٌ، لِأَنَّ الْمُسْتَأْمَنَ فِي دَارِنَا بِمَنْزِلَةِ الذِّمِّيِّ، وَالْمُضَارَبَةُ مَعَ الذِّمِّيِّ جَائِزَةٌ فَكَذَلِكَ مَعَ الْحَرْبِيِّ الْمُسْتَأْمَنِ. فَإِنْ كَانَ الْمُضَارِبُ هُوَ الْمُسْلِمُ فَدَخَلَ دَارَالْحَرْبِ بِأَمَانٍ فَعَمِلَ بِالْمَالِ فَهُوَ جَائِزٌ، لِأَنَّهُ دَخَلَ دَارَ رَبِّ الْمَالِ، فَلَمْ يوجَدْ بَيْنَهُمَا اخْتِلَافُ الدارينِ، فَصَارَ كَأَنَّهُمَا فِي دَارٍ وَاحِدَةٍ. ([1])

"رب المال یا مضارب کے لیے اسلام کی کوئی شرط نہیں، اس بناء پر مسلمان اور ذمی کے درمیان اور ذمی اور حربی جس نے امان طلب کی ہو، کے مابین مضاربت درست ہو گا، یہاں تک اگر حربی اسلامی ریاست میں امان کے ساتھ آئے اور اپنا مال مضاربت کے طور پر ایک مسلمان کو دیا یہ مسلمان نے اس کو مضاربت کی بناء پر مال دیا تو یہ جائز ہے کیونکہ مستامن (جس نے امان طلب کی ہو) ہمارے ملک میں ذمی کے حکم ہو گا، چنانچہ جس طرح ایک ذمی کے ساتھ مضاربت کرنا درست ہے اس طرح حربی مستامن کے ساتھ بھی جائز ہے اسی طرح اگر ایک مسلم دار الحرب میں امان کے ساتھ آئے تو اس کا بھی یہ کام کرنا جائز ہے۔ اگر مضارب حربی ہو اور صاحب مال کی اجازت کے بغیر اپنے گھر لوٹ کر آئے تو اس صورت میں مضاربت باطل ہو جائے گا، اگر اس کی اجازت ہے تو مضاربت بھی درست ہو گا اور منافعہ بھی مقرر کردہ شروط کے موافق تقسیم ہو گا۔"

ابن قدامہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

[1] - بدائع الصنائع 6 / 81 – 82

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَأَمَّا الْمَجُوسِي فَإِنَّ أَحْمَدَ كَرِهَ مُشَارَكَتَهُ وَمُعَامَلَتَهُ قَالَ: مَا أُحِبُّ مُخَالَطَتَهُ وَمُعَامَلَتَهُ، لأَنَّهُ يَسْتَحِلُ مَا لاَ يَسْتَحِلُ غَيْرُهُ (1)

"امام احمد رحمہ اللہ مجوسی کے ساتھ مشارکت اور معاملات کرنے کو ناپسند اور مکروہ سمجھتے ہیں اس کی وجہ ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں یہ مجوسی ان چیزوں کو بھی حلال اور جائز سمجھتا ہے جن کو دوسرے جائز نہیں سمجھتے۔"

شافعی اور مالکی مذہب میں غیر مسلم کے ساتھ مضاربت یا مشارکت کرنے کو مکروہ وناپسند گردانا گیا ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لاَ أُحِبُّ لِلرَّجُلِ أَنْ يُقَارِضَ رَجُلاً إِلاَّ رَجُلاً يَعْرِفُ الْحَرَامَ وَالْحَلاَلَ، وَإِنْ كَانَ رَجُلاً مُسْلِمًا فَلاَ أُحِبُّ لَهُ أَنْ يُقَارِضَ مِنْ يَسْتَحِلُ شَيْئًا مِنَ الْحَرَامِ .(2)

"آدمی صرف اس کے ساتھ مضاربت کا معاملہ کرے جو حلال و حرام کی پہچان رکھتا ہو، اگر وہ مسلمان ہے تو میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ وہ کسی ایسے آدمی کے ساتھ مضاربت کا معاملہ کرے جو کسی حرام چیز کو حلال سمجھتا ہو۔"

حاصل کلام:

پہلا موقف ہی راجح ہے کہ اس میں ایک جگہ رہنے والوں کے لئے آسانی اور مل جل کر کام کرنے میں سہولت پیدا ہو گی۔ فقہاء کرام نے عقد مضاربت طے کرنے والوں کی بطور خاص کوئی شرائط ذکر نہیں کیں بلکہ اکثریت نے ان کو معاملہ وکالت میں پائی جانی والی وکیل اور

---

1 - المغني 5 / 4

2 - الشرح الصغير وحاشية الصاوي 3 / 455 - 458، والخرشي 6 / 203، والمدونة 5 / 107، ونهاية المحتاج 5 / 226، ومغني المحتاج 2 / 314

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موکل کی شروط پر محمول کیا ہے۔ کیونکہ مضاربت میں توکیل کا معنی پایا جاتا ہے اور اس لئے بھی کہ مضارب صاحب مال کی اجازت سے اس کے مال میں تصرف کرتا ہے۔ اسی بناء پر فقہاء نے مضاربت میں مضارب اور صاحب مال پر وکیل اور موکل کی شروط کا اطلاق کیا ہے۔

جس کی تفصیل یہ ہے:

1 مالکی اور شافعی فقہاء کے نزدیک صحت مضاربت کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ اہل تصرف سے ہو۔ اہل تصرف سے مراد ہر وہ آزاد بالغ عاقل سمجھدار ہے جس میں توکیل (وکیل بنانے) اور توکل (وکیل بننے) کی صلاحیت موجود ہو۔ چنانچہ جس آدمی کے لئے وکیل بننا اور بنانا درست ہو اس کے لئے مضاربت کا معاملہ کرنا جائز اور درست ہے۔ اس بنیاد پر غلام کا اپنے آقا کی اجازت کے بغیر عقد مضاربت درست نہیں ہو گا۔

امام رحمہ اللہ کے اس قول "القراض توکیل" کے بارے میں امام خراشی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ: اس عبارت سے توکیل کا مفہوم معلوم ہوتا ہے، کہ مضاربت میں صاحب مال اور عامل کا اہل توکیل میں سے ہونا ضروری ہے۔ (1)

امام خلیل کے اس قول "وإنما تصح من أهل التوكيل والتوكل" کے متعلق امام دردیر فرماتے ہیں:

اس کا مطلب ہے کہ ان دونوں میں یہ اہلیت موجود ہو کہ وہ خود وکیل بن سکتے ہوں اور وکیل بنا سکتے ہوں وہ عاقل بالغ اور سمجھدار ہو۔ (2)

جبکہ امام شربینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

---

1 - شرح مختصر خلیل (203/6)

2 - الشرح الكبير (348/3)، بداية المجتهد (212/2)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"وشرطهما" أي: المالك والعامل، "كوكيل وموكل" في شرطهما؛ لأنَّ القراض توكيل وتوكل بعوض، فيشترط أهلية التوكيل في المالك، وأهلية التوكل في العامل، فلا يكونُ واحدٌ منهما سفيهاً ولا صبياً ولا مجنوناً ولا رقيقاً بغير إذن سيده(¹).

"کہ مالک اور عامل کی شروط وہی ہیں جو وکیل اور موکل کی ہیں، کیونکہ مضاربت میں کسی چیز کے بدلے وکیل اور موکل معاملہ کرتے ہیں۔ چنانچہ صاحب المال میں وکیل بنانے کی صلاحیت اور عامل میں وکیل بننے کی اہلیت موجود ہو۔ ان میں سے کوئی بھی بچہ، بے وقوف، پاگل یا غلام (جس کو آقا کی اجازت حاصل نہیں) نہ ہو۔"

(2) حنفی مذہب کے نزدیک صاحب مال میں موکل اور مضارب میں وکیل بننے کی صلاحیت مشروط ہے۔ کیونکہ مضارب مالک کے مال میں تصرف کرتا ہے اور یہ ہی توکیل کا معنی ہے۔

امام کاسانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

أَمَّا الذی يرْجِعُ إِلَى الْعَاقِدَيْنِ وَهُمَا رَبُّ الْمَالِ وَالْمُضَارِبُ فَأَهْلِيَةُ التَّوْكِيلِ وَالْوَكَالَةِ؛ لِأَنَّ الْمُضَارِبَ يَتَصَرَّفُ بِأَمْرِ رَبِّ الْمَالِ وَهَذَا مَعْنَى التَّوْكِيلِ(²)

"صاحب مال اور مضارب میں توکیل اور وکالت کی اہلیت کا ہونا ضروری ہے، کیونکہ مضارب صاحب مال کی اجازت سے ہی مال کو استعمال کرتا ہے اور یہ ہی توکیل کا معنی ہے۔"

(3) حنابلہ کے نزدیک اس کا یہ اصول ہے:

لا يصح شيء من الشركة -ومنها المضاربة عندهم- "إلا من جائز التصرف؛ لأنه عقدٌ على التصرف في المال فلم يصح من غير جائز التصرف في المال كالبيع"، وجائز التصرف: هو الحرُّ المكلفُ الرشيد(³)

---

1 - مغني المحتاج (314/2)

2 - بدائع الصنائع (81/6)

3 - المغني (3/5)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"شرکت یا مضاربت کا معاملہ صرف اس شخص سے ہی ہو سکتا ہے جو صاحب تصرف ہو۔ کیونکہ یہ مالی تصرف پر عقد ہے تو یہ معاملہ صرف اس شخص سے جائز ہے جس کے پاس تصرف کا اختیار ہو جیسے تجارت وغیرہ ہے۔ تصرف اور استعمال کا اختیار رکھنے والا آزاد مکلف اور سمجھدار ہو۔"

سمجھدار تمیز رکھنے والے بچے کا عقد مضاربت بھی درست ہے یہ جمہور فقہاء کا موقف ہے البتہ شوافع اور ایک قول کے مطابق حنابلہ کے نزدیک جب تک بلوغت کو نہیں پہنچتا اس کا یہ عقد درست نہیں لیکن راجح قول جمہور کا ہی معلوم ہوتا ہے کہ عاقل جو خیر و شر کے مابین تمیز کر سکتا ہو اور مزید یہ کہ نفع و نقصان کے امور کو اچھی طرح پہچاننے والا بچہ اگر سرپرست کی اجازت سے عقد مضاربت کرے تو جائز ہے۔ باقی اختلافی تفصیل کے لیے درج ذیل کتب کی طرف رجوع کریں[1]

OOO

[1] ۔ البدائع الصنائع 6\20،جواهر الاكليل 2\98، بداية المجتهد 2\282،شرح روض الطالب 2\170، الشرح الكبير4\533،كشاف القناع 3\442

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مال مضاربت کی شروط

مال ہی وہ اصل چیز ہے جس کو مضارب کام میں لاتا ہے۔اور صفاتی لحاظ سے مال کی مختلف انواع و اقسام ہیں ۔ اس لئے فقہاء کرام نے مال مضاربت کے متعلق شروط عائد کی ہیں جن کا پایا جانا ضروری ہے اور وہ یہ ہیں کہ مال درہم و دینار یعنی رائج الوقت کرنسی کی صورت میں نقد معلوم عین ہو اور مال کو عامل کے حوالے کرنا ہو جن کو اختصار سے ذکر کیا جائے گا۔

سرمایہ کا درہم اور دینار یعنی کرنسی کی صورت ہونا:

درہم اور دینار کا مضاربت میں بطور سرمایہ استعمال ہونے میں تمام فقہاء کرام کا اتفاق ہے کیونکہ یہ چیزیں اس وقت بطور کرنسی رائج تھیں لہذا اس سے یہ استنباط کیا جاسکتا ہے کہ ہر دور کی کرنسی اس سے مراد لی جاسکتی ہے۔ ہمارے لئے موجودہ دور کی کرنسی مراد ہے جیسا کہ ابن رشد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اتفقوا على أنه يجوز بالدنانير والدراهم واختلفوا فى غير ذلك ([1])

”درہم اور دینار کے ذریعے مضاربت کے حوالے سے فقہاء کے مابین جواز پر اتفاق ہے لیکن ان کے علاوہ دیگر اشیاء کا بطور مضاربت استعمال میں اہل علم کے مابین اختلاف ہے۔“

امام شربینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ويشترط لصحته كون المال، فيه : دراهم أو دنانير خالصة بالإجماع كما نقله الجويني، وقال فى الروضة: بإجماع الصحابة ([2]).

”مضاربت میں سرمایہ کے لئے شرط ہے کہ وہ درہم اور دینار ہو اسی پر امام جوینی رحمہ اللہ نے صحابہ کرام کا اجماع نقل کیا ہے۔“

---

[1] - بداية المجتهد،178/2

[2] - مغني المحتاج،310/2

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقہائے حنابلہ کے نزدیک درہم اور دینار کا بطور سرمایہ استعمال ہونے کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وما جاز أن يكون رأس مال الشركة جاز أن يكون رأس مال المضاربة [1]

"جو چیز بطور سرمایہ شراکت میں جائز ہو وہ مضاربت میں بھی جائز ہے۔"

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لا تكون المضاربة إلا بالدراهم والدنانير [2]

"مضاربت صرف درھم اور دینار کے ساتھ ہو سکتی ہے (یعنی سرمایہ نقد ہو)۔"

امام کاسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَأَمَّا الذى يرْجِعُ إِلَى رَأْسِ الْمَالِ فَأَنْوَاعٌ منها: أَنْ يكُونَ رَأْسُ الْمَالِ من الدَّرَاهِمِ أو الدَّنَانِيرِ عِنْدَ عَامَّةِ الْعُلَمَاءِ [3].

"علماء کی اکثریت اس کی قائل ہے کہ سرمایہ درھم اور دینار (یعنی نقد) کی صورت میں ہو۔"

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يصْلُحُ الْقِرَاضُ إلا فى الْعَينِ مِنَ الذَّهَبِ أَوِ الْوَرِقِ وَلَا يكُونُ فى شَيءٍ مِنَ الْعُرُوض [4].

"مضاربت میں سرمایہ سونا یا کرنسی ہو عروض (سامان) نہیں۔"

---

[1] - المغني، 16/5

[2] أ المبسوط للسرخسي، 21/22

[3] - بدائع الصنائع، 82/6

[4] - موطأ مالك، 689/2

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرمایہ کا نقدی یا عروض (سامان) کے متعلق فقہاء کا اختلاف

اس کے متعلق فقہاء کے دو اقوال ہیں:

(1) سرمایہ کا نقد کی صورت میں ہونا ضروری ہے، سرمایہ کا عروض (سامان) ہونا جائز نہیں۔ اس کے قائلین احناف، مالکیہ اور شوافع کی اکثریت اور ایک قول حنابلہ کا بھی ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ:

بأنَّ رأس مال المضاربة إذا كانَ عَرضاً كانَ فيه غرراً؛ لأنه يقبض العَرَض وهو يساوى قيمة ما، ويرده وهو يساوى قيمةً غيرها، فيكون رأس المال والربح مجهولاً (1).

"مضاربت کا مال اگر عروض کی صورت میں ہو تو اس میں غرر (دھوکہ دہی) کا امکان ہے ہے کیونکہ جس وقت وہ عروض لے گا تو اس وقت اس کی قیمت کچھ اور جب اس کو واپس کرے گا تو اس کی قیمت کچھ اور ہو گی تو اس صورت میں سرمایہ اور منافع دونوں ہی مجہول ہوں گے۔"

امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے ہاں درہم اور دینار اور (کرنسی) کے علاوہ کوئی چیز بطور سرمایہ جائز نہیں جیسا کہ فتاوی ھندیہ میں سرمایہ سے متعلق اس طرح ذکر ہوا ہے:

أَنْ يكُونَ رَأْسُ الْمَالِ دَرَاهِمَ أو دَنَانِيرَ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يوسُفَ رَحِمَهُمَا اللَّهُ تَعَالَى وَعِنْدَ مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى أو فُلُوسًا رَائِجَةً حتى إذَا كان رَأْسُ مَالِ الْمُضَارَبَةِ ما سِوَى الدَّرَاهِمِ وَالدَّنَانِيرِ وَالْفُلُوسِ الرَّائِجَةِ لم تَجُزْ الْمُضَارَبَةُ إجْمَاعًا (2)

"امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک درہم و دینار اور رائج الوقت کی کرنسی کے علاوہ کوئی اور چیز مضاربت میں بطور سرمایہ درست نہیں ہے۔ اور اس پر تمام احناف کا اتفاق اور اجماع ہے۔"

---

1 - بداية المجتهد، 178/2

2 - الفتاوى الهندية، 285/4

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام شیرازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ولا يصح إلا على الأثمان، وهي: الدراهم والدنانير، فأما ما سواهما من العروض والنقار والسبائك والفلوس، فلا يصح القراض عليها لأن المقصود بالقراض ردُّ رأس المال والاشتراك في الربح ([1]).

"مضاربت صرف قیمتوں پر ہی ہوتا ہے اس کے علاوہ باقی پر جائز نہیں۔ کیونکہ مضاربت کا مقصد اصل مال کو لوٹانا اور منافع میں مشترک ہونا ہے۔"

جمہور کے مزید دلائل کے لیے درج ذیل کتب کی طرف رجوع کریں۔([2])

(2) مذکورہ مسئلہ میں دوسرا قول یہ ہے کہ: سرمایہ عروض کی صورت میں ہو سکتا ہے۔ اسے امام ابن ابی لیلی، امام حماد بن ابی سلیمان، امام طاوس اور امام اوزاعی رحمہم اللہ نے اختیار کیا ہے اور ایک روایت کے مطابق فقہائے حنابلہ بھی قائل ہیں۔

المغنی میں امام احمد رحمہ اللہ کا قول ہے

أَنَّ الشَّرِكَةَ وَالْمُضَارَبَةَ تَجُوزُ بِالْعُرُوضِ([3])

"شرکت اور مضاربت میں سامان کو بطور سرمایہ استعمال میں لانا جائز ہے۔"

امام اثرم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سمعتُ أبا عبد الله يسأل عن المضاربةِ بالمتاع قال: جائز([4])

---

1 - المهذب، 385/1

2 - المبسوط 33، البدائع الصنائع 6، المغنی 5\124، بداية المجتهد 2\237، الموطا، تبيين الحقائق 5\53، حاشية الدسوقی 3\463، مغنی المحتاج 2\310

3 - المغني، 11/5

4 - المغنی 5\124

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”میں نے امام احمد رحمہ اللہ سے سنا جب ان سے مضاربت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں کہا کہ جائز ہے۔“

جمہور کی دلیل کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ بوقت عقد کی قیمت لگائی جائے گی تو قیمت کا معلوم ہونا غرر اور جہالت کو ختم کر دیتا ہے۔ جس وقت مضاربت ختم ہو جائے اور سرمایہ عروض ہو تو اس کی قیمت لگائی جائے گی یا اسے بیچا جائے گا۔ اور علیحدگی کے وقت فائدہ ہو گا یا نقصان اور یہ ہی مضاربت ہے۔ اس بنیاد پر منافع معلوم ہوتا ہے اور اس میں کسی قسم کی کوئی جہالت باقی نہیں رہتی جیسا کہ بوقت عقد راس المال معلوم ہوتا ہے۔

اس کے جائز ہونے کی یہ دلیل بھی ہے کہ لوگوں کی ضرورت اس پر دلالت کرتی ہے اور اسی امر کا ذکر ڈاکٹر محمود طموم نے بھی کیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

كذلك مما يرجح جواز كون العروض رأس المال في المضاربة: أنَّ حاجةَ الناس داعيةٌ إلى القول بجوازه؛ لأنَّ العامل قد يجدُ من يدفع له عروضاً، ولا يجدُ من يعطيه دراهم أو دنانير، ومنعُ ذلك فيه مشقةٌ وتضييقٌ على الناس، ومبنى المسألة على الاجتهاد وإلا فلم يردْ دليلٌ يلزمُ كونَ الأثمان رأس مال في المضاربة دونَ ما عداها؛ ولذا فلا مانعَ من القول بجواز المضاربةِ بالعروض.[1]

”اور اس کے جواز کی سب بڑی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کی ضرورت اس کی متقاضی ہے کیونکہ کبھی عامل کو سرمایہ صرف بصورت عروض ہی ملتا ہے۔ نقد کی صورت میں سرمایہ دینے والا نہیں ملتا۔ اس صورت میں اگر وہ عروض کو بھی لینے سے انکار کر دے تو لوگوں کو مزید مشقت اور تنگی ہو گی اور یہ مسئلہ اجتہادی ہے اس میں بطور خاص نص نہیں ہے کہ صرف قیمت ہی سرمایہ کے طور پر استعمال ہو گی اس لئے مضاربت میں عروض کا بطور سرمایہ استعمال جائز ہے۔“

1 - المضاربة في الشريعة الإسلامية ص149-167، شركات الأشخاص ص201

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرکت کے اندر سرمایہ کیسا ہونا چاہیے؟

اس سوال کا جواب مفتی تقی عثمانی صاحب حفظہ اللہ کے فرزند محمد عمران اشرف عثمانی حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

کیا یہ ضروری ہے کہ جو لوگ شرکت قائم کریں ان میں سے ہر شخص اپنی سرمایہ کاری کا حصہ نقد فراہم کرے؟

یا کوئی شریک اپنا حصہ جنس کی صورت میں بھی دے سکتا ہے؟

اس کے بارے میں فقہاء کرام کی آراء مختلف ہیں۔

احناف: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک جنس (سامان) کی شکل میں سرمایہ لگا کر شرکت العقد وجود میں لانا جائز نہیں، خواہ وہ سامان مثلی اشیاء سے ہو یا قیمتی اشیاء میں سے ہو۔

مالکیہ: اس کے برعکس مالکیہ کے نزدیک جنس کی شکل میں سرمایہ فراہم کر کے شرکت مطلقا جائز ہے کہ دونوں شریک اپنا سرمایہ جنس کی صورت میں فراہم کریں اور یہ بھی جائز ہے کہ ایک شریک نقد روپے لائے اور دوسرے کا سرمایہ جنس کی شکل میں ہو۔

مالکیہ کہتے ہیں جب کوئی شریک سامان کی صورت میں سرمایہ فراہم کرے تو اس کے حصے کا تعین اس سامان کی بازاری قیمت کی بنیاد پر کیا جائے گا۔([1])

چنانچہ جس طرح شرکت میں سامان کا سرمایہ بننا جائز ہے ویسے مضاربت میں بھی جائز ہے۔

خلاصہ کلام: سرمایہ کا سونا، چاندی یا کرنسی وغیرہ کی صورت میں ہونا بالاتفاق تمام مذاہب کے ہاں درست اور صحیح ہے۔ لیکن سرمایہ کا سامان کی صورت میں ہونے کے متعلق دو آراء سامنے آئی ہیں۔

---

[1] - شرکت ومضاربت عصر حاضر میں ازڈاکٹرمولانامحمداشرف عثمانی :ص248ناشرمکتبہ معارف القران کراچی مئی2015

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(1) عروض (سامان) بطور سرمایہ جائز نہیں

(2) بطور سرمایہ جائز ہے۔

توہمارے نزدیک مضاربت میں عروض بطور سرمایہ جائز ہے بشرطیکہ جب وہ عروض لے رہا ہے تواس کی اس وقت کی قیمت لگائی جائے اور اس قیمت کوراس المال بنایا جائے اور یہ وہ قیمت ہے جس پر دونوں فریق راضی ہیں تو یہ جائز ہے،اس کے متعلق اللہ تعالی یہ فرمان بھی ہے:

إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ ([1])

"سوائے یہ کہ باہمی رضامندی سے تجارت ہو۔"

اسی طرح عصر حاضر کے معروف عالم دین الشیخ عبداللہ بن حمد بن عثمان الخویطر بھی اپنی مایہ ناز کتاب المضاربۃ فی الشریعۃ الاسلامیۃ میں اس قول کوراجح قرار دیتے ہیں کہ:

والراجح فی نظری فی ھذہ المسالۃ ، جواز جعل قیمۃ العروض وقت العقد راس مال المضاربۃ ، لما فیہ من التسامح الذی یعود علی الطرفین بالمنفعۃ۔ ([2])

"میری نظر میں اس مسئلہ میں راجح یہی ہے کہ عقد کے وقت عروض کی قیمت کوراس المال بنانا درست ہے،اس لیے کہ اس میں دونوں کا فائدہ ہے۔"

OOO

---

[1] - قرآن مجید، البقرۃ :282

[2] - المضاربہ فی الشریعۃ الاسلامیۃ دراسۃ مقارنۃ بین المذاھب الاربعۃ :157

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راس المال کا معلوم اور معین ہونا:

یہ متفق شدہ شرط ہے کیونکہ راس المال میں جہالت کی وجہ سے حاصل شدہ نفع میں جہالت ہو گی۔ اور منافع کا معلوم ہونا صحت مضاربت کے لئے شرط ہے۔ اور جہالت فریقین کے مابین اختلاف اور جھگڑا کا باعث ہوتی ہے۔

شروط مضاربت کے متعلق امام کاسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَمِنْهَا أَنْ يَكُونَ مَعْلُومًا فَإِنْ كان مَجْهُولًا لَا تَصِحُّ الْمُضَارَبَةُ لِأَنَّ جَهَالَةَ رَأْسِ الْمَالِ تُؤَدِّي إلَى جَهَالَةِ الرِّبْحِ وَكَوْنُ الرِّبْحِ مَعْلُومًا شَرْطَ صِحَّةِ الْمُضَارَبَةِ[1]

"ان شروط میں یہ بھی ہے کہ راس المال معلوم ہو لیکن اگر وہ مجہول ہو تو مضاربت درست نہ ہو گی۔ کیونکہ اصل مال کی جہالت کی وجہ سے نفع بھی مجہول ہو جائے گا۔ اور نفع کا معلوم ہونا صحت مضاربت کے لئے شرط ہے۔"

امام خلیل رحمہ اللہ مضاربت کی تعریف میں فرماتے ہیں:

إن علم قدرهما، قال الشارح: أى: المال والجزء، كربع أو نصف، واشترط علم قدر الأصل؛ لأنَّ الجهل به كا لو دفع له مالاً غير معلوم العدد والوزن، يؤدى إلى الجهل بالربح [2].

" ان دونوں یعنی سرمایہ اور نفع کی مقدار معلوم ہو۔ کیونکہ مال دیتے وقت اگر اس کا وزن اور مقدار مجہول تو نفع بھی مجہول ہو جائے گا۔"

ابن عرفہ رحمہ اللہ نے بھی معلوم ہونے کی شرط بیان کی ہے جیسا کہ التاج والاکلیل میں ہے:

وشرطَ ابنُ عرفة فی المال كونه معلوما [3]

---

1 - بدائع الصنائع (82/6

2 - مختصر خليل ص238 الشرح الكبير 518/3 التاج والإكليل 358/5

3 - التاج والإكليل (358/5

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ابن عرفہ رحمہ اللہ نے سرمایہ کے معلوم و معین ہونے کی شرط عائد کی ہے۔"

شربینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ولا بدَّ أنْ يكون المال المذكور معلوماً فلا يجوز على مجهول القدر دفعاً لجهالة الربح۔ ([1])

"سرمایہ کا معلوم اور معین ہونا ضروری ہے۔ مجہول ہونے کی وجہ سے نفع بھی مجہول ہو گا۔"

ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ومن شرط المضاربة أن يكون رأس المال معلوم المقدار، ولا يجوز أن يكون مجهولاً ...؛ وذلك لأنَّه لا يدرى بكم يرجعُ عند المفاصلة؛ ولأنَّه يفضى إلى المنازعة والاختلاف فى مقداره، فلم يصح ([2])

"مضاربت کی شروط میں سے ہے کہ سرمایہ کی مقدار معلوم ہو اور اس کا مجہول ہونا جائز نہیں ہے بصورت دیگر عقد مضاربت ختم کرتے وقت تنازع اور اختلاف کا باعث بننے کا خدشہ ہے۔"

OOO

[1] - مغني المحتاج (310/2)

[2] - المغني (43/5)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرمایہ کا نقد ہونا

مضاربت میں سرمایہ کا عین ہونا ضروری ہے، اگر سارا یا کچھ سرمایہ منفعت ہو تو مضاربت درست نہیں ہے۔ مثلاً دو رب المال ہیں ایک کا سرمایہ نقد اور دوسرے کا سرمایہ دکان کی منفعت ہے تو ان دونوں نے کسی تیسرے کو مضاربت پر دونوں چیزیں دے دیں تو یہ جائز نہیں۔ مزید تفصیل درج ذیل ہے۔

فقہاء کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ سرمایہ عین یعنی نقد ہو قرض وغیرہ نہ ہو۔

امام منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أجمع كُلُ منْ نحفظ عنه من أهل العلم أنه لا يجوز أنْ يجعل الرجل دينا له على رجل مضاربة ([1])

"تمام اہل علم کا اجماع ہے کہ مضاربت میں قرض کو سرمایہ بنانا جائز نہیں۔"

امام کاسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَمِنْهَا أَنْ يكُونَ رَأْسُ الْمَالِ عَينًا لَا دَينًا فَإِنْ كان دَينًا فَالْمُضَارَبَةُ فَاسِدَةٌ ([2]).

"راس المال نقد ہو قرض کی صورت میں مضاربت فاسد ہو جائے گا۔"

موطا میں امام مالک کا قول مروی ہے

إذا كان لِرَجُلٍ على رَجُلٍ دَينٌ فَسَألَهُ أن يقِرَهُ عِنْدَهُ قِرَاضًا أن ذلك يكْرَهُ حتى يقْبِضَ مَالَهُ ثُمَّ يقَارِضَهُ بَعْدُ أو يمْسِكَ وَإِنَّمَا ذلك مَخَافَةَ أَنْ يكُونَ أعسر بِمَالِهِ فَهُوَ يرِيدُ أَنْ يؤَخِّرَ ذلك على أن يزِيدَهُ فيه۔ ([3])

---

[1] - المغني، 43/5

[2] - بدائع الصنائع، 82/6

[3] - الموطأ، ، كتابُ القراض، باب ما لاَ يَجُوزُ فِي الْقِرَاضِ 1374

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اگر ایک شخص کا قرض دوسرے پر ہو پھر قرض دار قرض خواہ یہ کہے تم اپنا روپیہ مضاربت کے طور پر میرے پاس رہنے دو تو یہ درست نہیں بلکہ قرض خواہ کو چاہیے کہ اپنا روپیہ وصول کرلے پھر اختیار ہے خواہ مضاربت کے طور پر دے یا اپنے پاس رکھ لے کیونکہ روپیہ وصول کرنے سے قبل اس کو بطور مضاربت دینے میں سود کا شبہ ہے گویا قرض دار نے مہلت لے کر قرض میں زیادتی کی۔"

امام شربینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ولو قال: اعزل مالی الذی فی ذمتك. فعزله، ولم يقبضه، ثم قارضه عليه، لم يصح؛ لأنّه لا يملك ما عزله بغير قبضٍ ([1])

"اگر قرض خواہ مقروض کو یہ کہے کہ جو مال تیرے ذمے ہے وہ مال مضاربت کے طور پر دیتا ہوں تو یہ مضاربت درست نہیں ہوگی، کیونکہ جو چیز اس نے بغیر قبضہ کے مقروض سے حاصل کی ہے وہ اس کی ملکیت میں نہیں ہے۔"

اور امام خرقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

ولا يجوزُ أنْ يقال لمن عليه الدينُ: ضاربْ بالمال الذی عليك([2])

"کہ قرض خواہ کے لئے یہ قطعا جائز نہیں کہ وہ مقروض سے یہ کہے کہ جو میرا مال تیرے پاس قرض ہے اس سے مضاربت کرو۔"

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں: امام احمد رحمہ اللہ سے بطور نص یہی قول ثابت ہے اور یہ اکثر اہل علم کا قول بھی ہے اور میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔([3])

---

[1] - مغني المحتاج (310/2

[2] - مختصر الخرقي ص73

[3] - المغني (43/5

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض فقہاء اس کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں کیونکہ مقروض جو بھی خریدے گا وہ صاحب مال کی اجازت سے ہی خریدے گا۔ چنانچہ یہ اجازت دینا ہی قبضہ کے قائم مقام ہے۔ اسی بات کو صاحب المضاربہ فی الشریعہ الاسلامیہ نے بھی اختیار کیا ہے[1]

مذاہب اربعہ کا اس پر اتفاق ہے عامل کے ذمہ جو قرض ہے اسکو بطور سرمایہ مضاربت میں استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ حنابلہ کے ہاں ایک قول کے مطابق قرض کو مضاربت میں سرمایہ کے طور پر استعمال کرنا جائز ہے بشرطیکہ دونوں فریق (صاحب المال اور مضارب) کا اس پر اتفاق ہو۔

OOO

1۔ المضاربہ فی الشریعہ الاسلامیہ ص 149

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرمایہ کو مضارب کے حوالے کرنا

اس شرط کا مطلب ہے کہ رب المال اپنا سرمایہ مضارب کے حوالے کر دے جس کا معنی اس طرح بیان کیے گئے ہیں:

بأنه تسليمُ رأس المال إليه([1])

"اس کا مطلب سرمایہ عامل کے حوالے کرنا ہے۔"

مضاربت کا انعقاد اسی وقت ممکن ہے جب عاقدین میں سے ایک کی طرف سے مال ہو اور دوسرے کے جانب عمل ہو یہ اس وقت ہی ممکن ہو سکتا ہے جب سرمایہ مالک کے ہاتھ سے نکل کر مضارب کے ہاتھ میں آجائے۔ اس کے بعد ہی مضارب مستقل طور پر اس مال میں تصرف کر سکتا ہے اس کے ذریعے خرید و فروخت کرے گا جس سے منافع ہو گا۔ اور یہ ہی مضاربت کا اصل مقصد ہے۔ اور تمام فقہاء کے ہاں متفق شدہ شرط ہے۔

امام کاسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَمِنْهَا تَسْلِيمُ رَأْسِ الْمَالِ إلَى الْمُضَارِبِ؛ لِأَنَّهُ أَمَانَةٌ فَلَا يصِحُّ إلَّا بِالتَّسْلِيمِ، وهو التَّخْلِيةُ كَالْوَدِيعَةِ، وَلَا يصِحُّ مع بَقَاءِ يدِ الدَّافِعِ على الْمَالِ؛ لِعَدَمِ التَّسْلِيمِ مع بَقَاءِ يدِهِ، حتى لو شَرَط بَقَاءَ يدِ الْمَالِكِ على الْمَالِ فَسَدَتْ الْمُضَارَبَةُ،...، وَسَوَاءٌ كان الْمَالِكُ عَاقِدًا أو غير عَاقِدٍ لَا بُدَّ من زَوَالِ يدِ رَبِّ الْمَالِ عن مَالِهِ لِتَصِحَّ الْمُضَارَبَةُ ([2])

"مضاربت کی شروط میں سے یہ بھی ہے کہ مال کو مضارب کے حوالے کر دیا جائے کیونکہ یہ ایک امانت ہے اور یہ اس وقت ہی درست ہو گی جب تک اس کو حوالے نہ کر دیا جائے۔ اگر یہ سرمایہ مالک کے ہاتھ میں رہا تو مضاربت فاسد ہو جائے گا۔"

امام دسوقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

www.KitaboSunnat.com

[1] - الموسوعة الفقهية الكويتية ، 41/38

[2] - بدائع الصنائع (84/6

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُسْلَمٌ من رَبِّهِ لِلْعَامِلِ (1).

"مضاربت میں مالک سرمایہ کو عامل کے حوالے کرے گا۔"

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ومسلماً إلى العامل فلا يجوز شرط كون المال في يد المالك (2)

" سرمایہ کو عامل کے حوالے کرنا ضروری ہے اور یہ شرط لگانا کہ سرمایہ مالک کے ہاتھ میں ہی رہے گا تو یہ قطعاً جائز نہیں ہے۔"

امام شربینی رحمہ اللہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

وليس المراد اشتراط تسليم المال إليه حال العقد أو في مجلسه، وإنما المراد: أنْ يستقل العامل باليد عليه والتصرف فيه، ولهذا قال: ولا يصحُّ الإتيانُ بما ينافي ذلك (3).

"اس سے مراد یہ نہیں کہ صرف معاہدہ طے کرتے وقت یا اس مجلس میں اس کے حوالے کرے بلکہ اس مراد ہے کہ عامل اس مال میں تصرف کرنے کا مختار ہو۔بصورت دیگر وہ مضاربت کے منافی ہو گا۔"

حنابلہ کے ہاں اس شرط میں کچھ نرمی والا معاملہ ہے۔امام ابن قدامہ رحمہ اللہ کے کلام سے بھی یہ ثابت ہو رہا ہے جیسا کہ وہ لکھتے ہیں:

جواز اشتراك بدنيين بمال أحدهما، وعملٍ منهما، والربحُ بينهما (4).

"مالک سرمایہ دینے کے ساتھ اس عامل کے ساتھ ملکر کام کرے اور منافع دونوں میں تقسیم ہو۔" واللہ اعلم بالصواب.

---

1 - حاشية الدسوقي (517/3

2 - منهاج الطالبين ص73

3 - مغني المحتاج (310/2

4 - المغني (17/5

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے باوجود ابن قدامہ نے پہلے موقف کو ہی راجح قرار دیا ہے کیونکہ ان کے نزدیک "محنت" مضاربت کا رکن ہے اور ہر رکن عاقدین میں سے ہر ایک کے ساتھ منفرد ہے جیسے سرمایہ رب المال کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ تاہم اس صورت میں رب المال، مضارب کے ساتھ مل کر کام کرتا ہے جو مضاربت کی شروط کے منافی ہے اور اس کیفیت میں عامل کو کوئی اختیار نہیں ہوتا۔([1])

خلاصہ کلام:

مذکورہ سطور میں یہ بات واضح ہو گئی کہ عقد مضاربت میں صاحب مال اپنا سرمایہ مضارب کے حوالے کرے گا تب ہی مضارب اس میں تصرف کرے گا اور اپنی تمام تر کوششوں کو استعمال کرے گا جس کے بدلے میں منافع نصیب ہوگا۔

OOO

[1] - المغني،5/17

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منافع کے متعلق شروط

منافع کی شروط ذکر کرنے سے قبل اس کے متعلق گفتگو کریں گے۔

نفع کا لغوی معنی:

الرِّبْح والرَّبَحُ والرَّباحُ: النَّماء فِي التَّجر لغت میں ربح (نفع) بڑھوتی اور اضافہ کو کہتے ہیں۔[1]

کیا شریعت نے نفع کی کوئی حد مقرر کی ہے؟

قرآن مجید اور سنت مبارکہ میں ایسی کوئی نص نہیں ہے جو اشیاء کی خرید و فروخت یا تجارت میں نفع کی حد مقرر کرتی ہو بلکہ اگر نفع کمانے میں حرام اسباب اور ذرائع (جیسے دھوکہ دہی وغیرہ) کا ارتکاب نہ کیا جائے تو کسی بھی حد تک نفع کمایا جاسکتا ہے حتی کہ بعض حالات میں دگنا نفع بھی حاصل کر سکتا ہے کیونکہ اللہ جل شانہ نے تجارت اور بیع کو حلال کرتے ہوئے نفع کی کوئی حد مقرر نہیں فرمائی جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

يأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِنكُمْ [2]

"اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق طریقے سے مت کھاؤ ہاں مگر باہمی رضامندی کے ذریعے تجارت کر کے۔"

نیز آپ ﷺ نے اپنے دور میں اشیاء کے نرخ متعین نہیں فرمائے بلکہ انہیں آزاد چھوڑا کہ اشیاء کی طلب و رسد سے اور لوگوں کے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر اپنا مال فروخت کرنے کے جذبے سے چیزوں کے مناسب نرخ وجود میں آتے ہیں ایک مرتبہ آپ ﷺ کے زمانے میں

---

[1] - لسان العرب لابن منظور الأنصاري الإفريقي ، 2\442).(مختار الصحاح للرازی ص\229

[2] - قرآن مجید، 4/29

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چیزیں قدرے مہنگی ہو گئیں تو لوگوں نے آپ سے نرخ متعین کرنے کا مطالبہ کیا، آپ نے اس سے انکار کرتے ہوئے فرمایا:

ان اللہ ھوا لمسعر (1)

"بلاشبہ اللہ تعالی ہی نرخ متعین کرتا ہے۔"

اس بات کی دلیل ہے کہ اگر نفع میں دھوکہ دہی وغیرہ نہ ہو تو وہ جائز ہے خواہ وہ کتنا ہی ہو لیکن جو چیزیں عام لوگوں کی ضرورت میں داخل ہیں ان میں نرمی اور نفع کمانے میں قناعت اختیار کرنا مزاج شریعت کے زیادہ قریب ہے۔

شیخ عبد اللہ بسام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قرآن وسنت میں نفع کی کوئی حد مقرر نہ کرنے کی حکمت بظاہر یہ ہے کہ کوئی متعین حد مقرر کرنا ممکن نہیں کیونکہ زمانے اور علاقے کے مختلف ہونے سے اس میں فرق آجاتا ہے، اسی طرح ضروری اور غیر ضروری اشیاء کے اعتبار سے بھی فرق پڑتا ہے، اسی طرح نقد اور ادھار کی صورتوں میں بھی قیمت مختلف ہو جاتی ہے۔ (2)

نفع کے متعلق مختصر گفتگو کے بعد ہم مضاربت میں منافع کی شروط بیان کریں گے۔ جن کے متعلق دور حاضر کے معروف ماہر معیشت حافظ ذوالفقار علی صاحب بیان کرتے ہیں:

"مضاربت میں جن شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے ان میں سے ایک بنیادی شرط یہ ہے کہ نفع میں فریقین میں سے ہر ایک کے حصہ کا فیصد اور تناسب پہلے سے طے ہو مثلاً نفع سرمایہ کار اور تاجر میں برابر تقسیم ہو گا یا سرمایہ کار نفع کے ساٹھ فیصد اور تاجر چالیس فیصد کا حقدار ہو گا

---

1 - سنن أبي داود، كتاب البيوع، أبواب الإجارة، باب في التسعير، حديث:3011

2 - خرید وفروخت اور نفع کمانے کے شرعی احکام/ص76

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ مضاربت میں اصل عقد منافع پر ہوتا ہے اگر یہ مجہول ہو تو مضاربت فاسد ہو جائے گا۔"([1])

شروط منافع

منافع کے متعلق شروط جن کو ذیل میں تفصیل سے بیان کیا جارہا ہے۔

منافع معلوم ہونا چاہیے:

اس سے مراد صاحب مال اور عامل کا حصہ معلوم ہو، کیونکہ جس چیز پر عقد ہو رہا ہے وہ منافع ہے۔ اگر معقود علیہ (جس چیز پر عقد ہو رہا ہے) مجہول ہو گا تو عقد بھی فاسد ہو جائے گا منافع کی بحث میں یہ شرط اول ہے۔ اس کے قائلین احناف، مالکی، شافعی اور حنبلی ہیں۔

ذهَبَ الحنفية والمالكية والشّافعية في الأصحّ والحنابلة: إلى أنّه يكفي في الإعلامِ ذكرُ أنهما شريكانِ فيه، كما لو دفعَ إليه مالاً مضاربةً، على أنهما يشتركان في الرّبح؛ لأنَّ هذا اللفظ يفيد التساوي عُرفاً، فلا جهل فيه فيكونُ جائزاً ولأنّ الشّركة تقتضي المساواة([2])

" اگر اتنا بھی کہا جائے کہ جو منافع ہو گا وہ ہم تقسیم کر لیں گے تو اس طرح مضاربت نصف نصف منافع پر ہو گی یا یہ کہا جائے کہ جی یہ زمین میرے اور آپ کے درمیان تقسیم ہو گی اس قسم کے کلمات اشتراک پر دلالت کرتے ہیں جو مساوات کا تقاضا کرتے ہیں۔"

امام دردیر فرماتے ہیں:

لو قال الرّبح مشترك بيننا أو شركة فهو ظاهر في أنّ له النّصف؛ لأنّه يفيد التّساوي عرفاً، بخلاف ما لوْ قال له: اعمل فيه ولك في الرّبح شرك، فإنّ المضاربة لا تجوز إلا إذا كانت هناك عادة تعين إطلاق الشّرك على النّصف مثلاً فيعمل عليها ([3])

---

[1] - دور حاضر کے مالی معاملات کا شرعی حکم ص136

[2] - المبسوط للسرخسي23/22. الشرح الكبير519/3. مغني المحتاج 313/2. كشاف القناع 498/3

[3] - الشرح الكبير (519/3

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" اگر یہ کہا جائے کہ منافع ہمارے درمیان مشترک ہوگا یا ایسے الفاظ استعمال کرے جو عرفاً نصف (آدھا) پر دلالت کرتے ہوں۔ اس کے علاوہ اگر یہ کہے کہ آپ کام کرو اور نفع میں آپ کا بھی حصہ ہوگا تو مضاربت جائز نہ ہوگی جب تک اس کی تعیین نہیں ہوتی۔"

منافع کی تقسیم فی صد میں

مالک اور عامل کے لئے یہ شرط ہے کہ نفع کا تعین بطور فیصد ہو یعنی آدھا، تہائی یا چوتھائی وغیرہ ہو۔ فقہاء کرام بھی یہ شرط لگاتے ہیں کہ رب المال اور مضارب کے مابین نفع بطریق مشاع تقسیم ہوگا بصورت دیگر مضاربت فاسد ہو جائے گا۔

امام کاسانی رحمہ اللہ فرتے ہیں:

وكذا إن شرطا أن يكون لأحدهما النّصف أو الثلث ومائة درهم، أو قالا: إلا مائة درهمٍ، فإنّه لا يجوز لأنّه شرط يقطع الشّركة في الرّبح، لأنّه إذا شرط لأحدهما النّصف ومائةً فمن الجائز أنْ يكون الرّبح مائتين فيكون كل الرّبح للمشروط له، وإذا شرط له النّصف إلا مائةً فمن الجائز أنْ يكون نصف الرّبح مائةً فلا يكون له شيء من الرّبح. ولو شرطا في العقد أنْ تكون الوضيعة عليهما بطَلَ الشّرط، والمضاربة صحيحة؛ لأنَّ الوضيعة جزءٌ هالك من المال فلا يكون إلا على ربّ المال؛ ولأنَّ المضاربة وكالة، والشّرط الفاسد لا يعمل في الوكالة (1)

"اگر دونوں فریق یہ شرط لگائیں کہ ان دونوں میں سے کسی ایک کے لیے آدھا یا ایک تہائی یا سو درھم ہوں گے، یا پھر دونوں یہ کہیں کہ سوائے سو درہم۔ تو ان کا یہ کہنا جائز نہیں کیونکہ اس سے منافع میں شراکت ختم ہو جاتی ہے اور یہ بھی کہ اگر ان میں سے کوئی ایک یہ شرط طے کرے ان میں سے ایک کے لیے آدھا منافع اور ایک سو درھم ہوگا تو ہو سکتا ہے کہ کہ منافع دو سو ہوا ہو تو ایسی کیفیت میں منافع مشروط ہوگا اور اگر کوئی ایسی شرط طے کی جائے کہ منافع میں

---

1 - بدائع الصنائع (86/6

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے سود رحم منافع ملے گا تو ہو سکتا ہے کہ آدھا منافع سود رحم ہو تو ایسی کیفیت میں دوسرے فریق کے لیے کچھ نہیں بچے گا اور اگر دونوں فریق یہ شرط طے کر لیں کہ خسارہ ان دونوں پر ہو گا تو یہ شرط باطل ہو گی اور مضاربت درست ہو گی کیونکہ خسارہ مال کا ایک حصہ ہے جو ختم ہو چکا ہے اور وہ ہمیشہ رب المال پر ہوتا ہے کیونکہ مضاربت وکالت ہے اور ایسی کوئی بھی فاسد شرط وکالت میں کارگر نہیں ہو گی۔"

ابن عابدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لو شرط بعض الرّبح للمساكين أو للحج أو في الرّقاب أو لامرأة المضارب أو مكاتبه صحّ العقد ولم يصحّ الشّرط، ويكون المشروط لربّ المال (1)

"اگر یہ شرط لگائی جائے کہ منافع کا کچھ حصہ مساکین یا حج یا غلام آزاد کرنے یا مضارب کے اہل خانہ کے لئے وغیرہ ہے تو اس صورت میں عقد ہو جائے گا مگر یہ شرط باطل ہے۔ اسی طرح اگر یہ طے ہو کہ نفع سے مضارب یا مالک کا قرضہ ادا کیا جائے تو یہ شرط درست ہے۔"

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الأوّل: أن يكون مخصوصاً بالمتعاقدين، فلو شرط بعضه لثالث لم تصحّ المضاربة، إلا أنْ يشرط عليه العمل معه فيكون قراضاً مع رجلين

الثّاني: أن يكون مشتركاً بينهما، ليأخذ المالك بملكه والعامل بعمله فلا يختص به أحدهما، فلو شرط اختصاص أحدهما بالرّبح لم تصحّ المضاربة

الثّالث: أن يكون معلوماً، فلو قال: ضاربتك على أنّ لك في الرّبح شركاً فسدت المضاربة

الرّابع: أن يكون العلم من حيث الجزئية لا من حيث التّقدير، فلو قال: لك من الرّبح، أو لي منه، درهم أو مائة والباقي بيننا نصفان لم تصحّ المضاربة (2).

منافع کے متعلق چار شرطیں ہیں:

---

1. الدر المختار (5/654)
2. روضة الطالبين (5/122)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① منافع متعاقدین کے لئے ہی مخصوص ہو بالفرض اگر یہ شرط لگائی جائے منافع کا کچھ حصہ کسی تیسرے آدمی کو دیا جائے تو اس صورت میں مضاربت صحیح نہیں ہو گا الا کہ وہ مضاربت کے کام شریک ہو۔

② منافع دونوں کے مابین مشترک ہو تا کہ مالک اپنے مال اور عامل اپنی محنت کے عوض منافع لے۔ منافع میں کوئی چیز کسی ایک کے ساتھ خاص نہیں کی جائے گی اور اگر منافع کو کسی ایک فریق کے ساتھ خاص کیا جائے گا تو یہ مضاربت درست نہیں ہے۔

③ منافع معلوم ہو اگر یہ کہا جائے کہ میں آپ سے مضاربت کا معاملہ کرتا ہوں اس شرط پر کہ منافع میں آپ کا حصہ ہو گا۔ اس حالت میں مضاربت فاسد ہو جائے گا۔

④ منافع کا جزوی طور پر (فیصد کا) علم ہو۔ اگر یہ کہے کہ منافع میں سے سو میرے لئے باقی جو بچ جائے وہ نصف نصف تقسیم ہو گا تو صورت ہذا میں مضاربت درست نہیں ہے۔

مالکی فقہاء کا موقف یہ ہے کہ:

وَلَوْ شَرَطَ جَمِيعَ الرِّبْحِ لِلْمُضَارِبِ فَهُوَ قَرْضٌ، لأَنَّهُ إِذَا لم يمكِنْ تَصْحِيحُهَا مُضَارَبَةً تُصَحَّحُ قَرْضًا، لِأَنَّهُ أَتَى بِمَعْنَى الْقَرْضِ وَالْعِبْرَةُ فِي الْعُقُودِ لِمَعَانِيهَا. وَعَلَى هذا إِذَا شَرَطَ جَمِيعَ الرِّبْحِ لِرَبِّ الْمَالِ فَهُوَ إِبضاع عِنْدَنَا لِوُجُودِ مَعْنَى الْإِبْضَاعِ.([1])

"اگر یہ شرط طے کی جائے کہ تمام منافع مضارب کے لیے ہو گا تو یہ قرض کہلائے گا جب تک بطور مضاربت اس کی تصحیح نہیں کی جائے گی اس وقت تک اسے قرض کہا جائے گا کیونکہ یہ قرض کے مفہوم میں ہی ہے اور عقد میں اعتبار مدلولات پر ہوتا ہے لہذا اس بنیاد پر اگر یہ شرط طے کر لی جائے کہ تمام منافع رب المال کا ہو گا تو یہ ابضاع کہلائے گا کیونکہ اس میں ابضاع کے معنی پائے جا رہے ہیں۔"

---

[1] - بدائع الصنائع (86/6

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ امام خرشی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

يجوز اشتراط ربح القراض كله لرب المال أو للعامل أو لغيرهما لأنه من باب التبرع، وإطلاقُ القِراض عليه حينئذ مجازٌ ([1])

”اگر سارا مال مالک لے جائے یا عامل یا کوئی تیسرا آدمی تو اس طرح کی شرط جائز ہے۔ اس وقت وہ بطور عطیہ ہو گا۔ مضاربت کا لفظ اس وقت مجازی معنی میں ہو گا۔“

اور شوافع کے صحیح قول کے مطابق اس مسئلہ میں صحیح صورت حال اس طرح ہو گی:

أنَّ من قال للعامل: قارضتك على أنّ كلّ الرّبح لك فهو مضاربةٌ صحيحة، وإن قال رب المال: كل الرّبح لي فهو إبضاع ([2])

”اگر صاحب مال مضارب سے یہ کہے یہ مال لو اور تجارت کرو منافع سارا آپ کا ہو گا تو یہ مضاربت بھی صحیح ہے اور اگر رب المال یہ کہے کہ سارا فائدہ میرا ہو گا تو اسے ابضاع کہا جائے گا۔“

نفع ونقصان کی تقسیم

رب المال کے سرمایہ اور مضارب کی کوشش و محنت کے بعد حاصل ہونے والے نفع کو کیسے تقسیم کیا جائے اس کو مختصر انداز میں پیش کرتے ہیں۔

عاقدین یعنی رب المال اور مضارب کے لئے ضروری ہے کہ نفع کی شرح تقسیم شروع سے ہی طے کر لیں کہ ہر ایک کو نفع میں سے کتنا کتنا حصہ ملے گا۔ البتہ اگر ابتداء عقد میں انہوں نے یہ طے نہیں کیا کہ ہر ایک کو کتنا فیصد ملے گا تو اس صورت میں دونوں فریق نصف نصف یعنی نفع میں برابر کے شریک ہونگے، جس کی وضاحت آگے آئے گی۔ ان شاء اللہ

---

[1] - شرح مختصر خليل (209/6)

[2] - المغني، 21/5

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس بات کو ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے نفع طے کرتے وقت مخصوص مقدار متعین نہیں کرنا چاہیے کہ مثلاً میں کل نفع میں سے سو روپے لوں گا، یا تم مجھے ہر مہینے ایک ہزار روپے دینا وغیرہ ایسا کرنے سے مضاربت فاسد ہو جائے گی۔ مضاربت فاسد ہو جانے کی صورت میں سرمایہ، نفع سمیت رب المال کو دیا جائے گا اور مضارب اس صورت میں ملازم کی طرح ہو گا، چنانچہ جس طرح عام ملازم کو اجرت دی جاتی ہے اس مضارب کو بھی دی جائے گی۔ لیکن شرط ہے کہ اس مضاربت فاسدہ میں نفع حاصل ہوا ہو۔ وگرنہ مضارب کو کچھ بھی نہیں ملے گا۔

اگر مضاربت میں خواہ وہ مضاربت فاسد ہو یا صحیح ہو کسی قسم کا کوئی نقصان ہو جائے، مثلاً کوئی چیز ضائع ہو جائے تو اس نقصان کی تلافی پہلے نفع سے کی جائے گی، پھر اگر سارا نفع پورا ہو جائے اور نقصان باقی رہے تو پھر اسکی تلافی اصل سرمایہ میں سے کی جائے گی، اور مضارب کے اوپر کوئی ضمان یا تاوان نہیں آئے گا۔ اس کی تفصیل رب المال اور مضارب کے مابین اختلاف کے باب میں ذکر کی جائے گی۔ ان شاء اللہ

OOO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کام کے متعلق شروط

تمام فقہاء کا اختیار یہ ہے کہ مضاربت میں محنت سے متعلق شروط کے وجود سے مضاربت صحیح ہو گی اگر ان میں کچھ بھی کم ہوئیں تو مضاربت فاسد ہو جائے گی وہ شروط یہ ہیں:

1. أنْ يكونَ العمل مقصوراً على التجارةِ
2. أنْ لا يضيقَ ربُّ المال على العاملِ في عمله
3. أنْ لا يخالف العاملُ مقتضى العقد([1])

1. کام صرف تجارت تک محدود ہو۔
2. صاحب مال مضارب کو اس کے کام میں تنگ نہیں کرے گا۔
3. مضارب عقد کے منافی کام نہیں کرے گا

عامل اپنا حصہ صرف نفع ظاہر ہوتے ہی نہیں لے گا بلکہ تقسیم کے وقت لے گا البتہ اس میں فقہاء کا کچھ اختلاف ہے لیکن راجح بات یہی ہے جو ابھی ہم نے ذکر کی ہے۔ اور اسی طرح مضارب کے یہ جائز نہیں کہ وہ مالک کی عدم موجودگی میں یا اس کی اجازت کے بغیر اپنا حصہ لے لے۔ ان کی تفصیل مندرجہ ذیل کتب میں موجود ہے۔([2])

OOO

---

[1] - الخدمات الاستثمارية في المصارف (19/1)، الموسوعة الفقهية الكويتية (56/38)

[2] - المبسوط 22\109، الموطا مع المنتقى 5\178،المنتقى 5\155، حاشية الدسوقى 3\477، مغنى المحتاج 2\318، المغنى 5\169، المهذب 1\388، تكملة شرح المجموع14\215

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضارب کا دائرہ کار

مضارب کے دائرہ عمل کو سمجھنے سے پہلے اس کی حیثیت اور اقسام مضاربت کو دیکھنا ہو گا۔ یہاں صرف اختصار کے ساتھ بیان کیے جارہے ہیں، مضارب کے تصرفات کا تفصیلی ذکر باقاعدہ کیا جائے گا۔

اقسام مضاربت

مضاربت کی معروف دو اقسام ہیں:

1 بغیر کسی قید کے

جس میں زمانی، یا مکانی، یا کسی خاص چیز کی تجارت متعین نہ کر لی جائے مثال کے طور پر صاحب مال مضارب کو یہ کہے کہ یہ مال لے لو اور اپنی مرضی سے اس میں تصرف کرو اور جو نفع اللہ تعالی عطا کرے وہ ہم آپس میں تقسیم کرلیں گے تو اس صورت میں مضاربت مطلقہ ہو گی۔

2 قید کے ساتھ

اگر مضاربت میں کسی قسم کی کوئی قید یا پابندی پائی جائے تو مضاربت مقیدہ کہلاتی ہے۔ مثلاً یہ کہہ دیا کہ فلاں وقت سردی یا گرمی یا جگہ پر کام کرو جیسے کراچی، لاہور یا سیالکوٹ وغیرہ، فلاں مال خریدو، فلاں تجارت کرو یا نہ کرو، یا فلاں شخص کی خدمت سے استفادہ کرو، یا فلاں مقام کے باشندوں سے کام لو، ان قیود میں سے کوئی بھی موجود ہو تو مضاربت مقیدہ ہو گی اس دوسری قسم کے متعلق امام ابو حنیفہ اور امام احمد فرماتے ہیں: جس طرح مضاربت مطلقہ جائز ہے ایسے ہی مضاربت مقیدہ حدیث عباس بن عبد المطلب کی رو سے جائز ہے۔ لیکن شافعی اور مالکی لوگوں کے نزدیک یہ شرائط اور قیود لگانا درست نہیں۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے مضارب کی چار حیثیتیں بیان کی ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المضارب أمين وأجير ووكيل وشريك، فأمين([1])

① امین ② اجیر ③ وکیل ④ شریک

حافظ ذوالفقار حفظہ اللہ ابن القیم رحمہ اللہ کے مذکورہ بالا قول کی تشریح میں رقمطراز ہیں:

امین تو وہ اس اعتبار سے ہے کہ مال اس کے قبضہ میں ہے اور مال میں تصرف کے اعتبار سے وہ وکیل ہے (مال کے مالک کا نمائندہ) اور عملی اعتبار سے اجیر ہے جب اس مال میں نفع حاصل ہو جائے تب وہ شریک ہو گا۔([2])

اسی طرح صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:

جو مال مضارب کے حوالے کیا گیا ہے وہ اس کے پاس امانت ہے اور وہ اس میں وکیل بھی ہے کیونکہ وہ مال کے مالک کے حکم سے تصرف کرتا ہے جب فائدہ ہو تب وہ شریک بن جاتا ہے کیونکہ اپنے عمل کی بدولت مال کے ایک حصے کا مالک بن چکا ہو۔([3])

احناف نے مضاربت مطلقہ میں مضارب کے دائرہ عمل کو کئی طرح تقسیم کیا ہے۔ کونسی چیز اس کے لیے جائز ہے اور کیا جائز نہیں ہے ہے اور کچھ کے تقسیم ہی نہیں ہے۔ اس کا خلاصہ درج کیا جا رہا ہے۔

جمہور فقہاء بھی قریبا اسی کے قائل ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ یہ صراحت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ صاحب مال کی اجازت کے بغیر ہی مضارب اس سرمائے سے خرید و فروخت کر سکتا ہے کیونکہ اصل غرض تو نفع حاصل کرنا ہے۔

---

[1] - الملخص الفقهى لصالح الفوزان ج2\ص71

[2] - دور حاضر کے مالی معاملات، حافظ محمد ذوالفقار طاہر، ص136، ناشر: ابوہریرۃ اکیڈمی لاہور

[3] - دور حاضر کے مالی معاملات، ص136

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① بغیر کسی اذن کے مضارب محنت کرے، یعنی رب المال مضارب کو کسی کام، مکان، وقت، کام کی نوعیت جیسی شروط و قیود کے بغیر ہی مال دے اور یہ کہے کہ یہ مال لو اور مضاربت میں استعمال کرو صورت ہذا میں اب اس کے لئے بیع و شراء، اجارہ داری، وکیل بننا وغیرہ جائز ہے، کیونکہ یہ سارے کام تاجروں سے متعلق ہیں([1])

جیسا کہ امام شربینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

بأنَّ للعامل البيع والشراء بعرض وإن لم يأذن له المالك إذ الغرض الربح وقد يكون فيه([2])

"مضارب کے لیے جائز ہے کہ کسی بھی چیز کی خرید و فروخت کر سکے خواہ رب المال نے اس کی اجازت نہ ہی دی ہو کیونکہ اصل مقصد منافع کا حصول ہے اور وہ اس طرح ممکن ہو رہا ہے۔"

اور حنابلہ نے بھی یہ صراحت کی ہے کہ

أن حكم المضاربة حكم الشركة فيما للعامل أن يفعله من البيع والشراء أو القبض والإقباض ونحو ذلك . وإن أطلق رب المال فلا خلاف عندهم في جواز البيع حالاً([3])

"مضاربت کا حکم شرکت کے حکم کی طرح ہے کہ عامل کو یہ اختیار حاصل ہے کہ خرید و فروخت اور لینا دینا جائز ہے اور اگر مضاربت مطلقہ ہو تو بیع و شراء کے جائز ہونے میں کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے۔"

② بغیر اذن مضارب کوئی کام نہیں کر سکتا۔

③ بغیر اذن کے وہ ایسے کام کر سکتا ہے جن کے بارے میں اس سے کہا جائے کہ اس کو اپنے اختیار سے استعمال لاؤ۔([4])

---

[1] - بدائع الصنائع (87/6

[2] - الإقناع للشربيني،343/2

[3] - المغني 16/5،الإنصاف للمرداوي 56/5

[4] - بدائع الصنائع ،87/6

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿4﴾ اذن اور تعیین کر بھی دی جائے تو اس کے لیے محنت کرنا جائز نہیں ہے۔

مضارب کا ادھار کی تجارت کرنے سے متعلق امام ابن قدامہ رحمہ اللہ نے دو قول پیش کیے ہیں۔

1 مضارب کے لئے ادھار کی بیع کرنا درست نہیں ہے اس قول کے قائلین امام مالک، امام ابن ابی لیلی، اور امام شافعی رحمہم اللہ ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ مضارب کے لیے جائز نہیں ہے کیونکہ اب اس کی حیثیت نائب کی ہے تو نائب کے لیے بغیر صریح اجازت کے یہ تجارت کرنا جائز نہیں ہے اور احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے

2 یہ تجارت اس کے لئے جائز ہے اس موقف کو اختیار کرنے والے امام ابو حنیفہ اور ابن عقیل رحمہ اللہ وغیرہ ہیں۔ کیونکہ تجارت میں تو اجازت ہوتی ہیں اور مضاربت بھی عام تجارت کی طرح ہوتا ہے۔ اور یہ تاجر حضرات کی عادت ہے کیونکہ اس کا مقصد تو نفع کا حصول ہے اس تجارت میں نفع زیادہ ہوتا ہے۔ ([1])

حاصل کلام:

راجح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ جب تک صاحب مال اس کی صراحت کے ساتھ اجازت نہیں دیتا ادھار کی بیع مضارب کے لئے جائز نہیں ہے کیونکہ بعد میں اس سے مشکلات پیدا ہوتی ہیں جو جھگڑے کی وجہ بنتی ہیں۔ ([2])

OOO

[1] - المغني،23/5

[2] - المضاربة في الشريعة الإسلامية ص80،بتصرف المهذب 387/1 المغني26/5مغني المحتاج 316/2، الموسوعة الفقهية الكويتية 56/38، بتصرف الخدمات الاستثمارية في المصارف 262/1-269

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منافع میں سے کچھ حصہ معین کرنے کے متعلق شرائط عائد کرنا

اس عقد کی شرائط میں سے ہے کہ حاصل ہونے والا نفع فریقین میں مقرر تناسب کے اعتبار سے تقسیم ہو گا۔ اور بطور نفع کسی ایک کے لئے معین مقدار مقرر کرنا جائز نہیں ہے جیسے نفع میں سے ایک ہزار روپے اس کو ملیں گے، تو اس قسم کی شرط لگانا کہ مقرر فیصد کے ساتھ اور بھی مبلغ معین کرے تو یہ جائز نہیں۔ اور اس پر اجماع بھی ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وأجمعوا على إبطال القراض الذى يشترط أحدهما أو كلاهما لنفسه دراهم معلومة ([1])

اگر دونوں یا کوئی ایک اپنے لئے حصہ معین کرنے کی شرط لگائے تو اس پر اجماع ہے کہ اس قسم کی شرط سے مضاربت فاسد اور باطل ہو جائے گا۔ کیونکہ اس تحدید و تعیین سے عاقدین میں سے کسی ایک پر ضرر واقع ہو گا، اور ضرر کو ختم کرنا تو ضروری امر ہے۔ ([2])

امام کاسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَإِنْ شَرَطَا عَدَدًا مُقَدَّرًا: بِأَنْ شَرَطَا أَنْ يكُونَ لِأَحَدِهِمَا مِائَةُ دِرْهَمٍ من الرِّبْحِ أو أَقَلُّ أو أَكْثَرُ وَالْبَاقِي لِلْآخَرِ، لَا يَجُوزُ وَالْمُضَارَبَةُ فَاسِدَةٌ ([3]).

اگر دونوں یعنی صاحب مال اور عامل (مضارب) مقدار محدود اور متعین کریں کہ کسی ایک کے لئے منافع سے سو در روپیہ زیادہ یا کم کی شرط لگائیں تو یہ جائز نہیں اور اس سے مضاربت فاسد اور باطل ہو جاتا ہے۔ یہی بات ابن قدامہ نے بھی کی ہے۔ اس موضوع پر ہم پہلے منافع کے باب میں گفتگو کر چکے ہیں۔ ([4]).

---

[1] - الإجماع ص98

[2] - المغني، 23/5

[3] - بدائع الصنائع، 86/6

[4] - الخدمات الاستثمارية في المصارف، 199/1

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مال مضاربت کے متعلق ضمانت کی شروط

عقد مضاربت میں مضارب پر ضمانت کی شرط کے متعلق فقہاء کرام کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(1) یہ شرط باطل ہے، کیونکہ یہ عقد کے منافی ہے۔ یہ قول احناف کا ہے (1)، اور اسی طرح مالکیہ نے بھی اسے اختیار کیا ہے (2) اور ایک مشہور روایت کے مطابق حنابلہ کا موقف بھی یہی ہے (3)

لیکن کیا اس قسم کی شرط سے عقد فاسد ہو جاتا ہے؟

اس میں بھی دو قول ہیں:

الف: احناف اور حنابلہ کے نزدیک شرط تو باطل ہے مگر عقد درست و صحیح ہے۔

ب: شوافع، مالکیہ اور ایک روایت کے مطابق حنابلہ کے نزدیک شرط بھی باطل ہے اور عقد بھی باطل ہے۔

(2) شرط صحیح ہے اور اس کا اجراء بھی ہوگا یہ قول قتادہ، عبید اللہ بن حسن عنبری اور ایک روایت کے مطابق امام احمد رحمہ اللہ کا قول بھی یہی ہے اور متاخرین میں سے امام شوکانی نے اس کی تائید کی ہے (4)

جب مضارب خود اس شرط پر راضی ہو تب تو کوئی مسئلہ نہیں ہے کیونکہ آپس کی رضامندی ہی بنیادی علت ہے جس کی بناء پر لوگوں کا مال ایک دوسرے کے لئے حلال ہوتا ہے۔

---

1 -البحر الرائق (274/7)، المبسوط للسرخسي (157/11)، حاشية ابن عابدين (663/5)، درر الحكام شرح مجلة الأحكام (592/1)، شوافع(الحاوي الكبير (253/6

2 أ مواهب الجليل 36/6، الذخيرة217/9، كفاية الطالب353/2

3 - المغني129/5

4 - المغني،129/5السيل الجرار ،217/3

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل کلام:

راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ مضارب پر ضمانت کی شرط لگانا جائز ہے۔ اگر اس شرط کو حیلہ بنا کر کسی سودی مضاربت کا دروازہ کھولنا ہو تو یہ شرط حرام اور باطل ہے۔ اور اس طرح کے حیلے کی تمام اشکال حرام ہیں جن سے شرعی مقاصد کا بطلان لازم ہوتا ہو۔ عقد و معاہدہ میں اعتبار مقاصد اور مطلب کا ہے صرف الفاظ کا نہیں اسی طرح اوامر اور نواہی سے مراد اس کے حقائق ہیں صرف اس کی صورتیں مراد نہیں اور راجح مصلحت اور ضرورت اور سد ذرائع کو مد نظر رکھتے ہوئے اس شرط کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ ([1])

○○○

[1] - كلام ابن القيم -رحمه الله- حول الحِيلِ في إعلام الموقعين (241/3 قضايا فقهيّة معاصرة في المال والاقتصاد ص396-408، الخدمات الاستثمارية في المصارف 270/1، ورقة عمل بعنوان: "تساؤلات حول تصفية عقد المضاربة في البنوك الإسلامية"، عرض د. عبدالعظيم إصلاحي، وورقة عمل بعنوان: "هل يمكن لعامل المضاربة، ولاسيما إذا كان مصرفا أن يشترك في الخسارة مع رب المال؟، عرض: د. رفيق يونس المصري.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضارب کے حقوق

مضارب مال مضاربت میں اپنے کام کی وجہ سے دو حقوق کا مستحق ہوتا ہے

مال مضاربت سے نفقہ:

فقہاء کرام کا اس کے وجوب میں اختلاف ہے۔ اور اس میں تین قول ہیں۔

(1) **امام شافعی رحمہ اللہ کا موقف:** مضارب کے لئے مضاربت کے مال سے سفر و حضر دونوں کے لئے نفقہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ رب المال اسے اجازت دے دے، کیونکہ مضارب کے لئے بھی نفع کا ایک حصہ ہے اور وہ کسی دوسری چیز کا مستحق نہ ہوگا اور لی گئی چیز مضاربت میں بطور نفع شمار ہوگی، نیز اس لئے بھی کہ نفقہ کبھی کبھی بقدر نفع ہوتا ہے پس یہ انفرادی اتنا مال لینے والا ہوگا۔ اور کبھی نفقہ زیادہ ہوتا ہے تو راس المال سے اسے لینا پڑے گا، اور یہ مقتضی عقد مضاربت کے بنیادی اصولوں کے منافی ہے اور اگر عقد میں نفقہ کی شرط لگائی گئی تو عقد فاسد ہو گا۔ اور انہی میں سے ابراہیم نخعی اور حسن بصری رحمھا اللہ کے ہاں سفر و حضر میں اس کے لئے نفقہ ہوگا۔([1])

(2) **جمہور فقہاء کا موقف:** جمہور فقہاء ان میں سے حنفیہ اور مالکیہ اور زیدیہ کے ہاں سفر میں مضارب کے لئے نفقہ ہے جبکہ حضر میں اخراجات کا مستحق نہیں ہے اگر منافع ہو تو اس میں سے ورنہ راس المال سے کھانے اور کپڑے کے لئے نفقہ لے لے گا۔ البتہ امام مالک کے ہاں جب مال اس کو متحمل ہو اور حال اقامت میں مال مضاربت سے نفقہ نہیں، اپنے مال سے خرچ

[1] - مغني المحتاج 2\317، روضة الطالبين 5\135

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے گا، البتہ اگر مضاربت کی وجہ سے وہ ایسے کام میں مشغول ہو تو پھر اس کے لئے گنجائش ہے، اس صورت میں اسے مال مضاربت سے نفقہ لینا جائز ہے۔ (1)

③ **حنابلہ کا موقف:** حنابلہ کے ہاں مضارب اگر نفقہ کی شرط لگا لے تو سفر یا حضر میں اسے نفقہ ملے گا، ورنہ نہیں یہ بھی شوافع کی طرح بغیر شرط کے مضارب کے لئے نفقہ واجب قرار نہیں دیتے۔ جو جواز کے قائل ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ اگر مضارب کا نفقہ مال مضاربت سے نہ ہو تو لوگ اپنی حاجت کی بناء مضاربت کرنے سے رک جائیں گے، اور نفقہ سفر میں لازم ہونے کا سبب یہ ہے کہ اس نے اپنے آپ کو کمائی سے روکا ہوا ہے اور مضاربت کی وجہ سے سفر کر رہا ہے، تو یہ اس بیوی کے مشابہ ہو گیا جو قید کی وجہ سے نفقہ کی مستحق ہے۔ (2)

اور اگر نفقہ کی بات کی جائے تو یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ اس میں اختلاف ہے اور جواز کی حد تک لے رہا تو اس میں افراط و تفریط سے گریز کرے اور معروف طریق سے کھانا پینا، کپڑا اور ضروری اشیاء کا خرچ لے سکتا ہے۔ یعنی نفقہ کی مقدار فضول خرچی کے بغیر ہو جو تاجر حضرات کے ہاں معروف و مشہور ہو اگر معروف سے زیادہ ہو تو زیادہ کا ضامن ہو گا۔

مقررہ منافع:

مضاربت صحیحہ میں عمل کی وجہ سے مضارب طے شدہ نفع کا مستحق ہو گا بصورت دیگر اگر نفع نہ ہو تو مضارب کے لئے کچھ بھی نہیں ہو گا، کیونکہ وہ اپنے لئے کام کرنے والا ہے اور اجرت (مزدوری) کا مستحق نہ ہو گا۔ اور اگر راس المال اس کی کوتاہی کے بغیر تلف یا ضائع ہو جائے تو

---

1 - بدائع الصنائع 6\105

2 - فقه الاسلامی وادلته 3\383

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا وہ ضامن ہو گا بصورت دیگر عقد فاسد ہو جائے گا۔ حنفیہ اور مالکیہ نے اس کی صراحت کی ہے اور یہی موقف شافعیہ اور حنابلہ کی کتب میں ہے۔ (1)

مال مضاربت کا تلف ہونا

مضارب کا کام سرمایہ سے ہی شروع ہوتا ہے، جس کے متعلق فقہاء کرام نے شروط بیان کی ہیں جن کا پایا جانا ضروری ہے۔ تاکہ مضاربت صحیح و درست ہو۔ اگر کام شروع کرنے سے پہلے یا بعد میں سارا سرمایہ یا کچھ سرمایہ ضائع ہو جائے تو کیا مضاربت کا معاملہ باقی رہے گا؟

مال مضاربت کے تلف کی ممکنہ اشکال بیان کی جارہی ہیں جو درج ذیل ہیں:

کام سے پہلے سارے مال کا ضائع ہو جانا

اگر رب المال عامل کو ایک ہزار روپیہ مضاربت کے لیے دے کہ نفع ان کے مابین نصف نصف کے تناسب سے تقسیم ہو گا اور کوئی چیز خریدنے سے پہلے اگر وہ مال ضایع ہو جائے تو مضاربت باطل ہو جائے گی۔ کیونکہ جو محل کام کرنے کا تھا وہ فوت ہو گیا۔ مذاہب اربعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر مال تصرف سے پہلے تلف ہو جائے تو مضاربت باطل ہو جاتی ہے۔

جیسا کہ امام سرخسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَلَوْ دَفَعَ إِلَيهِ أَلْفَ دِرْهَمٍ مُضَارَبَةً بِالنِّصفِ، فَضَاعَتْ قَبْلَ أَنْ يَشْتَرِي بِهَا شَيئًا فَقَدْ بَطَلَتْ الْمُضَارَبَةُ لِفَوَاتِ مَحِلِّهَا (2)

"اگر صاحب مال عامل کو ایک ہزار درہم سرمایہ مضاربت کے لیے دے اس اعتبار سے کہ منافع میں نصف نصف کے تناسب سے تقسیم کریں گے، اور وہ سرمایہ کچھ خریدنے سے پہلے ضایع ہو جائے تو مضاربت باطل ہو جائے گی۔"

---

1 - الشرح الصغیر ،3\687، الکافی لابن عبد البر 2\112، المہذب 1\395،کشاف القناع 3\522

2 - المبسوط 22\169

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إذَا تَلِفَ الْمَالُ قَبْلَ الشِّرَاءِ انْفَسَخَتْ الْمُضَارَبَةُ لِزَوَالِ الْمَالِ الَّذِي تَعَلَّقَ الْعَقْدُ بِهِ [1]

"اگر خریدنے سے پہلے مال ضائع ہو جائے تو مضاربت فسخ ہو جائے گا، کیونکہ وہ مال ہی زائل ہو گیا جس کے متعلق عقد طے ہوا تھا۔"

کام سے پہلے کچھ مال کا ضائع ہونا

تصرف سے پہلے مال کے کچھ حصے تلف ہونے کی صورت میں فقہاء کی آراء مختلف ہیں کیا جو صاحب مال نے جو مال شروع میں دیا تھا وہ سب راس المال مانا جائے گا یا جو تلف ہونے سے بچ گیا وہ راس المال بنے گا؟

اس کے متعلق فقہاء کی دو طرح آراء سامنے آئی ہیں:

1. احناف اور مالکیہ کا یہ موقف ہے کہ جب مال کا کچھ حصہ کام شروع کرنے سے پہلے تلف ہو جائے تو عامل باقی مال میں تصرف کرے اور اس کو استعمال کرے اور اس ناقص مال کو مالک کام سے پہلے واپس نہ لے، تو عقد سارے مال میں ہی ہو گا۔ لیکن نفع تقسیم نہیں ہو گا جب تک راس المال مکمل اور پورا نہیں ہوتا۔ اور اگر اس کے بعد بھی کچھ بچت ہوتی ہے تو اس کو طے شدہ شرط کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔

امام سرخسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لَوْ هَلَكَ جَمِيعُ الْمَالِ إِلَّا عَشَرَةَ دَرَاهِمَ فَتَصَرَّفَا فِيهَا حَتَّى أَصَابَا مَالًا فَإِنَّهُ يَأْخُذُ رَبُّ الْمَالِ جَمِيعَ رَأْسِ مَالِهِ أَوَّلًا فَإِنْ بَقِيَ مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ، فَهُوَ الرِّبْحُ يَقْسِمُ بَيْنَ الْمُضَارِبِ وَرَبِّ الْمَالِ عَلَى مَا اشْتَرَطَا...أَنَّ الْعَقْدَ يَبْقَى فِي الْكُلِّ بَعْدَ هَلَاكِ بَعْضِ رَأْسِ الْمَالِ [2]

---

[1] - المغنی 5\48

[2] - المبسوط 22\49، 64، الهداية مع فتح القدير 7\87

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح امام مالک نے بھی اس کی تائید کی ہے(1)۔

2 شوافع اور حنابلہ کا موقف ہے کہ اگر راس المال کا کچھ حصہ کسی آسمانی آفت سے تلف ہو جائے تو اس کی تلافی راس المال سے ہوگی، نفع سے نہ ہوگی، شوافع کا قول ہے کہ وہ مضاربت فسخ ہو جائے گی۔ امام خرقی رحمہ اللہ نے بھی اس کی تائید کی ہے۔(2)

راجح

راجح موقف شوافع اور حنابلہ کا ہی معلوم ہو رہا ہے۔ کیونکہ مال تو تصرف سے پہلے ہی تلف ہو گیا جس میں عامل کی کوتاہی نہیں تو نقصان اصل مالک ہو گا۔ چنانچہ جس میں تلف ہوا وہ مضاربت فسخ ہو جائے گا اور جو بچ جائے گا اس کو راس المال بنایا جائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب

کام شروع کرنے کے بعد مال کا تلف ہونا

احناف، شوافع اور حنابلہ کی رائے یہ ہے کہ اگر مال مضاربت کو کام میں لانے اور اس میں تصرف کرنے کے بعد اس کا کچھ حصہ تلف ہو جائے تو اس کی تلافی نفع سے ہوگی بشرطیکہ نفع ہو، یعنی تلف یا خسارہ کی وجہ سے راس المال میں جو کمی آئے اس کو نفع سے پورا کیا جائے گا پھر اگر نفع نہ ہو یا تلف یا خسارہ نفع سے زیادہ ہو تو یہ راس المال سے ہوگا۔

اور اگر مال مضاربت اس وقت تلف ہو جبکہ مضارب نے اس سے سامان تجارت خرید لیا ہو اور فروخت کرنے والے نے نقدی وصول نہ کی ہو۔

اس میں فقہاء کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے تو اگر اس میں یہ معلوم ہو کہ یہ خریداری مضاربت کے لیے تھی تو رب المال پر لازم ہے کہ وہ اس کی قیمت ادا کرے۔ کیونکہ مضارب کا کام رب

---

1 - الشرح الکبیر 3\473، و التاج والاکلیل مع مواهب الجلیل 5\366

2 - مغنی المحتاج \319، المغنی مع الشرح الکبیر 5\168، روضة الطالبین 5\138

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المال کی اجازت سے ہی تھا، تو اس صورت میں رب المال کو کوئی اختیار نہیں ہو گا، اور اس قیمت کو ہی راس المال بنایا جائے گا، اور عامل پر کچھ نہیں ہو گا بشر طیکہ وہ امانتدار ہو اور اس کی طرف سے کوئی کمی و کوتاہی نہ ہوئی ہو۔ واللہ اعلم بالصواب جس کی تفصیل درج ذیل کتب میں دیکھی جا سکتی ہے۔([1])

مالک اور عامل کے مابین اختلاف کی صورتیں

بعض مسائل میں رب المال اور مضارب کے درمیان اختلاف رونما ہو سکتا ہے، ان میں سے چند حسب ذیل ہیں:

عموم و خصوص میں رب المال اور مضارب کا اختلاف

احناف نے عموم و خصوص میں رب المال اور مضارب کے اختلاف کی تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا:

اگر عموم و خصوص میں ان کا اختلاف ہو تو عموم کے دعوے دار کا قول معتبر ہو گا مثلا ایک فریق عمومی تجارت میں یا عمومی مقامات پر یا عام اشخاص کے ساتھ مضاربت کا دعوی کرے لیکن دوسرا فریق کسی خاص نوع کی تجارت خاص مقام اور خاص شخص کے ساتھ مضاربت کا دعوی کرے اس لئے عموم کے دعوے دار کا قول عقد کے مقصود یعنی نفع کے موافق ہے اور نفع عموم میں زیادہ ہوتا ہے۔ اور اگر قید لگانے اور نہ لگانے میں دونوں

---

[1] - الاختیار 3\20، مغنی المحتاج 2\319، المغنی مع الشرح الکبیر 5\168؛ المبسوط 22\168، الموطا حاشیة المنتقی5\180، بدایة المجتهد 2\241، تکملة شرح المهذب 14\220، المغنی 5\183

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا اختلاف ہو جائے تو قید نہ لگانے والے والے کے قول کا معتبر ہو گا، اس لئے کہ یہ عقد کے مقصود، یعنی نفع کے زیادہ قریب ہے۔([1])

راس المال کی مقدار میں رب المال اور مضارب کا اختلاف:

اگر مضاربت کے لئے دیئے گئے راس المال کی مقدار میں رب المال اور مضارب کا اختلاف ہو اور رب المال یہ کہے کہ میں نے دو ہزار دیا اور عامل کہے: نہیں بلکہ تم نے ایک ہزار دیا۔ یا دونوں کا اختلاف خیانت اور تعدی میں ہو مثلا رب المال خیانت کا دعوی کرے اور مضارب اس کا انکار کرے تو ان دونوں صورتوں میں مضارب کا قول معتبر ہو گا، کیونکہ وہ مدعا علیہ ہے اور وہ امین ہے۔ ادر بعض کا قول ہے کہ عامل کی بات مع القسم مانی جائے گی۔ البتہ امام زفر کا ایک قول ہے کہ رب المال کی بات معتبر ہو گی۔

لیکن جمہور فقہاء کا موقف یہ ہے کہ مضارب کا قول معتبر ہو گا۔ کیونکہ وہ امین ہے اور امین کی تصدیق کی جائے گی۔ اور اس پر امام منذر نے اجماع بھی نقل کیا ہے جس کا ذکر صاحب المغنی نے کیا ہے۔([2])

نفع کے مشروط جزو کی مقدار میں رب المال اور مضارب میں اختلاف

احناف اور حنابلہ کا مذہب کہ اگر نفع کے مشروط جزء کی مقدار مین رب المال اور مضارب کے مابین اختلاف ہو مثلا مضارب نصف کا دعوی کرے اور رب المال کہے: ایک تہائی تھا، تو رب المال کا قول معتبر ہو گا، کیونکہ صاحب المال نصف سے زیادتی کا انکار کر رہا ہے اور منکر کی بات معتبر ہوتی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

[1] ۔ المبسوط 22\43، البدائع والصنائع 6\109، المنتقى 5\173، مغني المحتاج2\321،المغنی5\192

[2] ۔ تكملة شرح المهذب 14\219، المغنی 5\192

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الیمین علی المدعی (1)

"قسم مدعاعلیہ پر ہوتی ہے۔"

❁مالکیہ کا موقف ہے کہ منافع کی مقدار میں مضارب کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہو گا کیونکہ وہ امین ہے اور اس میں دو شرطیں ہیں:

اول یہ کہ: وہ ایسے اعمال کرے جو مضاربت میں لوگ کرتے ہیں

دوم یہ کہ: جو مال خرچ ہو چکا وہ مضارب کے قبضہ میں حسی یا معنوی طور پر ہو اور اگر وہ مال مالک کو علیحدگی کے طور پر دے دے تو مضارب کا قول معتبر نہیں ہو گا۔

❁شوافع کا موقف ہے کہ اگر عقد مضاربت کے فریقین کا مضارب کے لئے مشروط نفع کی مقدار میں اختلاف ہو تو دونوں حلف اٹھائیں گے جیسے خرید و فروخت کرنے والے حلف اٹھاتے ہیں جب وہ حلف اٹھالیں تو عقد فسخ کر دیا جائے گا اور نفع و خسارہ مالک کے ساتھ خاص ہو گا اور عامل کے لئے اجرت مثل ہو گی۔(2)

راس المال کی صفت میں دونوں کا اختلاف

اگر دونوں راس المال کی صفت میں اختلاف کریں مالک یہ کہے میں نے تمہیں مضاربت ودیعت یا بضاعت (اس میں سارا نفع مالک ہوتا ہے کیونکہ عامل نے تبرعا یعنی کی غرض سے کام کیا ہے) کے طور پر دیا تھا تاکہ تو خرید و فروخت کرے اور عامل کہے نہیں آپ نے تو مجھے بطور قرض دیا تھا نفع میرا ہے۔

---

1 ۔ صحیح مسلم، کتاب الأقضیة، باب الیمین علی المدعی علیه، حدیث:3314

2 ۔ المبسوط 22\89، البدائع 6\109، الفتاوی الهندیه 4\324، کشاف القناع 3\523، الشرح الکبیر و حاشیة الدسوقی 3\537، 520، روضة الطالبین 5\145، اسنی المطالب 2\392

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احناف، شوافع اور حنابلہ کے نزدیک رب المال کی بات معتبر ہوگی کیونکہ دی گئی چیز اس کی ملکیت ہے۔ تو اس کے ہاتھ سے کس صفت و کیفیت سے نکلی اسی کی بات معتبر ہوگی نیز اس لئے بھی کہ مضارب رب المال کی تملیک کا دعویدار ہے اور وہ منکر ہے۔ اور مالکیہ کے ہاں عامل کی بات قسم کے ساتھ معتبر ہوگی جیسے نفع کی مقدار میں ہوتا ہے اور اس کے لئے کہ وہ امین بھی ہے۔

اگر رب المال کہے میں نے مال بطور قرض تمہیں دیا تھا اور مضارب کہے مضاربت کے لئے دیا تھا تو اس صورت میں جمہور علماء کے ہاں مضارب کی بات کا اعتبار ہوگا کیونکہ اس بات پر دونوں متفق ہیں کہ مال رب المال کی اجازت لیا گیا ہے، رب المال مضارب پر ضمان کا دعوی کر رہا ہے اور مضارب منکر ہے تو اس کی بات معتبر ہوگی، مالکیہ کے نزدیک رب المال کی بات قسم کے ساتھ معتبر ہوگی اس وجہ سے کہ اصل یہ ہے کہ مال پر ضمان کا ہونا چاہیے جیسا کہ رب المال کے دعوی کا تقاضہ ہے۔([1])

راس المال کے تلف ہونے میں رب المال اور مضارب کا اختلاف

اس پر فقہاء کرام کا اتفاق ہے کہ اگر مال کے تلف ہونے میں رب المال اور مضارب میں اختلاف ہو یعنی مضارب اس کے تلف ہونے کا دعوی کرے اور رب المال اس کا انکار کرے تو عامل کی بات معتبر ہوگی، اس لئے کہ وہ امین ہے اور اصل چیز خیانت کا نہ ہونا ہے۔([2])

[1] - تبيين الحقائق: 75/ 5، تكملة فتح القدير: 86/ 7، البدائع: 110/ 6، المبسوط: 91/ 22، المغني: 71/ 5، الشرح الصغير: 707/ 3، المدونة 127\5، كشاف القناع 24\3

[2] - روضة القضاة للسمناني 2 / 593، والشرح الصغير وحاشية الصاوي 3 / 706 - 707، وروضة الطالبين 5 / 145، 6 / 346، والمغني 5 / 76, المبسوط 22\141,البدائع 6\114, الشرح الكبير 3\479, مغنى المحتاج 2\322، المغنى 5\192

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راس المال کا رب المال کو واپس کرنے میں فریقین کا اختلاف

راس المال کو رب المال کو واپس کرنے کے حوالے سے فقہاء کے مابین اختلاف ہے۔ جس میں احناف، شوافع اور ایک قول کے مطابق حنابلہ کا مذہب بھی یہ ہے کہ:

اگر مال مضاربت کو اس کے مالک کی طرف واپس لوٹانے یا نہ لوٹانے میں رب المال اور مضارب کا اختلاف ہو تو مضارب کا قول معتبر ہو گا۔

جبکہ مالکیہ کا موقف ہے کہ مضارب کا قول اس صورت میں معتبر ہو گا کہ جب اس نے مالک سے مال لیا تھا اس کی کوئی دلیل نہ ہو۔ اس لئے کہ اصول یہ ہے کہ جو چیز گواہ بنا کر لی جاتی ہے گواہ بنائے بغیر اس سے بری الذمہ ہونا ممکن نہیں ہے۔ اور واپس لوٹانے کے دعوی پر اس کا حلف اٹھانا ضروری ہے۔ ([1])

مضاربت کا فسخ ہونا

مضاربت چند اسباب کی وجہ سے فسخ ہو جاتا ہے ان میں سے ممکنہ اشکال درج ذیل ہیں:

(1) فریقین میں سے کسی ایک کا فوت ہو جانا

اگر رب المال یا مضارب میں سے کوئی ایک فوت ہو جائے تو جمہور کے نزدیک مضاربت فسخ ہو جائے گی۔ اس لئے کہ مضاربت وکالت بھی ہوتی ہے اور وکالت وکیل کی موت سے ختم ہو جاتی ہے۔ جبکہ اس میں مالکیہ کا موقف یہ ہے کہ فریقین میں سے کسی ایک کی وفات سے مضاربت

---

[1] - روضة القضاة للسمناني 2 / 594، والمدونة 5 / 128، وحاشية الدسوقي 3 / 536، وشرح الخرشي وحاشية العدوي 6 / 224، والمهذب 1 / 396، وروضة الطالبين 5 / 145، والمغني 5 / 77، والإنصاف 5 / 455

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فسخ نہیں ہوگی بلکہ مضارب کے ورثاء اگر امین ہو تو وہ مضاربت جاری رکھ سکتے ہیں یا کسی امین کے حوالے کردیں۔([1])

② فریقین میں سے کسی ایک کی اہلیت کا فقدان

بسااوقات رب المال یا مضارب کی اہلیت پر عوارض پیش آتے ہیں جو اہلیت کو ختم کردیتے ہیں یا اس کو ناقص بنادیتے ہیں، جو مضاربت کے ختم کرنے کا سبب ہوتا ہے انہی عوارض میں سے چند معروف یہ ہیں:

❶ جنون (پاگل پن): فقہاء کا مذہب ہے اگر عقد کے ایک فریق پر جنون مطبق (لگاتار جنون) طاری ہو جائے تو اس سے عقد باطل ہو جائے گا۔ اور ہر وہ چیز جو جس سے وکالت باطل ہو جائے اس سے مضاربت بھی باطل ہو جاتی ہے۔

❷ اغماء (بے ہوشی): شافعیہ نے صراحت کی ہے کہ اغماء مضاربت کے فسخ کا سبب ہے انہوں نے کہا: اگر عقد مضاربت کے کسی ایک فریق پر بے ہوشی طاری ہو جائے تو عقد فسخ ہو جائے گا۔ جیسے جنون اور موت کی وجہ سے فسخ ہو جاتا ہے۔

❸ حجر (پابندی): حنفیہ اور حنابلہ نے صراحت کی ہے کہ عاقدین میں کسی ایک پر طاری ہونے والے حجر (پابندی) سے مضاربت باطل ہو جاتی ہے۔([2])

③ مضاربت کو فسخ کرنا

مضاربت فسخ کرنا فریقین کی طرف سے ارادی طور پر یا کسی ایک کا ارادۃً فسخ کرنا۔ اور مضارب کے یہ کہنے سے مضاربت فسخ ہو جائے گی کہ میں نے مضاربت کو فسخ کردیا یا اس کو باطل کردیا

---

[1] - القوانين الفقهية: ص 283. بدائع الصنائع 6 / 122، وحاشية ابن عابدين 4 / 489، ومغني المحتاج 2 / 319 - 320، ونهاية المحتاج 5 / 237، وكشاف القناع 3 / 522

[2] - بدائع الصنائع 6 / 112، ونهاية المحتاج 5 / 237، وكشاف القناع 3 / 522مغني المحتاج 2 / 319. الدر المختار 4 / 489

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وغیرہ یارب المال، مضارب سے یہ کہے کہ اس کے بعد تصرف نہ کرو، وغیرہ اور عملی طور پر بھی ہوتا ہے، جیسے رب المال کا راس المال کو واپس لے لینا وغیرہ۔

رب المال اور مضارب میں سے ہر ایک کے لئے جائز ہے کہ وہ جب چاہے تنہا اپنے ارادہ سے عقد کو فسخ کردے اس پر فی الجملہ فقہاء کا اتفاق ہے۔

احناف کے نزدیک رب المال اور مضارب میں سے ہر ایک کے لئے فسخ کرنا جائز ہے بشرطیکہ دوسرے کو اس کا علم ہو، اور فسخ کے وقت راس المال نقدی کی صورت میں ہو۔

البتہ مالکیہ کے نزدیک کام شروع کرنے کی وجہ سے دونوں پر یہ عقد لازم ہو گیا، لہذا دونوں کے اتفاق سے ہی فسخ کیا جاسکتا ہے، اور مالکیہ کے علاوہ باقی حضرات اسے عقد لازم قرار نہیں دیتے [1]۔

④ راس المال (سرمایہ) کا تلف ہو جانا:

فقہاء کا مذہب ہے کہ مال مضاربت جس کو مضارب نے وصول کیا ہے اور مضاربت کے لئے خریداری میں ابھی استعمال نہیں کیا ہے تو مضاربت فسخ ہو جائے گی، یہ اس لئے کہ جو مال مضاربت کے لیے متعین ہے، اور اس کے ساتھ عقد مضاربت کا تعلق ہے، وہ زائل ہو گیا، یہ سارا مال تلف ہونے کی صورت میں ہے، اور اگر اسی حالت میں کچھ مال تلف ہو تو مضاربت، تلف شدہ راس المال کے بقدر فسخ ہو جائے گی، اور باقی ماندہ مال مضاربت پر باقی رہے گا۔ جیسا کہ سابقہ صفحات میں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ [2]

---

[1] - البدائع: 6 ص 112 ومابعدها، تكملة فتح القدير: 74/ 7 ومابعدها، تبيين الحقائق للزيلعي: 5 ص 66 ومابعدها، مجمع الضمانات: ص 308، رد المحتار على الدر المختار: 4 ص 510، وانظر مغني المحتاج: 2 ص 319 ومابعدها، المهذب: 1 ص 388، المغني: 5ص58، كشاف القناع: 2 ص 269، الشرح الكبير للدردير: 3 ص 535

[2] - بدائع الصنائع 6 / 113, المبسوط 22\169,الشرح الكبير 3\473,مغنى المحتاج2\319,المغني5\183

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

5 رب المال یا مضارب کا مرتد ہو جانا:

جب رب المال مرتد ہو جائے، مر جائے یا ارتداد پر اسے قتل کیا جائے یا وہ دار الحرب چلا جائے ،اور قاضی اس کے دار الحرب جانے کا فیصلہ بھی کر دے تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ہاں ارتداد کے دن سے مضاربت باطل ہو جائے گی۔ اور اگر مضارب مرتد ہو جائے تو مضاربت اپنے حال پر باقی رہے گی کیونکہ اہلیت موجود ہے۔([1])

OOO

[1] - المبسوط : 19 ص 104، 22 ص 86، تکملۃ فتح القدیر : 7 ص 76

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضاربت مطلقہ میں تصرفات مضارب

عمل مضاربت کی نوعیت کے اعتبار سے دو اقسام ہیں

اول: (الف) مضاربت مطلقہ

(ب) مضاربت مقیدہ

دوم: (الف) مضاربت فردیہ

(ب) مضاربت مشترکہ

مضاربت کے اس عمل میں مضارب کے تصرفات ایک اہم موضوع ہے جس کا بنظر غائر تحقیقی جائزہ لینا بہت ضروری ہے کہ رب المال نے جس شخص کو اپنا مال برائے مضاربت دیا ہے اسے جیسا کہ سطور سابقہ میں بیان کیا گیا کہ اسے مضارب کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ مضارب اس مال میں کس حد تک تصرف کا اختیار رکھتا ہے کیا وہ اس مال کو اپنی مرضی کے مطابق خرچ کر سکتا ہے یا نہیں اور اس خرچ کی نوعیت کیا ہوگی۔

فقہاء نے اس موضوع پر بہت تفصیل سے کلام کیا ہے کہ ان میں سے بعض نے مضاربت مطلقہ میں مضارب کو بعض امور میں تصرفات کی اجازت دی ہے اور بعض فقہاء نے اس سے منع کیا ہے اور کچھ نے اس موضوع پر بات ہی نہیں کی۔

مضارب کے تصرفات اخراجات

لہٰذا اس حوالے سے فقہاء کے اقوال کا جائزہ لیا جائے تو یہ اقوال درج ذیل ہے:

❁ احناف: اگر عمل مضاربت کے طے شدہ معاہدہ میں اس امر کا ذکر کیا گیا ہے کہ فلاں فلاں معاملات میں مضارب کو خرچ کرنے کی اجازت ہے تو وہ طے شدہ اخراجات کرنے کا مجاز ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وگرنہ اس کی اجازت نہیں ہے۔ گو کہ خود فقہاء احناف کا اس بارے میں اختلاف ہے لیکن اگر اسے اختصار کے ساتھ اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے

1. اشیاء صرف کی خرید و فروخت
2. ادھار خرید و فروخت
3. کچھ معاملات میں دیگر احباب کی معاونت طلب کرنا
4. کچھ اشیاء صرف کی خرید و فروخت میں کسی کو وکیل مقرر کرنا
5. خرید و فروخت کے لیے شہر سے باہر سفر کے اخراجات

اور وہ امور یا معاملات جس میں مضارب کو رب المال کی اجازت کی ضرورت ہے وہ درج ذیل ہے

1. موجودہ مال سے زائد مال کی ضرورت محسوس ہونے پر قرض لینا
2. رب المال کا مال بطور قرض کسی اور کو دینا
3. مال مضاربت کو کسی اور جگہ بطور مضاربت دینا
4. مال مضاربت کے ساتھ اپنا ذاتی مال ملانا[1]

❁ مالکیہ: احناف کے برخلاف مالکیہ میں یہ تقسیم نہیں پائی جاتی لیکن ان کی کتب میں عمومی طور پر چند نقاط جس میں تفاصیل نہیں ملتی۔

1. معاہدہ میں طے شدہ اقرار کے مطابق تصرف کرنا
2. معاہدہ میں ممنوع امور میں اخراجات کی ممانعت

---

[1] أ(البدائع، 6/96

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقہاء احناف نے جو تفاصیل مضارب کے تصرفات کے ضمن میں بیان کی ہیں وہی معاملات عمومی طور فقہ مالکی کی کتب میں دیگر مقامات پر بیان کیے گئے ہیں لیکن انہیں اس عنوان کے تحت بیان نہیں کیا گیا([1])

❁**شوافع:** مضارب کے حق تصرفات میں شوافع کا قول بھی مالکیہ کی طرح ہی ہے جس کی تفصیل درج ذیل کتاب میں ذکر کی گئی ہے اور اس تفصیل کو خشیت طوالت کی وجہ سے بیان نہیں کیا جارہا([2])

❁**حنابلہ:** مالکیہ اور شوافع کے برخلاف حنابلہ نے مضارب کے حق تصرفات کو تفصیل سے بیان کرتے ہوئے اسے چار اقسام میں تقسیم کیا ہے

اول: معاہدہ کے عین مطابق

دوم: حسب ضرورت رب المال سے اجازت لینے کے بعد

سوم: محدود اختیارات کے تحت

چہارم: جن امور کی ممانعت کر دی گئی ہو وہ مطلقاً منع ہیں([3])

خلاصہ کلام:

اگر مذاہب اربعہ کے اقوال کا بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو ایک بات سامنے آتی ہے مضاربت مطلقہ میں صرف معاہدہ طے پا جانے سے ہی مضارب کو ہر قسم کے تصرفات کا حق حاصل نہیں ہوتا الا یہ کہ معاہدہ میں طے شدہ قرار کے مطابق عمل کیا جائے اور اگر اس میں یہ امر بھی ذکر

---

[1] - حاشیة الدسوقی مع الشرح الکبیر، 3/469 تا 473

[2] مغنی المحتاج، 2/315 تا 317

[3] - المغنی مع الشرح الکبیر، 5/162

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دیا جائے کہ کچھ معاملات میں بوقت ضرورت مضارب اس حد تک اسے تصرفات کی اجازت ہے اور وہ معاملات بھی طے کر لیے جائیں۔ البتہ کچھ معاملات میں اختلاف موجود ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

1 بوقت ضرورت سفری اخراجات

احناف اور مالکیہ اور حنابلہ کا ایک قول کے مطابق مضارب کو اگر شہر سے باہر تجارتی سفر کرنا ہو تو اس کے اخراجات مال مضاربت سے منہا کیے جائیں جبکہ شوافع اور حنابلہ کے ایک قول کے مطابق یہ ممنوع ہے۔

خلاصہ کلام:

عمل مضاربت کا دو فریقوں کے مابین طے پانا صرف اور صرف حصول منفعت کے لیے ہے اور اگر اس کی ضرورت بھی ہو اور اشیاء تجارت کے حوالے سے سفر کی بنیاد پر مالی منفعت میں اضافہ متوقع ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں جبکہ مضاربت ضرب سے مشتق ہے جس کا ایک مفہوم سفر کرنا بھی ہے۔ لہذا اس میں مضارب کو اس امر کا حق حاصل ہے کہ وہ حسب ضرورت اس میں تصرف کرے الا یہ کہ اگر سفری اخراجات غیر متوقع طور پر طے شدہ حدود سے بڑھ جائیں تو رب المال کو نہ صرف باخبر کیا جائے بلکہ اس کی رضامندی بھی حاصل کی جائے

2 مضارب کے ذاتی اخراجات

مضارب کے ذاتی اخراجات کے حوالے سے اصل تو یہ ہے کہ وہ اپنے ذاتی اخراجات مال مضاربت سے نہ لے کیونکہ وہ مالی منفعت کے لیے عمل مضاربت میں حصہ لے رہا ہے لہذا اگر وہ مال مضاربت میں سے کچھ مال اپنے ذاتی اخراجات میں صرف کرتا ہے تو یہ مقررہ حدود سے تجاوز ہے لیکن اس کے باوجود فقہاء کا اس میں اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❁ **احناف:** قیاس کا تقاضا تو یہ ہے کہ مضارب مال مضارب میں سے اپنے ذاتی اخراجات کی مد میں کچھ نہ لے کیونکہ وہ بحیثیت وکیل کے عمل کر رہا ہے لیکن اگر وہ مضارب سفر تجارت کی غرض سے شہر سے باہر ہے تو مقررہ حد تک اور ضروری اخراجات کی مد میں سے خرچ کر سکتا ہے جیسا کہ رہائش اور طعام وغیرہ اور ضروری فون کر سکتا ہے لیکن اپنے ہی شہر میں ذاتی اخراجات کرنا ممنوع ہے۔ اس میں امام سرخسی نے المبسوط میں بہت تفصیل سے گفتگو کی ہے جو 2 صفحات پر پھیلی ہوئی ہے جس کا خلاصہ درج بالا سطور میں رقم کر دیا گیا ہے[1]

❁ **مالکیہ:** اکثر مالکی فقہاء نے مضارب کو مال مضاربت میں سے حسب ضرورت مال لینے کی مشروط اجازت دی ہے حتی کہ مضارب اپنے ہی شہر میں موجود کیوں نہ ہو اور وہ شرط یہ ہے کہ مال مضاربت اتنی مقدار میں ہو کہ مضارب کے حسب ضرورت و مقدار خرچ کرنے سے اس مضاربت پر کسی قسم کے منفی اثرات مرتب نہ ہوں اور دوسری شرط یہ ہے کہ مضارب اپنے شہر سے دور کسی اور شہر میں مضاربت کر رہا ہو۔ اسی وجہ سے جب وہ اپنے شہر کا سفر اختیار کر رہا ہوں تو سفری اخراجات لینے کا حقدار نہیں لیکن شہر مضاربت کی طرف سفر کرنے کی صورت میں سفری اخراجات لے سکتا ہے[2]

❁ **شوافع:** شوافع کے معروف قول کے مطابق مضارب مال مضاربت سے کسی بھی صورت میں خرچ نہیں کر سکتا جبکہ ایک غیر معروف قول کے مطابق بوقت ضرورت شدید خرچ کر سکتا ہے اور وہ بھی صرف ہنگامی کیفیت میں۔[3]

---

[1] - المبسوط، 22/62 تا 63

[2] - المنتقی، 5/171

[3] - مغنی المحتاج، 2/317

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❁ حنابلہ: حنابلہ کے اس بارے میں دو اقوال ہیں پہلے قول کے مطابق وہ اپنے ذاتی اخراجات مال مضاربت سے پورے نہیں کر سکتا اور دوسرے قول کے مطابق جب مضارب اپنے شہر سے باہر سفر تجارت اختیار کرے تو حسب ضرورت مال مضاربت میں سے خرچ کر سکتا ہے ([1])

ترجیح:

فقہاء مذاہب اربعہ کے اقوال کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس امر پر سب متفق ہیں کہ حالت حضر میں وہ مال مضاربت سے اپنی ذاتی اخراجات کی مد میں سے خرچ نہیں کر سکتا البتہ اگر وہ شہر سے باہر سفر کرتا ہے اور اس کا یہ سفر ذاتی اغراض کے لیے ہے تو کچھ اقوال کے مطابق اگر مال مضاربت اس کا بوجھ اٹھا سکتا ہے تو حسب ضرورت کوئی حرج نہیں لیکن اگر یہ سفر تجارتی سفر ہے تو اس کے تمام اخراجات مال مضاربت سے ہی مکمل کیے جائیں گے۔

OOO

[1] - المغنی، 5/153

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مال مضاربت سے زائد خرید و فروخت کرنا

مضارب کے تصرفات میں دوسرا اہم ترین مسئلہ یہ ہے کہ کیا مضارب کے پاس یہ اختیار ہے کہ بوقت ضرورت مال مضاربت سے زائد مالیت کی خرید و فروخت کر سکے۔ اس امر پر جمہور فقہاء متفق ہیں کہ مضارب کے لیے جائز نہیں ہے کہ رب المال کی اجازت کے بغیر مال مضاربت کی مالیت سے زائد مالیت کی خرید و فروخت نہیں کر سکتا۔ لیکن اس امر پر اختلاف ہے کہ کیا رب المال کے پاس یہ حق ہے کہ وہ مضارب کو مال مضاربت کی مالیت سے زائد خرید و فروخت کی اجازت دے۔

❁ احناف: احناف کے نزدیک رب المال کے پاس یہ حق و اختیار ہے کہ وہ مضارب کو اس امر کی اجازت دے کہ مال مضاربت کی مالیت سے زائد مال کی خرید و فروخت کر سکے لیکن اس کے بعد رب المال اور مضارب دونوں شراکت وجوہ میں شریک ہو جاتے ہیں۔ اور حاصل شدہ منافع بھی الگ الگ نسبت سے تقسیم ہو گا یعنی مال مضاربت پر مالی منفعت الگ ہو گی اور جو اضافی قرض لیا گیا ہے اس پر حاصل شدہ منافع الگ نسبت سے تقسیم ہو گا جس کی تفصیل شرکت وجوہ کے اعتبار سے طے کی جا سکتی ہے (1)

❁ مالکیہ: مالکیہ کے نزدیک مضارب کسی بھی صورت میں مال مضاربت سے زائد مالیت کی خرید و فروخت نہیں کر سکتا خواہ رب المال اس کی اجازت بھی دے لیکن اگر وہ ایسا کرتا تو یہاں مالکی فقہاء کا بھی وہی موقف ہے جو احناف کا ہے (2)

---

1 - المبسوط، 22/180

2 - الدسوقی مع الشرح الکبیر، 3/469 تا 471

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❁ **شوافع:** شوافع کے نزدیک مضارب مال مضاربت سے زائد مالیت کی خرید و فروخت نہیں کر سکتا کہ یہ رب المال کے حقوق کے خلاف ہے لیکن اگر رب المال اجازت دیتا ہے تو بقدر اجازت اس کے لیے جائز ہے[1]

❁ **حنابلہ:** حنابلہ بھی شوافع کا موقف کی تائید کرتے ہیں[2]

ترجیح:

فقہاء مذاہب کا بنظر غائر جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں سب سے صائب رائے احناف کی ہے کیونکہ اگر مضارب مال مضاربت سے زائد مالیت پر اگر خرید و فروخت کرتا ہے تو اس سے رب المال بھی استفادہ کرتا ہے مضارب کا مال مضاربت سے زائد مالیت کی خرید و فروخت کی بنیاد بھی رب المال کی طرف سے مال مضاربت ہی ہے لیکن یہ فرق مد نظر رکھا جائے کہ مال مضاربت پر حاصل شدہ منافع اور زائد مالیت کی خرید و فروخت پر منافع دونوں کا الگ الگ نسبت سے تقسیم کیا جائے گا پہلا منافع مضاربت کی رو سے اور دوسرا منافع شرکت وجوہ کی رو سے عمل میں لایا جائے گا۔

مال مضاربت میں دوسرلمال کا ملانا

تصرفات مضارب میں تیسرا اہم موضوع یہ ہے کہ کیا مضارب کے پاس امر کا اختیار ہے کہ وہ مال مضاربت میں اپنا یا کسی اور کا مال ملا کر تجارت یا مضاربت کرے۔ مال مضاربت میں کسی دوسرے فریق کا مال ملانے کے لیے کسی اضافی معاہدہ کی ضرورت ہے یا صرف رب المال کی اجازت ہی کافی ہے۔ فقہاء کا اختلاف درج ذیل ہے

---

[1] - مغنی المحتاج، 2/316

[2] - المغنی، 5/158

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❁ احناف: مضارب کے لیے جائز نہیں ہے کہ مال مضاربت میں کسی دوسرے فریق یا اپنا مال ملائے الا یہ کہ رب المال کی باقاعدہ اجازت ہو اور اس مال کا باقاعدہ حساب رکھا جائے۔[1]

❁ مالکیہ: مالکیہ کے نزدیک مال مضاربت میں کسی دوسرے فریق کا مال ملانا جائز ہے لیکن اس صورت میں دونوں کا حساب الگ الگ رکھا جائے اور عمل مضاربت میں دوسرے فریق کے مال کا شامل ہونا باعث مصلحت ہو. لیکن اگر کسی دوسرے فریق کے مال کے خلط ہونے سے رب المال کو ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہو تو اس سے اجتناب کیا جائے گا۔[2]

❁ شوافع: شوافع کے نزدیک اگر مضارب عمل مضاربت کے شروع ہونے سے قبل دونوں کے اموال کو اس طرح ملاتا ہے کہ رب المال کے ساتھ زیادتی نہ ہو تو اس میں کوئی مضایقہ نہیں ہے بالخصوص دونوں آپس میں باہمی طور پر شروط طے کر لیں بصورت دیگر یہ جائز نہیں۔[3]

❁ حنابلہ: حنابلہ کے نزدیک مضارب کے لیے جائز نہیں کہ مال مضاربت کے ساتھ کسی اور فریق کا مال ملائے کیونکہ جو مال اس کے پاس موجود ہے وہ امانت ہے لیکن اگر رب المال عمومی اجازت دے دیتا ہے کہ جس طرح تم مناسب سمجھو کر سکتے ہو تو پھر مضارب کا حق تصرف برقرار رہتا ہے لیکن ان کی اجازت کے پس منظر میں کچھ فقہاء کا یہ قول بھی موجود ہے کہ جس مال کی اجازت دی جا رہی ہے وہ مال بھی رب المال کا ہی ہے لیکن وہ اس نے مضاربت کے علاوہ یا بعد میں دیا تھا۔

---

[1] - المبسوط، 22/28

[2] - الشرح الکبیر مع حاشیة الدسوقی، 3/468تا 469)(التاج والاکلیل مع المواہب الجلیل، 5/364

[3] - مغنی المحتاج، 2/322

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجیح وخلاصہ:

سابقہ اقوال کو جمع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ احناف، شوافع اور حنابلہ اس امر پر متفق ہیں کہ رب المال کی اجازت کے بغیر مضارب کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے فریق کا یا فریق اول کا ہی مال اس میں ملائے۔ لیکن اگر رب المال اجازت دے دیتا ہے تو پھر کوئی حرج نہیں اور مالکیہ کچھ شروط کے ساتھ اس کی اجازت دیتے ہیں۔

لیکن مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ کہ پہلا مال مضاربت کو اگر مضاربت میں استعمال نہیں کیا گیا تو اس موقع پر دوسرا مال ملایا جا سکتا ہے بشرطیکہ عمل مضاربت اور مضاربت کو ضرر نہ ہو اور دونوں اموال کی مقدار واضح ہو خواہ مال پہلے فریق نے ہی دوبارہ دیا ہو یا کسی اور فریق نے دیا ہو۔

مضارب کا ادھار خرید و فروخت کرنا

فقہاء کا اس امر پر بھی اختلاف ہے کہ کیا مضارب محض معاہدہ مضاربت طے ہو جانے کے بعد ادھار خرید و فروخت کر سکتا ہے یا بوقت ضرورت ادھار خرید و فروخت کر سکتا ہے اس اختلاف کی تفصیل درج ذیل ہے

❁ **احناف:** معاہدہ مضاربت طے ہو جانے کے بعد مضارب کے لیے جائز ہے کہ وہ ادھار خرید و فروخت کر سکے کیونکہ یہ عمومی طور پر تجارت میں تجار کیا کرتے ہیں([1])

❁ **مالکیہ و شوافع:** مالکیہ اور شوافع نے مضارب کو رب المال کی اجازت کے بغیر ادھار خرید و فروخت کرنے سے منع کیا ہے([2])

---

[1] - المبسوط، 22/38

[2] - المنتقی، 5/175) (مغنی المحتاج، 2/315

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ حنابلہ: حنابلہ کے اس بارے میں دو اقوال ہیں ایک جواز پر اس وقت جب یہ بات معاہدہ میں طے کرلی جائے اور رب المال کی عمومی اجازت موجود ہو ان دونوں امور کی غیر موجودگی میں ممانعت ہے

ترجیح وخلاصہ:

فقہاء کے اس بارے میں دو قول ہیں۔ پہلا قول جواز کا ہے جس کی بنیاد محض عقد مضاربت کا طے پا جانا ہے خواہ اس عقد میں اس امر کی صراحت نہ ہو اور دوسرا قول کے مطابق فقہاء نے مضارب کے اس تصرف کو رب المال کی اجازت سے مشروط کر دیا ہے۔ البتہ رب المال کی اجازت کے ساتھ تمام فقہاء مضارب کے اس حق تصرف کو تسلیم کرتے ہیں۔

ہماری رائے کے مطابق اگر رب المال مضارب کو اجازت دے تو پھر مضارب کے پاس یہ تصرف ہے کہ وہ ادھار خرید و فروخت کر سکتا ہے۔ اس لیے اصل میں تو ادھار خرید و فروخت جائز ہے اور عمومی طور پر تجار ادھار لین دین کرتے ہیں کیونکہ مضارب محض اپنی مرضی سے ادھار خرید و فروخت کر لے اور بعد میں نقصان ہو تو یہ نقصان رب المال کی طرف ہی جاتا ہے لہذا اس کی اجازت ضروری ہے۔

OOO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضارب کا مال مضاربت کو کسی اور مضاربت پر لگا دینا

اس امر پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ مضارب کے لیے جائز نہیں کہ رب المال کی اجازت کے بغیر مال مضاربت کسی اور کو بطور مضاربت دے سوائے احناف اور حنابلہ کے معروف قول کے مطابق کہ اگر رب المال ضارب کو عمومی اجازت دے دے کہ اس مال کو تم اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرو، تو یہ عمومی اجازت ہی مضارب کے لیے کافی ہو گی کہ وہ رب المال کا مال مضاربت کسی اور فریق کو بطور مضاربت دے سکے۔ اور اسی طرح اس امر بھی سب متفق ہیں کہ اگر رب المال کی طرف سے اجازت صریح مضارب کا حق تصرف تسلیم کرنے کے مترادف ہے۔ لیکن اس امر پر سب اختلاف کرتے ہیں کہ جب منافع ہو گا تو یہ منافع کس کو دیا جائے گا کیا اس میں رب المال کا بھی حصہ ہو گا یا صرف مضارب اور مضارب دوم کے مابین یہ تقسیم ہو گا یا مضارب دوم اور رب المال کے درمیان ہی منافع تقسیم ہو گا۔ اس اختلاف کی تفصیل درج ذیل ہے

❁ احناف: اگر رب المال کی اجازت عام نہ ہو مضارب کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ مال مضاربت کو مزید کسی اور فریق کو بطور مضاربت دے [1] امام کاسانی نے بھی اس کی تائید کی [2]

❁ مالکیہ: مالکیہ کے نزدیک اگر مضارب اول مال مضاربت کو مضارب دوم کے رب المال کی اجازت کے بغیر دیتا ہے اور مضارب دوم اس پر مضاربت شروع کر دیتا ہے تو منافع میں

---

1 - البدائع، 6/96

2 - تکملة شرح المهذب، 14/206

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضارب دوم رب المال کے ساتھ شریک ہو گا اور مضارب اول صرف اس صورت میں منافع میں شراکت کا حقدار ہو گا اگر اس نے محنت کی ہو گی یا اس میں اپنا مال بھی ملایا ہو گا۔ (1)

❁ شوافع: شوافع کے نزدیک رب المال کی اجازت عام مضارب کو یہ حق نہیں دیتی کہ وہ مال مضاربت کسی اور فریق کو بطور مضاربت دے بلکہ اجازت صریح لازمی ہے اور اگر مضارب اول بغیر اجازت صریح کے مال مضاربت کو کسی اور فریق کو بطور مضاربت دیتا ہے تو یہ تجارت فاسد تصور ہو گی (2) اور امام مزنی رحمہ اللہ کے نزدیک مضارب دوم کو صرف معاوضہ تجارت دیا جائے گا اس کا منافع میں کوئی حصہ نہیں ہو گا۔

❁ حنابلہ: حنابلہ کے نزدیک بھی یہ امر جائز نہیں کہ رب المال کی اجازت کے بغیر مضارب مال مضاربت کسی اور فریق کو بطور مضاربت دے کیونکہ یہ مال اس کے پاس امانت ہے اور اگر بغیر اجازت کے دیتا ہے تو یہ خیانت متصور ہو گی (3)

خلاصہ کلام:

ان تمام اقوال سے ایک بات تو ظاہر ہو گئی کہ مضارب کا مال مضاربت کسی اور فریق کو دینے میں رب المال کی اجازت عام، اجازت صریح اور اجازت نہ دینے کے اعتبار سے تین مختلف کیفیات سامنے آ رہی ہیں۔

اجازت صریح پر کسی کا اختلاف نہیں ہے اور اجازت عام پر پھر منقسم ہیں کچھ کے نزدیک اجازت عام ہی کافی ہے اور کچھ کے نزدیک اجازت عام کافی نہیں کیونکہ وہ امانت دار ہے وگرنہ وہ

---

1 - الموطا مع المنتقی، 5/169

2 - مغنی المحتاج، 2/314)(منهاج الطالبين مع مغنی المحتاج، 2/314

3 - المغنی، ص 159 و160

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خائن متصور کیا جائے گا اور تیسری کیفیت بغیر اجازت کے تو اس میں جمہور فقہاء کے نزدیک یہ عمل درست نہیں لیکن اگر کوئی مضارب یہ قدم اٹھالیتا ہے تو اس کا یہ عمل فاسد ہو گا۔

اور جہاں تک مضاربت دوم سے حاصل شدہ منافع کا تعلق ہے تو اس کی تقسیم کی کیا کیفیت ہو گی اس کی تفصیل درج ذیل ہے

1. رب المال کی اجازت کے بعد منافع مضارب دوم اور رب المال کے درمیان تقسیم ہو گا یہ قول مالکیہ، شوافع اور حنابلہ کا ہے

2. احناف کے نزدیک رب المال اور دونوں مضارب اس میں شریک ہوں گے اور اس کی ممکنہ اشکال یوں ہو سکتی ہیں

شکل اول: مضاربت اول (رب المال، مضارب) اور مضارب دوم کے درمیان منافع کی تقسیم

شکل دوم: رب المال، مضارب اول، مضارب دوم کے مابین منافع کی تقسیم

OOO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضاربت مقیدہ میں تصرفات مضارب

جیسا کہ تمہیدی سطور میں بیان کیا گیا ہے کہ نوعیت کے اعتبار سے مضاربت کی دو اقسام ہیں مطلقہ اور مقیدہ۔

دونوں میں مضارب کے تصرفات کی نوعیت الگ الگ ہو گی مضاربت مطلقہ کی تفصیل تو سطور سابقہ میں گزر چکی ہے اب مضاربت مقیدہ میں مضارب کے تصرفات پر بات کی جائے گی۔

سب سے پہلے تو اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ رب المال کتنے امور و معاملات میں مضارب کو پابند کر سکتا ہے جس کی ممکنہ اشکال درج ذیل ہیں

شکل اول: تقیید مکانی

شکل دوم: تقیید زمانی

شکل ثالث: تقیید جنس یا اشیائے صرف

شکل رابع: تقیید شخصی ([1])

لہذا تقیید کی انہی مذکورہ بالا اشکال کو مد نظر رکھ کر مضارب کے حق تصرفات پر بات کی جائے گی

❀ **تقیید مکانی:**

تقیید مکانی سے مراد رب المال کا مضارب مکانی اعتبار سے پابند کرنا کہ عمل مضاربت کا دائرہ کار صرف مخصوص شہر ہوں گے اس کے علاوہ کسی اور شہر سے کوئی تجارت یا تجارتی روابط نہیں رکھے جائیں گے اس حوالے سے مضارب کے حق تصرفات میں سے کہ وہ رب المال کی طرف سے اس ممانعت یا پابندی کے باوجود ممنوعہ شہر یا ملک کے ساتھ مضاربت کا سلسلہ قائم کرے۔ فقہاء کا اس حوالے سے اختلافات اور اس کا پس منظر درج ذیل ہے

---

[1] - ابن رشد، بدایة المجتهد، 2/238

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احناف: احناف کے نزدیک مضارب کے لیے جائز نہیں کہ جب رب المال نے کسی شہر یا ملک میں مال مضاربت لے جانے سے منع کیا ہو اس ممانعت و پابندی کے باوجود وہ یہ مال ان ممنوعہ شہر یا ملک لے کر جائے۔[1]

مثال کے طور پر رب المال نے مضارب کا پابند کیا ہو کہ وہ مضاربت صرف کراچی میں ہی کرے گا اس کے علاوہ کسی اور شہر میں نہیں کرے گا تو اس کے لیے جائز نہیں وہ اس پابندی کی مخالفت کرے۔

مالکیہ: اگر رب المال نے مضارب کو مکانی اعتبار سے پابند کر دیا ہے کہ کسی مخصوص شہر میں ہی مضاربت کی جائے گی لیکن مقید شہر میں مضاربت ممکن نہ ہو تو پھر مضارب کے لیے اختیار ہے کہ وہ کسی اور شہر کا انتخاب کر سکے۔[2]

شوافع: شوافع کے نزدیک بازار کی تقیید تو ممکن ہے لیکن کسی خاص دکان کا پابند کرنا ممکن نہیں[3]

حنابلہ: حنابلہ کے نزدیک رب المال کا مضارب کو کسی خاص شہر کا پابند کرنا درست ہے[4]

خلاصہ کلام:

ان مذکورہ بالا اقوال سے معلوم ہوا کہ تمام فقہاء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ مضارب پر رب المال کی طرف سے عائد کردہ پابندی کے تحت مضاربت کرنا ہی مناسب ہے اور اس پابندی کی

---

1 - البدائع، 6/98

2 - الدسوقی مع الشرح الکبیر، 3/465

3 - مغنی المحتاج، 2/311

4 - المغنی: 5/184

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخالفت صحیح نہیں الا مالکیہ کے نزدیک اگر تعیین کے بعد تجارت اور مضاربت ممکن نہ ہو تو پھر مضارب اپنا حق تصرف استعمال کر سکتا ہے۔

کسی خاص چیز کی تجارت کی پابندی

احناف: احناف کے نزدیک رب المال کا مضارب کو عمل مضاربت میں کسی خاص چیز کی تجارت و مضاربت کا پابند کرنا بھی درست ہے لہذا اس قید کے بعد مضارب کے لیے جائز نہیں کہ طے شدہ چیز کے علاوہ کوئی اور چیز خریدے۔ ([1])

مالکیہ: مالکیہ نے بھی احناف کی تائید کرتے ہوئے رب المال کا مضارب کو کسی خاص چیز کی مضاربت پر پابند کرنا درست قرار دیا لیکن انہوں نے اس میں ایک شرط عائد کی ہے کہ اس کا تعلق ذخیرہ اندوزی سے نا ہو اور ایسی چیز سے نہ ہو جس کی قلت یا کثرت سے لوگوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو ([2])

شوافع: شوافع کے نزدیک رب المال کا مضارب کا کسی خاص چیز کی مضاربت پر پابند کرنا درست نہیں سوائے یہ کہ وہ چیز عام ہو کیونکہ کسی خاص چیز کی تعیین سے اس میں منافع کے امکان بھی کم ہو جاتے ہیں ([3])

حنابلہ: چونکہ یہ مضاربت خاص ہے لہذا مضارب کے لیے کسی بھی صورت میں جائز نہیں کہ وہ رب المال کی عائد کردہ پابندی سے ہٹ کر کسی اور چیز کی مضاربت کرے اور شوافع کے برخلاف کسی چیز کے عام ہونے کی شرط بھی ضروری نہیں ([4])

---

[1] - البدائع، 6/99

[2] - الشرح الکبیر مع الدسوقی، 3/165

[3] - المہذب مع تکملۃ شرحہ، 14/201

[4] - المغنی، 5/184 تا 185

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجیح و خلاصہ:

مذکورہ بالا اقوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ مضارب رب المال کی طرف سے عائد کردہ پابندی جو کسی خاص چیز کی مضاربت سے متعلق ہو اس کا پابند ہے اور یہی اس میں راجح ہے بالخصوص اس وقت جبکہ یہ بات عقد میں بھی طے ہو جائے تو اس شرط کی پابندی مضارب پر لازم ہے

نقد خرید و فروخت

مضاربت یا تجارت میں نقد اور ادھار دونوں مواقع موجود ہوتے ہیں اور تاجر حسب ضرورت دونوں میں سے کسی بھی موقع کو اختیار کر لیتا ہے لیکن عمل مضاربت میں اگر رب المال یہ شرط عائد کر دے کہ مضارب صرف نقد مضاربت کرے گا اور اس میں ادھار خرید و فروخت نہیں کرے گا تو کیا مضارب کے پاس یہ اختیار ہے کہ بوقت ضرورت وہ رب المال کی اجازت کے بغیر ادھار خرید و فروخت بھی کر سکے۔

❁ **احناف:** رب المال کی طرف سے عائد کردہ نقد مضاربت کی شرط کے بعد مضارب کے لیے جائز نہیں کہ وہ ادھار خرید و فروخت کرے۔([1])

❁ **مالکیہ:** تجارت کی اصل تو یہی ہے کہ نقد کی جائے اسی اعتبار سے اگر رب المال پابند کر دے تو مضارب کے لیے اس کی مخالفت جائز نہیں([2])

❁ **شوافع:** شوافع بھی احناف اور مالکیہ کے موقف کی تائید کرتے ہیں لیکن اگر رب المال اجازت دے دے تو پھر مضارب کے لیے اجازت ہے کہ بوقت ضرورت ادھار خرید و فروخت کر سکے۔

---

[1] - المبسوط، 22/44

[2] - المنتقی، 5/175

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٭حنابلہ: حنابلہ کا موقف بھی احناف اور مالکیہ کی موافقت میں ہے۔

خلاصہ کلام:

مذکورہ بالا اقوال فقہاء سے معلوم ہوتا ہے کہ اس امر پر سب کا اتفاق ہے کہ اگر رب المال نقد مضاربت کی شرط عائد کردے تو مضارب کے لیے لازم ہے اس کی پابندی کرے اور بوقت ضرورت رب المال سے اجازت لے اس میں اس کا کوئی اختیار نہیں کہ اپنی مرضی کے مطابق ادھار خرید وفروخت کرسکے۔

٭زمانی قید:

احناف وحنابلہ نے عمل مضاربت میں زمانی قید کی اجازت دی ہے کہ رب المال کا حق ہے کہ مضارب کو اس امر پر پابند کرے کہ میرے اور تمہارے درمیان یہ عمل مضاربت معین مدت کے لیے ہے اور مالکیہ اور شوافع عمل مضاربت میں رب المال کی طرف سے اس پابندی کے حق میں نہیں ہیں کہ کبھی کبھی معین مدت میں منافع ہوسکتا ہے اور کبھی کبھی منافع ممکن نہیں تو بہتر ہے کہ مدت معین کے بعد بھی اس کو برقرار رکھا جائے۔

خلاصہ کلام:

اگر رب المال اور مضارب کے مابین مدت کے تعین پر اتفاق ہوجاتا ہے اور ممکنہ صورت حال پر بھی بات واضح کرلی جاتی ہے کہ معین مدت میں اگر منافع نہ ہو تو مال مضاربت نقد کی کیفیت میں نہ ہو تو اس صورت میں مضاربت مشروط طور پر بڑھائی جاسکتی ہے چونکہ مسلمان اپنی طے کردہ شروط کے مطابق رہتے ہیں۔ المسلمون علی شروطھم [1]

---

[1] - سنن أبي داود، كتاب الأقضية، باب في الصلح، حديث: 3137

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٭قید شخصی

اگر رب المال مضارب کو پابند کرے کہ وہ صرف معین تجار سے ہی مضاربت اور خرید و فروخت کرے گا تو کیا مضارب کے لیے حق تصرف ہے کہ معین تجار کے علاوہ بھی خرید و فروخت کر سکے۔

احناف اور حنابلہ کے نزدیک رب المال اگر مضارب کو کسی خاص تاجر سے خرید و فروخت کرنے پر پابند کرتا ہے تو یہ درست ہوگا جبکہ مالکیہ اور شوافع کا اختلاف ہے کیونکہ یہ قید مضاربت کے مقصود سے روکتی ہے اور وہ مقصود بازاروں میں نفع کی غرض سے جانا اور معاملات طے کرنا ہے۔

خلاصہ کلام:

اس میں احناف و حنابلہ کا قول زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ رب المال تجار کے احوال سے بخوبی واقفیت حاصل کر چکا ہے لہذا مضارب کو بھی اس امر میں پابند رہنا چاہیے اور جہاں تک آزادانہ خرید و فروخت میں منافع کے امکانات کا بڑھ جانا تو واضح رہے تجارت میں نفع و نقصان کے امکانات متوازی ہوتے ہیں یعنی جتنے زیادہ امکانات نفع کے ہیں اتنے ہی امکانات نقصان کے بھی ہو سکتے ہیں۔ اس صورت میں مالکیہ اور شوافع کا موقف بہتر ہے کیونکہ مضارب کو بازار کے اتار چڑھاو اور تجارت کے مزاج کو بہتر سمجھتا ہے لہذا اس پر یہ قید لگانا درست نہیں ہے البتہ مطلق طور پر اس کا جواز نہیں البتہ جب منافع زیادہ ہو رہا ہو تو کسی دوسرے کے ساتھ لین دین کر سکتا ہے۔

OOO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقد مضاربت میں فریقین کا متعدد ہونا

عقد مضاربت میں سرمایہ دار ایک سے زیاد ہو جاتے ہیں اور کبھی محنت کش بھی ایک سے زیادہ ہو جاتے ہیں، اس صورت حال میں شریعت مطہرہ کی تعلیمات کا اجمالی تذکرہ پیش خدمت ہے

❁ **سرمایہ داروں کا متعدد ہونا:**

ایک مضارب متعدد سرمایہ کاروں کے لیے بطور مضارب کام کر سکتا ہے اس مسئلے میں اہل علم کا اتفاق ہے صرف مسئلہ کی چند ایک ذیلی جزئیات میں اختلاف پایا جاتا ہے جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

فقہاء احناف وشوافع نے بغیر کسی شرط کے اس صورت حال کو درست قرار دیا ہے مگر فقہاء مالکیہ نے اس میں شرط لگائی ہے کہ مضارب متعدد شخصیات کے لیے صرف اس وقت مضارب بن سکتا ہے جب اس سے پہلے سرمایہ دار کو نقصان نہ پہنچتا ہو اور اگر دوسرے سرمایہ دار کی وجہ سے پہلے کو نقصان ہوتا ہو تو پھر جائز نہیں۔

فقہاء حنابلہ نے زیر بحث مسئلہ میں دو شرطیں لگائی ہیں۔

1. پہلا سرمایہ دار اگر اجازت دے تو پھر نئے سرمایہ دار کو شریک مضاربت کیا جا سکتا ہے، اگر پہلا رب المال اجازت نہ دے تو دوسرے سرمایہ کار کو شریک نہیں کیا سکتا۔
2. پہلے سرمایہ کار کو نقصان کا خدشہ نہ ہو اگر پہلے رب المال کو نقصان کا خدشہ ہو تو پھر دوسرے سرمایہ کار کو شریک مضاربت کرنا درست نہیں۔

راجح قول: فقہاء مالکیہ کی رائے سب سے مناسب ہے کیونکہ اس میں سرمایہ دار اور محنت کش دونوں کا فائدہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محنت کشوں کا متعدد ہونا

اہل علم نے سرمایہ دار کو اپنے مال کو متعدد محنت کشوں کے سپرد کرنے پر اتفاق کیا ہے، بشرطیکہ ہر محنت کش کا نفع متعین ہو اور سب کا یکساں تناسب سے ہونا چاہیے، مثلاً وہ دو افراد کو اپنا مال مضاربت پر دیتے ہوئے ہر ایک سے کہے کہ اس مال سے تجارت کرو اور ثلث نفع میں تم دونوں کا برابر حصہ ہو گا۔

❁ دو محنت کشوں کے منافع میں کمی وبیشی ہو سکتی ہے یا نہیں

مذکورہ بالا مسئلہ میں فقہاء کے دو نکتہ نظر ہیں:

① جمہور فقہاء کے نزدیک متعدد محنت کشوں کے نفع کا تناسب مختلف ہو سکتا ہے۔ مثلاً: ایک محنت کش کا نفع میں تیسرا حصہ ہو اور دوسرے کا چھٹا حصہ ہو۔ کیونکہ یہ ایک فریق کا دو مختلف فریقوں سے معاہدہ ہے، ہر محنت کش اپنی محنت کے بقدر نفع میں حصہ لیتا ہے اور دو مختلف محنت کشوں کی محنت یکساں نہیں ہو سکتی جس کی بناء پر ان کا عوض بھی برابر نہیں ہو سکتا۔

② فقہاء مالکیہ نے دو مضارب کے نفع کا تناسب کو یکساں قرار دینے پر زور دیا ہے ان کے نزدیک اگر مضارب کے نفع کا تناسب (کسی کا نفع میں تیسرا حصہ اور کسی کا چھٹا حصہ ہو) مختلف ہو تو عقد مضاربت غلط ہو گا۔

انہوں نے اس مسئلہ میں شرکۃ ابدان اور شرکۃ اموال پر قیاس کیا ہے ان کے نزدیک شرکۃ ابدان اور شرکۃ اموال میں نفع برابر ہوتا ہے اس لیے مضاربت کی مذکورہ صورت حال میں بھی نفع کا تناسب یکساں ہونا ضروری ہے۔[1]

---

[1] - المدونة الكبرى، مالك بن أنس بن مالك بن عامر الأصبحي ، محقق : زكريا عميرات، دار الكتب العلمية بيروت، لبنان، 3/631

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب: جمہور فقہاء نے فقہاء مالکیہ کے استدلال اور قیاس کو غلط قرار دیا ہے۔ کیونکہ جمہور فقہاء کے ہاں شرکت الاموال میں نفع میں برابری ضروری شرط نہیں ہے، کیونکہ ان کی محنت مختلف ہوتی ہے جس کا تقاضہ یہ ہے کہ ان کا نفع بھی بقدر محنت مختلف ہو۔ اگر کسی شریک کار کو نفع میں زیادہ حصہ ملتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس نے اپنے دوسرے شریک کے حصہ سے لیا ہے بلکہ اس کو زیادہ محنت یا وسیع تجربہ کی بنیاد پر دیگر شرکاء کی بنسبت زیادہ نفع ملا ہے۔ ([1])

خلاصہ کلام

مذکورہ بالا مسئلہ میں جمہور فقہاء کا موقف کتاب وسنت سے زیادہ قریب ہے۔

یاد رہے کہ اگر عمل مضاربت میں ایک سے زیادہ مضارب ہیں تو ان کو باہمی مشورے سے عمل مضاربت کو ترقی دینے کے لیے محنت کرنا ضروری ہے۔ ([2])

OOO

---

[1] - شرکات فی الفقہ الاسلامی، ابو العین: 138

[2] - شركة المضاربة في الشريعة الإسلامية، دكتور عبد الله بن عبد العزيز العجلان، ص 95:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقد مضاربت میں عورت کی شراکت

عقد مضاربت میں عورت یا تو رب المال ہو گی یا عاملہ (محنت کش)، زمانہ ماضی میں عورت کا بحیثیت مضاربت یا عاملہ عقد مضاربت میں شرکت کا تصور بہت کم تھا۔ جس کے متعدد اسباب تھے مثلاً کاروبار اور تجارت سے ناواقفیت اور حجاب کی پابندیاں وغیرہ۔ جہاں تک عورت کا بحیثیت سرمایہ دار عقد مضاربت میں شرکت ہے اس مسئلہ میں بنیادی طور پر اہل علم کے دو نظریے ہیں۔

قول اول: جمہور اہل علم نے عورت کو بحیثیت سرمایہ دار عقد مضاربت میں شرکت کی اجازت دی ہے، اس مسئلہ میں اس پر وہ تمام شرائط لاگو ہونگی جو کہ مرد پر عائد ہوتی ہیں۔ اور مذکورہ عورت کا شادی شدہ یا غیر شادی شدہ ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جمہور نے اپنے موقف پر قرآن وسنت اور عقلی دلائل ذکر کیے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

الف۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وابتلوا الیتامی حتی اذا بلغوا النکاح[1]

"اور یتیموں کی آزمائش کرتے رہو یہاں تک کہ وہ نکاح کے قابل عمر کو پہنچ جائیں۔"

مذکورہ بالا آیت میں نکاح تک پہنچنے سے مراد نکاح کی عمر ہے نا کہ شادی۔ اس آیت میں مرد وعورت کی کوئی تخصیص نہیں ہے اس میں مال میں تصرفات کے اختیار کی دو بنیادی شرائط ذکر کی گئی ہیں۔

① نکاح کی عمر ② رشد (سمجھداری)

---

[1] ۔ قرآن مجید، النساء:6

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب اگر نکاح سے مراد شادی لیں تو اس سے تیسری شرط کا اضافہ ہو گا جو کہ نص قرآنی کے مفہوم سے متصادم ہے اس آیت میں یتیموں کو اپنے مال میں تصرف کی اجازت اس وقت دی گئی ہے جب ان میں سمجھ بوجھ کی صلاحیت پیدا ہو جائے اور مذکورہ حکم مرد وزن دونوں کو شامل ہے۔

ب۔ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روز عید عورتوں کے مجمع میں خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں عورتوں کو صدقہ کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا کہ:

قال النبي ﷺ: تصدقن ولو من حليكن فلم يستثن صدقة الفرض من غيرها فجعلت المرأة تلقى خرصها وسخابها ولم يخص الذهب والفضة من العروض (1)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صدقہ کیا کرو خواہ زیورات ہی کیوں نہ ہوں، اس کے بعد عورتوں نے اپنی انگوٹھیوں اور بالیوں کو صدقے میں دے دیا۔"

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو صدقہ کی ترغیب دیتے ہوئے ان کے شوہروں کی اجازت کا اعتبار نہیں کیا۔

ج۔ عقلی دلائل

1. جب مال کو کسی شخص کے سپرد کر دیا جاتا ہے تو وہ اس میں اپنی مرضی سے تصرف کا اختیار بھی حاصل کر لیتا ہے۔

2. عورت شادی سے پہلے اپنی ضروریات کے لیے کنجوسی سے کام لیتی ہے اور شادی کے بعد چونکہ اس کے اخراجات کی ذمہ داری شوہر پر عائد ہوتی ہے اس لیے وہ اپنے اخراجات میں فراغ دلی سے کام لیتی ہے۔ جبکہ مرد کی نفسیات اس کے برعکس ہیں جب مرد اپنی فراخی کی

1۔ صحيح البخاري، كتاب الزكاة، باب الزكاة على الأقارب، حديث:1404

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالت میں (شادی سے پہلے) تصرفات کا اختیار حاصل کر لیتا ہے تو عورت کو شادی سے پہلے (جو کہ اس کی کنجوسی والی حالت ہوتی ہے) تصرفات کا مکمل اختیار ملنا چاہیے۔

③ بیوی کو خاوند کی خوشحالی کے وقت اپنے نفقات میں اضافے کا اختیار حاصل ہے، جبکہ خاوند کو یہ حق حاصل نہیں ہے وہ اپنے مال میں تصرف کے لیے بیوی کی اجازت کا پابند نہیں ہے اس لیے بیوی کو بھی یہ حق حاصل ہونا چاہیے کہ وہ خاوند کی اجازت کے بغیر اپنے مال میں تصرف کر سکے۔

قول دوم: مذکورہ بالا مسئلہ میں مالکی فقہاء نے جمہور کے برعکس رائے اختیار کی ہے ان کے نزدیک عورت شادی سے پہلے مال میں تصرف کا اختیار نہیں رکھتی اور شادی کے بعد اس کے تصرفات خاوند کی اجازت سے مشروط ہیں

فقہاء مالکیہ نے اپنے موقف پر قرآن و حدیث اور عقلی دلائل ذکر کیے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

قرآن سے استدلال

1۔ باری تعالی کا فرمان ہے: وَابْتَلُوا الْيَتَامَى حَتَّى إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ۔[1]

"اور یتیموں کی آزمائش کرتے رہو یہاں تک کہ وہ نکاح کے قابل عمر کو پہنچ جائیں۔"

آیت میں بلغوا النکاح سے مراد شادی ہے نا کہ نکاح کی عمر، اس لیے آیت کا تقاضہ یہی ہے کہ مالی تصرفات کے لیے شادی بنیادی شرط ہے۔ سابقہ سطور میں جمہور کا جواب موجود ہے۔

2۔ باری تعالی کا ارشاد ہے:

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ[2]

---

[1] ۔ قرآن مجید، النساء:6

[2] ۔ قرآن مجید، النساء:34

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"مرد عورتوں پر قوام ہیں۔"

اس آیت میں باری تعالی نے مردوں کی "قوامیت" کا ذکر کیا ہے اس قوامیت کا بنیادی سبب یہی ہے کہ مرد اپنے مال میں سے خرچ کرنے کا مکمل اختیار رکھتا ہے۔ بیوی کا اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا مرد کی قوامیت کے منافی ہے۔

جواب: اس آیت سے کئے گئے استدلال کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ مرد کی قوامیت کا تعلق اپنے زیردست عورتوں کی تعلیم وتربیت سے متعلق ہے۔ جیسا کہ اس آیت کے شان نزول سے اس بات کا علم ہوتا ہے۔ ایک انصاری صحابی نے اپنی بیوی کو تھپڑ مارا تو اس کی بیوی بغرض قصاص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حق قصاص کو درست قرار دیا تو یہ آیت نازل ہوئی وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ پھر مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی۔ ([1])

تو اس آیت کے سبب نزول سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مردوں کی قوامیت کا تعلق زیردست عورتوں کی تعلیم وتربیت سے متعلق ہے۔

فقہاءِ مالکیہ کا حدیث رسول سے استدلال:

1۔ امام نسائی رحمہ اللہ اپنی سنن میں درج ذیل فرمان رسول نقل کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لا يحل لامراة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تتصرف في مالها بعد أن ملك الزوج عصمتها إلا بإذنه ([2])

---

[1] - جامع البيان عن تأويل آي القرآن، محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملي، أبو جعفر الطبري، دار هجر للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان، الطبعة: الأولى، 1422 هـ - 2001 م، 6/688

[2] - سنن أبي داود، كتاب البيوع، أبواب الإجارة، باب في عطية المرأة بغير إذن زوجها، حديث: 3096

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والی عورت کے لیے شادی کے بعد شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے مال میں تصرف کا اختیار نہیں ہے۔"

یہ حدیث اپنے معنی و مفہوم کے اعتبار سے زیر بحث مسئلہ میں قطعی الدلالۃ ہے۔

جواب:

اول: یہ حدیث ضعیف ہے

دوم: اس حدیث کو صحیح مانیں تو بھی اس کا تعلق اس عورت کے ساتھ ہے جو کہ اپنے خاوند کے مال میں تصرفات کے وقت فضول خرچی اور اسراف سے کام لے۔

2۔ امام نسائی ابو داؤد اور امام بیہقی رحمہم اللہ نے اپنی کتب میں رسول اللہ ﷺ کا درج ذیل فرمان نقل کیا ہے:

لایحل لامراۃ عطیۃ شیٔ الا باذن زوجھا۔([1])

"کسی عورت کو اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر کوئی چیز عطیہ دینے کی اجازت نہیں ہے۔"

جواب: اس حدیث میں خاوند کے مال میں تصرف سے منع کیا ہے جبکہ زیر بحث مسئلہ میں متنازع فیہ چیز عورت کا اپنا مال ہے نا کہ اس کے خاوند کا۔

فقہاء مالکیہ کا آثار صحابہ کرام سے استدلال

(1) عمر رضی اللہ عنہ نے قاضی شریح کو یہ ہدایت فرمائی کہ وہ کسی بھی لڑکی کو اس وقت تک عطیہ دینے کی اجازت نہ دیں جب تک کہ وہ اپنے خاوند کے گھر نہ چلی جائے یا وہ صاحب اولاد نہ ہو جائے۔([2])

---

[1] - سنن أبي داود، كتاب البيوع، أبواب الإجارة، باب في عطية المرأة بغير إذن زوجها، حديث:3097

[2] - المغني ، 5/45

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس اثر میں عمر رضی اللہ عنہ نے شادی سے قبل عورت کو مال میں تصرف کا اختیار دینے سے منع کیا ہے۔

جواب: اس اثر کا تعلق عطیہ اور ہبہ کے ساتھ ہے نا کہ سمجھ دار عورت کا مال مضاربت پہ لگانے سے نہیں ہے۔ یہ اثر صحابہ کرام میں معروف و معمول بہ بھی نہ تھا اس غیر معروف اثر کی بناء پر ہم کتاب و سنت کی عمومی دلائل کی تخصیص اور قیاس صحیح کا انکار نہیں کر سکتے۔ گو کہ یہ اثر مضاربت کے باب سے تعلق نہیں رکھتا لیکن پھر بھی عمر رضی اللہ عنہ سے اس قول سے رجوع کا ذکر ابن قدامہ رحمہ اللہ نے المغنی میں ذکر کیا ہے۔([1])

فقہاء مالکیہ کے عقلی دلائل

اکثر عرف میں مال دار عورت کا حق مہر زیادہ ہوتا ہے جبکہ غریب عورت کا حق مہر کم ہوتا ہے جس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کے نکاح سے عورت کا مال بھی مقصود ہوتا ہے۔

راجح قول:

زیر بحث مسئلہ میں جمہور فقہاء کی آراء کتاب و سنت کے منشاو مقصود کے قریب تر ہے اس بناء پر وہ اپنا مال بطور مضاربت کسی کو دے بھی سکتی ہے اور کسی سے مال لے بھی سکتی ہے اور خود مضارب بن سکتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔([2])

○○○

[1] - المغني، 5/45
[2] - شركة المضاربة في الشريعة الاسلامية ص82

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضاربت فاسدہ

سابقہ صفحات میں ہم نے ذکر کیا کہ شرائط کے معدوم ہونے سے یا فاسد شروط سے جس میں نفع کا تعین مجہول ہو یا عقد میں کوئی رکاوٹ آجائے تو مضاربت فاسد ہو جاتا ہے، پھر اس پر درج ذیل نتائج مرتب ہونگے۔

1. معاہدہ منسوخ ہو جائے گا مالک کو مال واپس کرنا پڑے گا۔
2. رب المال سارے نفع کا مالک ہو گا اور اگر نقصان ہو جائے تو بھی مالک کا ہی ہو گا۔
3. مضارب نقصان کا ذمہ دار نہیں ہو گا بشرطیکہ اس کی طرف سے کوتاہی نہ ہوئی ہو۔

امام سرخسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

جب عقد مضاربت فاسد ہو جائے تو رب المال مکمل نفع کا مستحق ہو گا، جبکہ مضارب کو اپنی محنت کے بقدر اجرت ملے گی۔([1])

امام کاسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: مضارب کے پاس سرمایہ بطور امانت ہوتا ہے۔([2])

امام طحاوی رحمہ اللہ نے اس مسئلہ میں اختلاف فقہاء کا ذکر کیا ہے لکھتے ہیں:

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مضاربت فاسدہ میں مضارب پر نقصان کی ذمہ داری نہیں جبکہ صاحبین کے نزدیک مضارب ضامن ہے جس طرح کہ مشترکہ مزدور سے مال کی ہلاکت سرزد ہو جائے تو اس کا وہ ضامن ہوتا ہے۔

---

[1] - المبسوط :ص153\مجلد22

[2] - البدائع والصنائع :ص108\6

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راجح یہی ہے کہ فقہاء احناف کے ہاں مضارب پر کوئی ضمان نہیں ہے۔کیونکہ اس نے مال کو مضاربت کے لیے لیا ہے اور مضارب کے پاس مال مضاربت صحیحہ یا فاسدہ دونوں صورتوں میں امانت ہوتا ہے اور مال مضاربت لیتے وقت اس کا ارادہ "امین" کا ہی تھا۔([1])

امام بابرتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اگر مال فاسد مضاربت کی وجہ سے ضائع ہو جائے تو اس کی ضمان نہیں ہے۔ کیونکہ

1. مضاربت صحیحہ میں مال کی ضمانت نہیں ہے اس لیے مضاربت فاسدہ میں بھی ضمانت نہیں ہوگی۔

2. اصل سرمایہ سامان کی شکل میں ہے اور مضارب کو بطور عامل اجرت کے تحت اس مال کا نگراں مقرر کیا ہے کیونکہ مال مضاربت میں تجارت تو اسی نے کرنی ہے اس لیے مزدور پر قیاس کرتے ہوئے مضارب پر کسی قسم کا تاوان ضروری نہیں ہوگا۔([2])

امام شربینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اگر عقد مضاربت فاسد ہو جائے تو عامل کے تصرفات ختم ہو جاتے ہیں جیسا کہ وکالت فاسدہ میں ہوتا ہے، فساد کے وقت سارا منافع رب المال کا ہوتا ہے کیونکہ یہ منافع اس کے مال سے پیدا ہوا ہے۔ اور اگر نقصان ہوا ہے تو بھی رب المال ہی برداشت کرے گا بشرطیکہ عامل کی طرف سے کوئی کوتاہی نہ سرزد ہوئی ہو۔ وہ اس مال کا ضامن نہیں ہے کیونکہ وہ تو امین تھا۔([3])

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

مضاربت فاسدہ میں تین مسائل ہیں:

---

[1] - العنایہ مع فتح القدیر :ص 7\61

[2] - العنایہ مع فتح القدیر :ص 7\61

[3] - المغنی المحتاج :ص 2\315

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1 جب مضارب مال میں تصرفات کرنا چاہے تو اس کو اجازت ہے اگرچہ عقد باطل ہو جائے مگر اس کے تصرف کی اجازت معتبر ہے جیسا کہ وکیل کے معاملے میں ہوتا ہے۔

2 کلی منافع رب المال کا حق ہے کیونکہ یہ نفع اس کے مال کا نتیجہ ہے، ہاں عامل کا نفع میں حصہ تو مشروط تھا، اب چونکہ مضاربت فاسد ہو چکی ہے اس لیے شرط بھی معدوم ہو گی بناء بریں مضارب نفع کا مستحق نہیں ہے۔

3 جہاں تک مال کی ضمان کا تعلق ہے تو عامل پر کسی قسم کا ضمان لاگو نہیں ہو گا بشرطیکہ اس کی طرف سے بد دیانتی اور کوتاہی سرزد نہ ہوئی ہو، اس پر ضمان لاگو نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جب مضاربت صحیحہ میں عامل پر ضمان نہیں تو مضاربت فاسدہ میں اس پر ضمان لاگو کرنا بھی درست نہیں۔([1])

مذکورہ بالا اقوال فقہاء سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ فقہاء نے مضاربت فاسدہ میں مضارب کو سرمائے کا ضامن قرار نہیں دیا۔

اگر مضاربت محنت کے بعد کسی وجہ سے فاسد ہو جائے تو عامل کو اجرت مثل، مضاربت مثل یا دونوں میں سے کم مقدار دی جائے گی اس مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے۔

اجرت مثل اور مضاربت مثل میں فرق یہ ہے کہ اجرت مثل کی صورت میں اجرت رب المال کے ذمہ ہوتی ہے خواہ مال میں نفع ہو یا نہ ہو جبکہ مضاربت میں ایسا نہیں اگر نفع ہو تو مضارب کو اس سے حصہ ملے گا ورنہ وہ محروم رہے گا۔

---

[1] - المغنی:ص188\2

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ اختلاف مذاہب اربعہ کے درمیان بھی ہے اور ایک مکتبہ فکر کے فقہاء بھی باہمی اختلاف رائے کا شکار ہوئے ہیں۔ مسئلہ مذکورہ میں فقہاء کی اختلافی آراء اور صحیح موقف درج ذیل سطور میں مختصر ذکر کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

امام ابن رشد رحمہ اللہ اس اختلاف کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

علماء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ فاسد مضاربت کو فسخ کیا جائے گا اور مال اگر عمل کی وجہ سے ضائع ہو گیا ہے تو مضارب کو اس میں کتنا حصہ ملے گا۔ اس بابت فقہاء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔([1])

احناف کا موقف:

اگر مضاربت فاسد ہو جائے تو مضارب کو اجرت مثل دی جائے گی کیونکہ اس نے منافع کے حصول کے لئے سرمایہ دار کے ساتھ عقد مضاربت پر اتفاق کیا تھا، اب مضاربت فاسد ہونے کی صورت میں اس کو مال میں سے حصہ ملنا چاہیے اب وہ نفع میں تو شریک ہو نہیں سکتا کیونکہ نفع کا مستحق تو رب المال ہے اب باقی اجرت مثل کا ہی وہ مستحق رہے گا، اجرت مثل عرف کے مطابق دی جائے گی، اس کی مقدار زیادہ اور کم بھی ہو سکتی ہے، یہ حکم ہر مضاربت فاسدہ میں جاری ہو گا، چاہے اس مضاربت میں نفع حاصل ہوا ہو یا نہ ہوا ہو جس طرح کہ اجارہ فاسدہ میں اجیر طے شدہ اجرت کی بجائے اجرت مثل کا مستحق بنتا ہے یہ رائے امام محمد بن الحسن شیبانی رحمہ اللہ کی ہے۔([2])

امام کاسانی مضاربت فاسدہ کی بحث میں فرماتے ہیں:

---

[1] - بدایۃ المجتھد: ص2\243

[2] - المبسوط: ص22\152، والبدائع: ص6\108، العنایہ مع فتح القدیر ص6\61

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضاربت فاسدہ میں مضارب اخراجات، نفع وغیرہ کا مستحق نہیں بلکہ وہ اجرت مثل کا مستحق ہے۔ کیونکہ مضاربت فاسدہ اور اجارہ فاسدہ کا ایک ہی حکم ہے جس طرح اجارہ فاسدہ میں اجیر اخراجات کا مستحق نہیں ہوتا بلکہ اس حالت میں وہ اجرت مثل کا مستحق ہوتا ہے۔ (1)

اسی مسئلہ میں امام بابرتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

امام محمد بن حسن شیبانی کے نزدیک مضاربت فاسدہ میں عامل اجرت مثل کا حقدار ہوتا ہے یہ چاہے مضاربت سود مند ہو یا نہ ہو اور اجرت مثل چاہے جس مقدار تک پہنچ جائے مضارب کے سپرد کرنا ضروری ہوتا ہے۔ کیونکہ اس صورت میں مضارب اجیر ہوتا ہے اور اجیر منافع کی وصولی یا کام کی سپردگی کے وقت ہی اجرت کا حقدار بن جاتا ہے۔ (2)

امام ابویوسف رحمہ اللہ اس مسئلہ میں اپنا نکتہ نظر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

مضاربت فاسدہ میں نفع نہ ہونے کی صورت میں مضارب کسی قسم کے معاوضہ کا مستحق نہیں کیونکہ اگر مضاربت صحیحہ میں نفع نا ہونے کی صورت میں وہ کسی قسم کا مستحق نہیں ہے تو مضاربت فاسدہ میں تو بالاولی وہ مستحق قرار نہیں دیا جاسکتا۔ (3)

فقہاءمالکیہ کاموقف:

فقہاءمالکیہ بھی مذکورہ بالا مسئلہ میں باہمی اختلاف کا شکار ہوئے ہیں

(1) مضارب اجرت مثل کا مستحق ہے۔

(2) مضاربت مثل کا مستحق ہے۔

---

1 - البدائع ، 6/108

2 - البدائع :6\108

3 شرح العناية مع فتح القدير :7\60

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ بعض صورتوں میں اجرت مثل اور بعض حالات میں مضاربت مثل کا حق دار بنتا ہے، پھر اس قانون کو لاگو کرنے میں تاویلات اور توجیہات میں بھی باہمی اختلاف ہے۔

جبکہ دیگر فقہاء کا موقف یہ ہے کہ اگر فساد عقد کی جہت سے ہے تو مضاربت مثل کا معاملہ کیا جائے گا اور اگر فساد کسی ایسے اضافے کو وجہ سے ہے جو کہ فریقین میں سے کسی نے دوسرے پر کیا ہے تو اجرت مثل کا معاملہ اختیار کیا جائے گا۔

امام ابن رشد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ زیادہ مناسب یہ ہے کہ اس صورت میں معاملہ مذکورہ بالا موقف کے برعکس اختیار کیا جائے۔ (1)

اجرت مثل اور مضاربت مثل میں فرق تو پہلے گذر چکا ہے کہ اجرت کا تعلق رب المال کے ذمہ ہوتا ہے خواہ اس کو فائدہ ہوا ہو یا نقصان۔

ابن حبیب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اجرت مثل نفع حاصل ہونے کی صورت میں ہے اگر نفع نہیں تو مضارب کو کچھ بھی نہیں ملے گا۔ جہاں تک مضاربت مثل کا تعلق ہے تو یہ تو مضاربت کی طرح ہے اگر نفع ہوا تو اس میں سے عامل کو حصہ ملے گا بصورت دیگر وہ منافع سے محروم ہو گا۔

فقہاء شوافع کا موقف:

فقہاء شافعیہ کے ہاں مضاربت فاسدہ میں رب المال کو فائدہ ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں اجرت مثل دینے کا پابند ہوتا ہے۔ بعض شوافع کے ہاں فائدہ نہ ہونے ک صورت میں مضارب اجرت مثل کا مستحق نہیں ہوتا۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”جب مضاربت فاسدہ ہو جائے تو مضارب کا اختیار تصرف ختم ہو جاتا ہے منافع سرمایہ دار کا حق ہے اور سرمایہ دار مضارب کو اس کی محنت کا عوض دے گا۔“

1۔ بدایۃ المجتہد، 2/242

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام نووی رحمہ اللہ کے قول کی وضاحت:

رب المال کے ذمہ عامل کو اس کی محنت کا صلہ دینا ضروری ہے اگر چہ اس کو فائدہ نہیں بھی ہوا تو بھی، کیونکہ عامل نے عمل مضاربت میں منافع کی لیے تو محنت کی تھی اب اس کی محنت تو واپس نہیں آسکتی اب اس کی محنت کا صلہ بصورت اجرت ملنا ضروری ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ منافع نہ ہونے کی صورت میں عامل اجرت کا حقدار نہیں ہے، کیونکہ جب مضاربت صحیحہ میں منافع کی عدم موجودگی میں اجرت کا حق دار نہیں ہے تو مضاربت فاسدہ کی صورت میں کیسے مستحق ہو سکتا ہے۔([1])

فقہاء حنابلہ کا موقف:

علماء حنابلہ کے نزدیک مضاربت فاسدہ میں نفع نہ ہونے کی صورت میں مضارب کا کوئی حصہ نہیں بلکہ مضارب کو اجرت مثل ملے گی۔ بعض علماء حنابلہ نے کہا ہے کہ منافع فریقین کے شرائط کے مطابق تقسیم کیا جائے گا، کیونکہ ان کے ہاں جہالت کی موجودگی میں عقد درست ہوتا ہے اس میں احکامات بھی جاری ہوتے ہیں، اس لئے مضاربت صحیحہ کے احکام مضاربت فاسدہ میں جاری رہیں گے اگر چہ یہ عقد فاسد ہی کیوں نہ ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

مسئلہ مذکورہ میں عامل کو اجرت مثل یا جس مقدار پر اتفاق ہوا تھا ان میں سے جو منافع کم ہوگا وہ اس کو دیا جائے گا۔

امام عبد الرحمن بن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

[1] - معنی المحتاج: ص2\315

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضاربت فاسد ہو جائے تو طے شدہ شرائط کالعدم ہو جاتی ہیں ایسی صورت میں عامل کو اجرت مثل دی جائے گی۔[1]

امام ابو جعفر شریف کا موقف اس کے برعکس ہے، وہ فرماتے ہیں کہ مضاربت فاسدہ میں فریقین کو حسب اتفاق نفع ملے گا، اس کی وجہ انہوں نے یہ بتائی کہ جہالت کے ساتھ عقد درست ہوتا ہے اس میں فاسد ہونے کے باوجود احکامات جاری ہوتے ہیں جس طرح کہ نکاح فاسد میں ہوتا ہے اس لیے یہ عامل کو اجرت مثل کی بجائے طے شدہ تناسب سے نفع ملے گا۔

قاضی ابو یعلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: فقہاء حنابلہ کا مذہب اس کے برعکس ہے۔

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ نے ابو جعفر شریف کے موقف کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ:

" یہ ہم جانتے ہیں کہ نفع مضاربت کے کارکن یا اس کا تابع ہے جب مضاربت فاسد ہو گی تو اس کے توابع ارکان وغیرہ بھی فاسد ہو جاتے ہیں جیسا کہ نماز ارکان کے فساد سے نماز کا فساد لازم آتا ہے۔"[2]

اب اگر عقد فاسد ہو گیا ہے تو عامل کو اجرت مثل ملے گی کیونکہ عمل کا عوض محنت ہے اب اگر نفع نہیں ملتا تو اس کی محنت واپس کرنا پڑے گی جس کی واپسی ممکن نہیں لیکن اس کی اجرت ادا کرنا تو ممکن ہے جیسا کہ اگر دو فریق بیع فاسد پر اتفاق کر لیتے ہیں اور قبضہ ہو جاتا ہے اب کسی ایک فریق سے کوئی چیز تلف ہو جائے تو اس کا متبادل واپس کرنا واجب ہوتا ہے یہی صورت حال مضاربت فاسدہ میں جاری کی جائے گی اور مضارب کو نفع ونقصان دونوں صورتوں میں اجرت مثل دی جائے گی یہاں پر ایک استثنائی صورت بھی ہے کہ اگر مضارب رضاکارانہ طور

---

[1] ۔ الشرح الکبیرمع المغنی:ص5\137

[2] ۔ المغنی:5\189

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر شریک ہوتا ہے تو اس صورت میں نفع کا حقدار نہیں ہوگا کیونکہ اس نے عقد مضاربت میں رضاکارانہ شرکت کی تھی نہ کہ کسی عوض کے حصول کے لیے۔

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک صورت مذکورہ میں مضاربت مثل کو اختیار کیا جائے گا اگر مضاربہ میں نفع نا ہو تو مضارب کو کچھ نہیں ملے گا اور ار نفع ہو تو اجرت مثل یا متفق تناسب میں سے کم مقدار نفع کا مستحق ہوتا ہے۔"(1)

گذشتہ تصریحات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ

1. فقہاء احناف، شوافع، حنابلہ کے نزدیک مضاربت فاسدہ میں مضارب کو نفع نقصان دونوں صورتوں میں اجرت مثل دی جائے گی۔
2. بعض مالکی فقہا مضاربت مثل کے قائل ہیں۔
3. بعض احناف اور شوافع کے نزدیک نفع نہ ہونے کی صورت میں مضارب کو کچھ نہیں ملے گا۔

راجح:

عامل مضاربت فاسدہ میں اجرت مثل کے بجائے نفع کے جس تناسب پر اکتفا کیا گیا تھا اسی کا مستحق بنتا ہے یا اس کو ربح مثل دیا جائے گا اسی طرح اگر ہم اس کو مضاربت فاسدہ میں نفع نہ ہونے کے باوجود اجرت دیں تو مضاربت صحیحہ کی بجائے مضاربت فاسدہ معاشرے میں عام ہو جائے گی جب نفع نہ ہونے کی حالت میں مضاربت صحیحہ میں نفع کا حصہ دار نہیں بنتا تو مضاربت فاسدہ میں تو بالاولی مضارب کو نفع اجرت مثل سے محروم رکھا جاسکتا ہے۔

---

(1) الشرح الکبیر مع المغنی: ص 137\5

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے نزدیک عامل کو ربح المثل دی جائے گا اپنے موقف کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"مضاربت فاسدہ میں عامل کو اجرت مثل کی بجائے ربح مثل دیا جائے۔ جہاں تک مضاربت فاسدہ میں عامل کو اجارہ، جعالہ پر قیاس کرتے ہوئے نفع کا حقدار ٹھہرانا غلط ہے۔ اس نظریہ کی تردید ایک مثال سے کرتے ہیں کہ اگر کوئی عامل بیس سال مضاربت پر کام کرتا ہے اب اگر اس کو اجرت مثل دیتے ہیں تو اس کی اجرت اصل سرمایہ سے کئی گنا زیادہ ہو جائے گی جبکہ عامل مضاربت صحیحہ میں تو نفع کے کچھ حصہ کا مستحق ہوتا ہے تو مضاربت فاسدہ میں زیادہ نفع کا مستحق کیسے قرار دیا جاسکتا ہے۔"([1])

نوٹ: مضاربت فاسدہ کی بحث "المضاربة فی الشریعة الإسلامیة دراسة مقارنة بین المذاهب الأربعة لعبد اللہ بن حمد بن عثمان الخویطر ص:237-245" سے منقول ہے۔

OOO

---

[1] - مجموع الفتاوی: ص20\509

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب چہارم

مضاربت سے متعلق علمائے امت کی جہود مبارکہ

- مضاربت سے متعلق مستقل تصنیفات
- فتاوی مضاربت
- اصطلاحات مضاربت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجارت کی متعدد صورتیں ہیں جن میں سے ایک اہم صورت تجارتی مشارکت میں مضاربت اور مشارکت کی ہے۔

کتاب وسنت میں بیع مضاربت کے بنیادی قواعد وضوابط اور ہدایات مذکور ہیں۔ زمانہ قدیم میں تجارتی معاملات میں سادگی پائی جاتی تھی، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اب تجارتی سرگرمیوں میں نت نئی تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں، جیسے جیسے معاملات تجارت میں جدید مسائل سامنے آتے گئے فقہائے امت نے کتاب وسنت کی روشنی میں ان مسائل پر سیر حاصل بحث کی کامیاب کوششیں فرمائی ہیں۔ جزاھم اللہ خیرا

عہد جدید میں تجارتی معاملات میں تیزی سے بیع مضاربت بھی متاثر ہوئی ہے، اس تجارتی سرگرمی میں بھی جدید تر صورتیں سامنے آرہی ہیں۔ علمائے امت نے ہر زمانے میں مضاربت سے متعلق ہدایات کو اپنی تصانیف میں ذکر کیا ہے، زیر نظر باب میں ہم فقہائے امت کی مضاربت سے متعلق چند ایک تحریری کاوشوں کا جائزہ لیں گے۔ ان شاء اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضاربت سے متعلق مستقل تصنیفات بزبان اردو

(1) شرکت و مضاربت عصر حاضر میں۔

مؤلف: محمد عمران اشرف عثمانی حفظہ اللہ

مفتی محمد تقی عثمانی جدید مسائل تجارت اور اسلامی بینکاری کے لئے کوشاں معروف علمی شخصیت ہیں، انہوں نے پاکستان میں اسلامی بینکاری کی داغ بیل ڈالی، زیر تبصرہ تصنیف لطیف کے مؤلف محترم المقام مفتی تقی عثمانی حفظہ اللہ کے لائق فرزند ہیں۔

اس تصنیف میں شرکت و مضاربت سے متعلق معلومات کو عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یاد رہے کہ اس کتاب میں صرف احکام مضاربت و شرکت کو مدون نہیں کیا گیا، کیونکہ یہ احکام تو قدیم فقہاء کرام نے اپنی تصنیفات میں رقم فرما دیئے ہیں بلکہ اس کتاب میں شرکت و مضاربت کی عصری تطبیقات کو شرح وبسط کے ساتھ مدون کیا ہے اور عصر حاضر کے تجارتی ڈھانچے میں شرکت و مضاربت کو کہاں تک اور کیسے روبہ عمل لایا جاسکتا ہے۔

فاضل مؤلف نے پہلے حصے میں مشارکت و مضاربت کی روایتی تعریفات، شرعی احکام، فقہاء اربعہ کے نظریات اور اختلافات، فوائد اور اقسام بیان کی ہیں جبکہ دوسرے حصے میں جدید تجارتی سرگرمیوں میں مضاربت و مشارکت کے عمل دخل پر بحث کی جن کی اجمالی فہرست درج ذیل ہے۔

جوائنٹ اسٹاک کمپنی کی شرعی حیثیت بمع شیئرز کی شرعی حیثیت۔

مروجہ بینکوں میں مشارکت و مجاربت، مشارکت سرٹیفکیٹ کا تصور، پس منظر، مشارکت اور سود میں فرق، مشارکت کے عصری تجربے اور دیگر علمی وفنی معلومات کو یکجا کیا گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاضل مؤلف نے عصر حاضر کے تجارتی معاملات اوران کی ضرورتوں کو سمجھ کران کا قابل عمل حل پیش کرنے کی سعی مشکور کی ہے،اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے شرعی احکام کے تقدس کو پوری طرح برقرار بھی رکھا ہے۔

یادرہے کہ مؤلف کی تحقیق کے نتائج سے صاحب علم کو اختلاف بھی ہو سکتا، لیکن بحیثیت مجموعی اس کتاب میں اسلامی سرمایہ کاری کو غیر اسلامی معیشت کے مفاسد و معائب سے محفوظ ومامون رکھنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔

(2) مروجہ تجارتی کمپنیاں اور اسلامی شرکت و مضاربت

مرتب کردہ: مفتی احمد ممتاز صاحب،ناشر تعمیر معاشرہ،جامعہ خلفائے راشدین۔

تجارت اور کمپنی جیسے جاذب نظر الفاظ کے ذریعے شاطر لوگوں نے غربت زدہ طبقے کو اپنی لپیٹ میں لیاہوا ہے۔نت نئی ایسی کمپنیاں سامنے آرہی ہیں جن کی شرعی حیثیت تو در کنار بلکہ ان کی حقیقت اور کاروباری طریقے کار کا اندازہ بھی نہیں لگایا جاسکتا۔اس طرح کی کمپنیاں کچھ عرصے تک عام کمپنیز سے بڑھ کر منافع بھی تقسیم کرتی ہیں مگر کچھ عرصے بعد ایسی کمپنیاں لوگوں کا مال کھاکر دیوالہ بن کر لمیٹیڈ کی تاریک سرنگ میں غائب ہو جاتی ہیں۔ زیر نظر کتاب میں فاضل مؤلف نے مختلف کمپنیوں کے ذریعے مشارکت کی بنیاد پر جاری تجارت کو یکسر حرام اور غلط قرار دیا ہے۔

اس تصنیف لطیف میں درج ذیل مباحث پر خام فرمائی کی گئی ہے:

مضاربت کے بنیادی اصول وضوابط: عقد شرکت کے اصول، عقد شرکت کی شرائط اور تفصیلات، جبکہ اس تصنیف میں مروجہ کمپنیوں کے ناجائز ہونے کی 3 وجوہات ذکر کی گئی ہیں اور پھر اس سبب کا متبادل بھی ذکر کیا گیا ہے، فقہائے کرام کی عبارتوں کے طویل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقتباسات بھی اس کتاب کی زینت ہیں کتاب کے آخر میں تقریبا 25 ایسی کمپنیوں کے نام ذکر کیے ہیں جن میں شرکت ناجائز اور حاصل کردہ منافع حرام ہے، مجموعی طور پر اپنے موضوع پر عمدہ کاوش ہے۔

(3) جانب حلال:

مولف: ابو الانشاء قاری خلیل الرحمن جاوید فضلی بک اردو بازار کراچی۔

قاری خلیل الرحمن جاوید حفظہ اللہ کا شمار مستند علماء اہلحدیث میں ہوتا ہے۔ وعظ و بیان میں منفرد لب ولہجہ اور اسلوب ان کا خاصہ ہے۔ تصنیف وتالیف میں بھی منفرد مقام ہے، ان کی تالیفات کے نام اچھوتے اور منفرد ہوتے ہیں جن میں ادب کے ساتھ دلچسپی کا سامان ہوتا ہے۔

جانب حلال کا تعلق اقتصادیات کے ساتھ ہے، اس میں مضاربت کے درج ذیل مباحث ہیں: تعریف، شرعی مفہوم، مضاربت میں نفع کی تقسیم کا شرعی تناسب، مضاربت کی مختصر تاریخ، جواز مضاربت کی حکمت، مضاربت کے احکام و شرائط، مضارب کی مختلف حیثیتیں، مشارکت اور مضارب میں فرق۔

(4) تجارت کی کتاب:

مؤلف حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ

حافظ عمران ایوب لاہوری صاحب نے اپنی تصنیفات کو تفہیم کتاب و سنت کے سلسلے سے شائع کرنا شروع کیا ہے۔ تجارت کی کتاب اس سلسلہ مبارکہ کی گیارہویں مبارک کڑی ہے۔ اللھم زد فزد

اس میں مضاربت سے متعلق درج ذیل مباحث کو مختصراً درج کیا گیا ہے، مضاربت کا مفہوم اور جواز، مضاربت کا ثبوت بذریعہ قیاس وغیرہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑤ احکام تجارت اور لین دین کے مسائل۔ مولانا عبد الرحمٰن کیلانی

شیخ مولانا عبد الرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ اک کہنہ مشق مؤلف و مصنف تھے ، ان کا ورثہ خالص علمی و تحقیقی تصنیفات ہیں انہوں نے مترادفات القرآن، تیسیر القرآن تفسیر القرآن، شریعت و طریقت عقل پرستی اور انکار معجزات، احکام سر و حجاب جیسی معرکہ آراء تالیفات کے مصنف ہیں۔

احکام تجارت اور لین دین کے مسائل بھی مولانا عبد الرحمٰن کیلانی کی تصنیف ہے جس میں مضاربت سے متعلق درج ذیل مسائل ذکر کئے ہیں:

امانت کے مال سے مضاربت، احکام مضاربت، مضاربت اور زکاۃ۔

⑥ اقتصادیات اسلام (تشکیل جدید) مؤلف: ڈاکٹر محمد طاہر القادری

ڈاکٹر طاہر القادری کا شمار ملک عزیز کے مشہور مذہبی وسیاسی رہنماؤں میں ہوتا ہے۔ انہوں نے عقیدہ، تصوف، تاریخ اسلامی اور دیگر کئی عناوین پر تحریریں رقم کی ہیں، درج ذیل کتاب میں اسلامی اقتصادیات کی دیگر ابحاث کے ساتھ ساتھ مضاربت پر بھی طبع آزمائی کی ہے جس کا اجمالی جائزہ درج ذیل ہے:

مضاربت معنیٰ و مفہوم، ضرورت و اہمیت کے ضمن میں درج ذیل نکات ہیں:

انسانی مصالح کا تحفظ، ناداروں کی بھلائی، بیروزگاری میں کمی، گردش دولت میں اضافہ، ملکی معیشت کی ترقی، سودی بینکاری کا متبادل ذریعہ، منفی معاشرتی سرگرمیوں کا انسداد، جبکہ قانونی مضاربت کے ضمن میں بھی معلومات درج کی گئی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

7 شرکت الوجوہ (ساکھ کی بنیاد پر قائم تجارتی شراکت کے شرعی احکام)

مصنف الشیخ محمد رفیق یونس مصری، مترجم: ڈاکٹر محمد مہربان باروی، ناشر شیخ زید اسلامک سینٹر کراچی۔

درج ذیل کتابچہ کا موضوع تحریر شرکت الوجوہ ہے مگر اس میں مصنف نے دیگر احکام شراکت کے ساتھ ساتھ مضاربت اور شرکت الوجوہ کے درمیان فرق بھی بیان کیا ہے۔

8 اصطلاحات اسلامی معیشت ووراثت

مؤلف: سید صابر حسین، ناشر شیخ زید اسلاک سینٹر

مذکورہ بالا کتاب میں اسلامی بینکاری، اقتصادیات، قانون وراثت اور فقہ المعاملات سے متعلق، اصطلاحات کی تعریفات سہل انداز میں رقم کی گئی ہیں جبکہ متبادل انگریزی اصطلاحات کو ذکر کرنے کا اہتمام بھی کیا گیا ہے تاکہ اس کتاب کا مطالعہ علماء اور جدید تعلیم یافتہ، دونوں طبقات کے لئے یکساں سود مند ہو۔ اس میں شرکت عقد، مضاربت، مضارب، مضاربت مطلقہ، مضاربت مقیدہ کی تعریفات کو عام فہم پیرائے میں اردو انگلش ہر دو زبان میں ذکر کیا گیا ہے۔

9 الفقہ الاسلامی وادلتہ (مترجم)

مصنف ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی، اردو قالب: محمد یوسف تنولی ورفقاء۔ ناشر: دار الاشاعت کراچی۔

ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی رحمہ اللہ کا شمار ممتاز ترین علمائے عرب میں ہوتا ہے، آپ علوم اسلامیہ کے جدید مسائل پر گہری نظر رکھتے تھے انہوں نے تفسیر وفقہ میں کئی کئی جلدوں پر مشتمل گوہر نایاب اس امت کے حوالے کئے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفقہ الاسلامی وادلتہ دور حاضر کے فقہی مسائل۔ ادلہ شرعیہ مذاہب اربعہ کے فقہاء کی آراء اور اہم فقہی نظریات پر مشتمل دور جدید کے تقاضوں سے ہم آہنگ ایک علمی ذخیرہ ہے جس کو اردو قالب میں پیش کیا گیا ہے۔

مضاربت سے متعلق علمی نکات درج ذیل ہیں:

مضاربت کی تعریف، مضاربت کا ثبوت بذریعہ احادیث، اجماع اور قیاس، مضاربت کی مشروعیت کی حکمتیں، مضاربت کے ارکان، الفاظ اور اقسام، عقد مضاربت کی نوعیت، مضاربین کی کثرت، مضاربت کی جدید شکلیں، مضاربت کی شرائط، روس المال سے متعلق شروط، منافع کی شروط، مضاربت فاسدہ کا حکم، مضاربت صحیحہ کے احکام، مضارب کے قبضہ کی نوعیت اور تصرف کا دائرہ کار، مضارب کی ذمہ داریاں، مال مضاربت کو آگے مضاربت میں دینا۔

مضاربت مقیدہ اور مطلقہ، مضارب کے حقوق، رب المال اور مضارب کے درمیان اختلاف کا حکم، مضاربت کو باطل کر دینے والی چیزیں۔

درج بالا احکام مضاربت جلد نمبر 3 میں ہیں جبکہ اس کتاب کی آخری جلد میں مجمع الفقہ الاسلامی کے منعقدہ اجلاسات کی کاروائیاں ذکر ہیں ان میں سے مضاربت سے متعلق قرار دادیں اور سفارشات درج ذیل ہیں:

1. قرار داد نمبر 5: مضاربت سرٹیفیکیٹس اور سرمایہ کاری سرٹیفیکیٹس
2. مضاربت سرٹیفیکیٹس کا شرعی طور پر قابل قبول خاکہ
3. مالی اداروں میں مشترک مضاربت
4. مضاربت مشترکہ کی تعریف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

5. مضاربت مشترکہ کی مشروعیت
6. اطراف مضاربت
7. مضاربت میں اموال کا خلط ملط کرنا
8. متعین وقت تک لزوم مضاربت
9. مضاربت مشترکہ میں منافع کی تقسیم
10. مضاربت کے منافع کا تناسب
11. مضاربت میں ضمان اور ضمان مضارب کا حکم

(10) دور حاضر کے مالی معاملات کا شرعی حکم

مؤلف: حافظ ذوالفقار علی، ناشر ابو ھریرہ اکیڈمی لاہور

دور حاضر کے مالی معاملات کا شرعی حکم، محترم شیخ الحدیث ذوالفقار علی صاحب کی تصنیف لطیف ہے، شیخ محترم حفظہ اللہ نے جدید مالی معاملات پر متعدد علمی و تحقیقی مقالات کے ذریعے اہل علم سے داد تحسین حاصل کر چکے ہیں۔ مضاربت سے متعلق ان کی معروضات کا محور درج ذیل عناوین ہیں:

مضاربت کی حیثیت، مضاربت کی شرطیں، مضاربت کا میدان، اسلامی بینکوں میں رائج مضاربت کی حقیقت

(11) اسلامی مالیات، اسلامی بینکاری، اصول اور تطبیق

مؤلف: محمد ایوب، ناشر: رفاہ سینٹر آف اسلامک بزنس، رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی، اسلام آباد۔

مذکورہ بالا کتاب اصل میں انگلش میں ہے جس کو مؤلف نے سلیس اردو قالب میں ڈھالا ہے۔

اس کتاب میں مضاربت سے متعلق درج ذیل نکات پر بحث کی گئی ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضاربت کا تصور اور اس کے اصول، مضاربت سرمائے کی نوعیت، مضاربت کی اقسام اور کاروبار کے اصول، مضاربت کاروبار کا انتظام، نفع ونقصان سے متعلق قواعد، مضاربت اور مشارکہ میں فرق

12 اسلام میں ضابطہ تجارت

مؤلف: مولانا عبدالرحمٰن کیلانی، ناشر مکتبہ السلام وسن پورہ لاہور۔

مذکورہ بالا رسالہ میں فاضل مؤلف نے خود غرضی اور ایثار، بیع مبرور، سود، ذخیرہ اندوزی، ماپ تول کے پیمانے کے ساتھ ساتھ اقسام تجارت کی پسندیدہ صورتوں میں مضاربت پر بحث کی ہے۔

13 مروجہ اسلامی بینکاری، تجزیاتی مطالعہ، شرعی جائزہ، فقہی نقد وتبصرہ

تحقیق وتربیت، رفقاء دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ، علامہ یوسف بنوری ٹاؤن۔ ناشر مکتبہ بینات کراچی۔

14 500 سوال جواب برائے خرید وفروخت، ناشر مکتبہ بیت السلام (کتب اقتصادیات)

مضاربت میں شرکت، مضارت پر مال دینے کی شرطیں، مضاربت میں نفع ونقصان کا مسئلہ، مضاربت کا ایک مسئلہ، مسلمان اور کافر کے درمیان معاہدہ شراکت، بینکنگ اور مالیاتی اداروں میں شراکت کرنا، تجارتی کمپنیوں میں شراکت کا حکم۔

15 شرکت ومضاربت کے شرعی اصول

از ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

در حقیقت یہ کتاب ہندستان کے معروف عالم دین ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی، شعبہ معاشیات مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ کی ان تحریروں کا مجموعہ ہے جو ماہنامہ "زندگی" رام پور کے اگست **1966**ء تا جنوری **1967**ء کے شماروں میں بالاقساط شائع ہوتا رہا ہے محترم مؤلف نے شریعت ومضاربت کے مسئلے پر نہایت فکر انگیز بحث کی ہے ، اس کتاب میں شرکت و مضاربت کے تمام فقہی احکام کا احاطہ نہیں کیا گیا ہے، بلکہ ان امور پر بحث کی گئی ہے، اور اس طرح درر جدید میں شرکت ومضاربت کے اصول پر قائم ہونے والے کاروباری اداروں سے متعلق تفصیلی قوانین وضوابط بھی تجویز نہیں کئے گئے ہیں بلکہ صرف اصول واضح کیے گئے ہیں ۔فاضل مؤلف نے شرکت کی صرف ایک قسم "شرکت عنان" پر ہی روشنی ڈالی ہے۔ صاحب کتاب نے شرکت اور مضاربت کے شرعی اصولوں کی وضاحت میں اسلامی فقہ کے چاروں مشہور مکاتب، حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی کی مستند کتابوں کو ملحوظ رکھا ہے۔

یہ کتاب چھ ابواب پر منقسم ہے، جو درج ذیل میں ہیں۔

باب اول: شرکت ومضاربت کی تعریف، جواز اور احکام کے بارے میں ہے

باب دوم: مشترکہ کاروبار میں نفع کی تقسیم اور نقصان کی ذمہ داری

باب سوم: مشترکہ کاروبار میں کاروباری تصرفات کی حدود

باب چھارم: شرکاء کی مالی ذمہ داریاں

باب پنجم: مدت کاروبار

باب ششم: صنعتی کاروبار کے لیے شرکت ومضاربت معاہدہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضاربت سے متعلق فتاوی جات

مشترکہ کاروبار کرنا

سوال: ایک پارٹی کو ہم نے کچھ رقم کاروبار کے لیے دی ہے وہ اس سے زرعی ادویات اور کھاد وغیرہ کا نقد اور ادھار پر کاروبار کرتے ہیں اس پارٹی نے بینک سے سودی قرض بھی لے رکھا ہے تاہم وہ ہماری رقم سے جو نفع کماتے ہیں اس سے نصف ہمیں دیتے ہیں کیا یہ نفع ہمارے لیے جائز ہے؟ کتاب وسنت کی روشنی میں ہماری رہنمائی کریں۔

جواب: اگر کوئی آدمی کسی دوسرے کو رقم دیتا ہے کہ وہ اس رقم سے کاروبار کرے اور وہ کاروبار بھی جائز اور حلال ہو پھر منافع آپس میں تقسیم کر لیا جائے تو ایسا کرنا جائز ہے اس کاروبار میں شرعا کوئی قباحت نہیں ہے فقہی اصطلاح میں اس قسم کے کاروبار کو مضاربت کہا جاتا ہے لیکن کاروبار کرنے والا کاروبار میں اپنی ایسی رقم بھی لگاتا ہے جو شرعا حلال نہیں ہے تو اس کا جرم کاروبار کرنے والے کے لیے ہے حلال ذرائع سے رقم حاصل کرنے والے کو کوئی گناہ نہیں ہے وہ تو اپنی حلال کمائی کا نفع لیتا ہے۔ بینک سے قرض لینا اور پھر سود کے ساتھ واپس کرنا کا معاہدہ شرعا ناجائز ہے کیونکہ اس طرح سودی کاروبار کو رواج دینا ہے جس کی شریعت میں اجازت نہیں ہے اور ہمارے نزدیک تو بینک سے سود کے بغیر بھی رقم لینا محل نظر ہے کیونکہ گندے اور نجس پانی کو فلٹر سے صاف کر کے استعمال کرنا کسی صاحب عقل وشعور کے نزدیک صحیح نہیں ہے اس لیے ہم کہتے ہیں کہ بینک کے ساتھ کسی صورت میں لین دین نہ کیا جائے کیونکہ اس کی بنیاد سود کے لینے دینے پر ہے جس کی شریعت نے کسی صورت میں اجازت نہیں دی ہے ۔ بہر حال صورت مسولہ میں اگر کسی نے حلال ذرائع سے کمایا ہوا پیسہ کسی دوسرے کو مضاربت کے لیے دیا ہے وہ اس سے حلال کاروبار کرتا ہے تو اس کا نفع روپیہ دینے والے کے لیے جائز و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حلال ہے اگرچہ کاروبار کرنے والا اس میں بینک کا قرض بھی شامل کرے بینک سے سود پر قرض لینے کا گناہ کاروبار کرنے والے کو ہو گا روپیہ دینے والا اس سے بری الذمہ ہے (واللہ اعلم)

(فتاویٰ اصحاب الحدیث، خرید و فروخت، جلد 3 صفحہ نمبر 265)

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین بیچ اس مسئلہ کے مولوی عبدالرحمن کا امامیہ کالونی شاہدرہ میں ایک بھٹہ ہے جس میں وہ اکیلے دن رات رہتے ہیں لیکن ان کا کنبہ لاہور وسن پورہ میں مقیم ہے وسن پورہ میں مولوی ابو بکر صدیق نے بھٹہ میں حصہ حاصل کرنے کی خواہش کی اور پانچ ہزار روپے برائے مضاربت دے دیا بعدازاں مولوی ابو بکر صدیق کے دل میں از خود یہ خیال تھا کہ ایک ہزار روپیہ مزید ترسیل کیا جائے چنانچہ اس نے 2 جنوی 1974 کو سارے صد روپیہ مولوی عبدالرحمن کا بیٹا نجیب الرحمن کے گھر پہنچتا ہے تین مسلح ڈاکو اسی رات مولوی عبدالرحمن کے گھر ڈاکہ ڈالتے ہیں مولوی عبدالرحمن کی بیوی کو جان سے مار دینے کی دھمکی دیتے ہیں بیوی نے 1150 روپیہ، ایک گھڑی، ایک دو بالیاں دے کر جان چھڑائی شبہ یہ بھی ہے کہ وہ ڈاکو۔۔۔۔

اس واقعہ کو معلوم کر کے مولوی ابو بکر نے مزید ڈیڑھ صد روپیہ کسی آدمی کے ہاتھ بھیجا اور ساتھ ہی یہ رقعہ تحریر کیا: بسم اللہ! محترمی مولوی عبدالرحمن گیلانی زید مجدہ السلام علیکم مزاج شریف قبل ازیں مبلغ ساڑھے آٹھ صد روپیہ بھیج چکا ہوں اب مزید ڈیڑھ ڈیڑھ صد روپیہ بھیج رہا ہوں اب یہ کل رقم ایک ہزار روپیہ ہو گیا اس رقم کو پہلی پانچ ہزار میں شامل فرمالیں اب آپ کے پاس کل چھ ہزار روپے ہو گئے۔ آپ کا مخلص ابو محمد صدیق 3 جنوری 1974م

جو شخص مولوی عبدالرحمن کو حادثے کی اطلاع دینے گیا وہی یہ رقعہ اور ڈیڑھ صد روپیہ لے کر گیا اب یہ رقم جو مولوی عبدالرحمن کے مشورہ اور علم کے بغیر از خود مولوی ابو بکر نے بھیجی وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولوی عبدالرحمن تک پہنچنے سے پہلے ہی ڈکیتی کا شکار ہو گئی بلکہ کچھ اور بھی لے ڈوبی اور ہو سکتا ہے کہ ڈکیتی کی بنیاد بھی ہو تو کیا یہ رقم مولوی عبدالرحمن کو واپس کرنا آتی ہے۔ بینوا و توجروا

(السائل عبدالصمد محمد مسلم گیلانی کورٹ شاہ محمد ضلع شیخوپورہ)

الجواب بعون الوہاب عبارت سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ ساڑھے آٹھ سو روپیہ جو پہلی مضاربت کے انعقاد کے بعد مولوی ابو بکر صاحب نے بھیجا تھا وہ روپیہ نہ تو مولوی عبدالرحمن کی طلب پر بھیجا ہے اور نہ ہی مولوی عبدالرحمن نے خود یا اس وکیل نے قبضہ کیا ہے اس لیے یہ روپیہ مولوی عبدالرحمن کی ذمہ داری میں نہیں آتا یہ روپیہ مضاربت کے راس المال میں اس وقت شمار ہوتا جب مولوی عبدالرحمن صاحب اسے کام کے لیے قبول کر لیتا پس ان حالات میں یہ روپیہ قابض کے پاس بطور امانت تھا جس کے ضائع ہونے پر قابض پر کسی قسم کی واجب نہیں۔ (فتاوی علمائے اھل حدیث جلد نمبر 14 مرتب ابوالحسنات باب المضاربت حضرت العلام مولانا سلطان محمود شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ فیصل آباد)

کتاب المضاربت والبضاعۃ

سوال: باعث اس تحریر کا یہ ہے کہ ایک شخص تجارت پیشہ ضعیف ہوا، اس نے دو ہزار روپے اپنے بیٹے اور پوتے کو بطور بضاعت کے دیئے اور کہا کہ تجارت میں لگاؤ، یعنی بطور وکالت کے تجارت کر کے کل منافع مجھے ملتا رہے، اور وہ شخص مالک دس روپیہ اس منافع میں سے آپ لے لیا کرے گا، اور جو کچھ منافع دس روپے سے زائد ہو، وہ تم کو مبارک ہو گا، مجھ کو اس کا دعویٰ نہیں، وہ میں نے معاف کیا، لیکن حق والد سمجھ کر سعی اور کوشش اس تجارت میں بہت ہی کرتے رہو کہ اوقات بسر اس میں میری ہوتی رہے، پس بیٹے اور پوتے نے اس بات کو قبول کر کے مبلغ دو ہزار روپیہ لے لیا اور اقرار دس روپیہ کا ماہانہ دینے کا کیا، مگر یہ بات کہی کہ جب والد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماجد روپیہ اپنا طلب کریں گے تو یہ روپیہ بطور قسط ماہواری ادا کریں گے، کیونکہ روپیہ تجارت میں مشغول رہتا ہے، سردست ادا کرنا اس کا یکمشت دشوار ہوگا اور کل منافع اس کا ابتداء طلب سے تا ادائے زر مرقومہ ماہیانہ نہ دیں گے یعنی روپیہ جس قدر ماہیانہ میں دیتا رہوں گا، اس قدر منافع کم دیا کروں گا، تو اب ارباب شرع سے سوال ہے کہ یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: یہ صورت بطور بضاعت کے درست ہے اور معاملہ ھل جزاء الإحسان إلا الإحسان اس میں پایا جاتا ہے، باپ بیٹے کو مبارک ہو، چنانچہ کتب شریعت سے ایسا ہی واضح ہوتا ہے۔

عبدہ محمد قطب دین حفیظ اللہ خان سید محمد نذیر حسین

الجواب: یہ بضاعت نہیں ہے، کہ اس میں کل ربح کا استحقاق مالک کے لئے مشروط ہے۔ سو عامل نہ مستحق ربح ہے۔ اور نہ مستحق اجر اور اگر یہ روپیہ ہلاک ہو جاوے تو اس پر ضمان لازم نہیں ہے۔ و مستبضع عند اشتراطه لرب المال فلا ربح له ولا اجر ولا ضمان عليه بالهلاك بحراب۔ یہ عقد صریح مضاربت فاسدہ کی ہے کہ اس میں دس روپے ماہواری مالک کے لئے مقرر کئے گئے یہ ربوا ہے اور اس صورت میں کل نفع کا مالک ہے اور عامل مستحق اجر مثل کا ہے الرابع أن يكون الربح بينهما شائعا كالنصف والثلث لا سهماً معيناً يقطع الشركة كا له درهم ومع النصف عشرة الخامسة أن يكون نصيب كل منهما معلومٌ فكل شرطٍ يؤدى إلى جهالة الربح فاسد ومالا فلا السادسة أن يكون المضاربة مشروط من الربح لو شرطا له شرعا وكيل من رأس المال أو منه ومن الربح فسدت وحكمها أنه أمينٌ بعد دفع المال عند العمل وشريك عند الربح وأجيرٌ عند الفساد فله أجر مثله والربح كل لرب المال.

پس چاہیے کہ یہ عقد فاسد فوراً فسخ کیا جاوے اگر اس پر عمل پھر اتفاقاً جاری ہوا ہے تو عامل کو اجر مثل کے سوا اور کچھ استحقاق نہیں اور مالک کل ربح کا مستحق ہے ورنہ ربوا لازم ہوگا، فقط، اور یہ جواب کہ یہ صورت بطور بضاعت کے درست ہے اور معاملہ هل جزاء الاحسان الا الاحسان کا پایا جاتا ہے صحیح نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم اعلمہ اتم واسلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضاربت کسے کہتے ہیں؟اور مضاربت کے اصول

سوال:مضاربت کے بنیادی اصول کیا ہیں؟کیارب المال کو یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ مضارب کیاکاروبار کررہاہے؟کیامضارب آگے کسی اور کو مضاربت پر مال دے سکتاہے؟

شرعی طور پر جائز مضاربت میں ایک فریق کی طرف سے سرمایہ ہوتاہے اور دوسرے فریق کی جانب سے عمل اور محنت ہوتی ہے، جس کے بنیادی اصول درج ذیل ہیں۔ مضاربت میں سرمایہ اور کروبار حلال ہو۔ معاملہ میں کوئی شرطِ فاسدنہ ہو۔ ہر فریق کو اختیار ہو گا کہ کاروبار ختم ہونے کے بعد آئندہ جاری رکھے یا ختم کردے۔ منافع دونوں فریقوں میں فیصد کے حساب سے طے شدہ ہوں۔ کسی ایک فریق کے لئے مخصوص اور متعین رقم کی شرط لگانا جائز نہیں۔ نقصان کی صورت میں سرمایہ کار نقصان برداشت کرے گا اور مضارب کی محنت رائیگاں جائے گی مضارب امین کی حیثیت سے کام کرے گا،لہذا رب المال جس نوعیت کے کام کی اجازت دے اسی طرح کاکام کرسکتاہے،ورنہ خیانت ہوگی،البتہ اگر مضارب نے کسی خاص کاروبار کی شرط لگانے کے بجائے عام اجازت دی ہو تو پھر مضارب ہر طرح کا جائز کام کرسکتاہے۔ مضاربت میں نقصان کی صورت میں ابتداءاس نقصان کی تلافی نفع سے کی جائے گی،اگر نقصان نفع سے بھی زیادہ ہو تو پھر نفع کے بعد باقی نقصان کی تلافی اصل سرمائے سے کی جائے گی۔ اگر رب المال نے عام اجازت دی ہو تو مضارب آگے کسی اور کو بھی مضاربت پر مال دے سکتاہے۔

سوال(1):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مضاربت کسے کہتے ہیں؟اور مضاربت کی شکل اوراس کا حکم بھی واضح فرمائیں۔

الجواب وباللہ التوفیق:عقد مضاربت کی تفصیلات فقہ کی کتابوں میں ملاحظہ کی جائیں،خلاصہ یہ ہے کہ مضاربت میں ایک فریق روپے لگاتاہے دوسرے فریق کی محنت ہوتی ہے اور نفع میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں آپسی رضامندی سے فیصدی کے اعتبار سے شریک ہوتے ہیں اور نقصان کا ذمہ دار وہ فریق ہوتا ہے جس نے پیسہ لگایا ہے، محنت کرنے والا فریق نقصان کا ذمہ دار نہیں ہوتا؛ البتہ نفع نہ ہونے کی شکل میں نفع سے محروم رہتا ہے۔

المضاربۃ عقد یقع علی الشرکۃ بمال من أحد الجانبین، ومرادہ الشرکۃ فی الربح، وھو یستحق بالمال من أحد الجانبین والعمل من الجانب الآخر ولا مضاربۃ بدونھا۔ (الھدایۃ 3ر 241 إدارۃ المعارف دیوبند)

منتخب فتاویٰ: مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصور پوری

نائب مفتی واستاذ حدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

ترتیب و تحقیق: محمد ابراہیم قاسمی غازی آبادی ناشر المرکز العلمی للنشر والتحقیق لال باغ مرادآباد)

مضاربت اور مشارکت میں فرق

سوال:-{1871} مضاربت اور مشارکت میں کیا فرق ہے؟(یوسف شریف، نام پلی)

جواب:- یہ دونوں اشتراک کے ساتھ کاروبار کی صورتیں ہیں، فرق یہ ہے کہ مضاربت میں ایک شخص کا صرف سرمایہ ہوتا ہے اور دوسرے شخص کی طرف سے صرف محنت اور نفع میں دونوں شریک ہوتے ہیں۔

مشارکت (جس کو اصل میں فقہاء "شرکت" سے تعبیر کرتے ہیں) میں دونوں افراد کا مال یا دونوں کی محنت شامل ہوتی ہے اور نفع میں بھی دونوں شریک ہوتے ہیں، یہ دونوں ہی صورتیں شریعت میں جائز ہیں اور اسلام میں سرمایہ کاری کی بنیاد ان ہی دونوں معاملات پر ہے۔ (کتاب الفتاویٰ، طلاق، فسخ و تفریق، تجارت، زمزم بکڈپو، کراچی، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، مرتب: مفتی محمد عبداللہ سلیمان مظاہری تکمیل حواشی: مولانا عمر عابدین قاسمی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضاربت میں اخراجات سے متعلق شرعی رہنمائی

بیرون ملک جانے کیلئے مضاربت کے مال سے ویزا وغیرہ پر خرچ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مثلاً ایک شخص دوسرے کو دس پندرہ ہزار روپے دیتا ہے کہ یہ مضاربت میں چلاؤ تمہیں مطلق اجازت ہے اس سے خود تجارت کرو یا دوسرے کے ساتھ شراکت کرو یا اس سے خود اجارہ وغیرہ کرو یا دوسرے کو اجارہ پر دے دو غرض تم کو مکمل اجازت ہے کہ اس رقم سے حلال طریقہ سے عقد مضاربت کے طور پر نفع کماؤ نفع نصف نصف بانٹ لیں گے یا دو حصہ نفع میرا یا تیسرا اور ایک حصہ نفع دوسرے کا، اور نقصان اگر ہو گیا تو وہ روپے دینے والے کے ذمہ ہو گا، اب یہ مضارب (رقم لینے والا) رقم لے کر اس سے پاسپورٹ ویزا وغیرہ خرید کر قطر یا ابو ظہبی جاتا ہے اور وہاں سے نفع کما کر لاتا ہے اور خدانخواستہ اگر یہ رقم اس مضارب سے کسی طریقہ سے بلا ارادہ ہلاک ہو گئی تو یہ رقم دینے والے کی ہلاک ہو گئی، اور مضارب سے اس کا مطالبہ نہیں کرے گا تو یہ مضاربت جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔ المستفتی: شہباز خان بنوں۔۔ 19/ رمضان المبارک 1397ھ

الجواب: اگر یہ مضارب قطر وغیرہ تجارت کیلئے جاتا ہے تو رب المال کی اجازت سے پاسپورٹ اور ویزا پر خرچ کرنا جائز ہو گا، اور یہ خرچ مال مضاربت سے شمار ہو گا {1} اور اگر وہاں ملازمت کیلئے جاتا ہے تو یہ معاملہ مضاربت نہ ہو گا، یعنی ملازمت سے حاصل شدہ رقم منافع میں شمار نہ ہو گی۔ وھو الموفق

مضارب پر راستے کے خرچ، دکان تک پہنچانے اور مال میں نقصان کی ذمہ داری کی شرائط

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک تاجر افغانستان کو جارہا ہے دوسرے شخص نے پیسے دے دیئے کہ میرے لئے ان پیسوں پر فلاں کپڑا لائیں اور اصلی قیمت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے علاوہ تھان میں بیس روپے آپ کے مجھ پر ہوں گے اور راستے کا کرایہ اور خرچ بھی آپ کا ہے اور مال ذمہ داری کے ساتھ دکان پر پہنچاؤ گے آیا یہ سودا جائز ہے یا نہیں؟

(2) ایک تاجر افغانستان کو جا رہا ہے دوسرے نے پیسے دے دیئے کہ اس پیسوں پر کپڑا لاؤ آپ کا اور میرا نفع نقصان شریک ہوگا اور دکان تک لانا آپ کی ذمہ داری ہوگی اگر راستہ میں مال کا نقصان ہو گیا تو تاجر ذمہ دار ہوگا، اور خرچہ، کرایہ وغیرہ مشترک ہوگا آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: مصباح الدین ضلع کوہاٹ...8/ محرم 1403ھ

الجواب: صورت اول، دوم معاملہ فاسدہ ہیں قال العلامة الحصكفي: كل شرط يوجب جهالة في الربح او يقع الشركة فيه يفسدها والابطل الشرط وصح العقد اعتبارا بالوكالة۔ مناسب یہ ہے کہ یہ تاجر اپنی رقم اور اپنی ذمہ داری سے یہ کپڑا خریدے اور یہ دکاندار اس تاجر سے نقد یا سابق لاحق قرض کے عوض یہ کپڑا خریدے۔ واللہ اعلم

مضارب کیلئے رأس المال سے خریدے گئے حیوان کے توابع کا استعمال

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مضارب نے رب المال کی اجازت سے رأس المال سے پانچ گوسفندان خرید لئے ان کا دودھ شریعت مطہرہ میں کیا تفصیل رکھتا ہے آیا جائز ہے یا ناجائز؟ (المستفتی: مولوی عبید اللہ عرف گل خان بلوچستان...1401ھ /6/7)

الجواب: دودھ، اون اور ولد تمام کے تمام مال مضاربت یا ربح میں داخل ہیں، ان کا استعمال بغیر اجازت کے ممنوع ہے ان کی قیمت حسب ضابطہ فقہاء کبھی رأس المال میں داخل ہوتی ہے اور کبھی ربح میں (ماخوذ از ہندیہ)۔ وھو الموفق (فتاویٰ دیوبند پاکستان المعروف بفتاویٰ فریدیہ (جلد ہفتم) (کتاب المضاربۃ) مفتی محمد فرید مجددی زروبوی شیخ الحدیث وصدر دار الافتاء جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

ترتیب وتخریج: مولانا مفتی انور شاہ، مولانا مفتی احمد عباس دار الافتاء دار العلوم صدیقیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طبع باردوم: ستمبر 2013ء، شوال 1434ھ

مضاربت کی مختلف شکلیں اور اُن کے اَحکام؟

سوال (11):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:

(1) زید اور عمر دونوں پارٹنر شپ میں تجارتی کاروبار کرتے ہیں جس کی شکل یہ ہے کہ مکمل رقم زید کی ہے، مثلاً ایک لاکھ روپئے، اور عمر کا کوئی پیسہ نہیں؛ لیکن ساری محنت اور سارا کاروبار عمر ہی دیکھتا ہے، زید کچھ بھی نہیں کرتا، زید یہ کہتا ہے کہ ہر مہینے مجھے تم پانچ ہزار روپئے دے دیا کرو، نفع خواہ کتنا بھی ہو، اور میں نقصان میں تمہارا شریک نہ ہوں گا، تو کیا اس طرح کاروبار کرنا جائز ہے یا نہیں؟ نیز زید کے لیے یہ پانچ ہزار روپئے کی رقم حلال ہوگی یا نہیں؟

(2) زید اور عمر دنوں کی رقم برابر ہے اور نفع ونقصان میں بھی دونوں برابر برابر کے شریک رہیں گے، البتہ سارا کاروبار اور دیکھ ریکھ عمر ہی کرتا ہے، زید کچھ بھی نہیں کرتا، تو یہ شکل جائز ہے یا نہیں؟ اور اس سے حاصل شدہ نفع حلال ہوگا یا نہیں؟

(3) زید کی رقم کم ہے مثلاً بیس ہزار روپئے، اور عمر کی رقم زیادہ مثلاً 80 ہزار روپئے ہیں، اور سارا کاروبار، پوری دیکھ ریکھ اور محنت عمر کرتا ہے، البتہ نفع ونقصان میں دونوں برابر کے شریک ہیں تو کیا یہ شکل جائز ہے یا نہیں؟ اور اس سے حاصل ہونے والے نفع کا کیا حکم ہے؟

(4) زید کی رقم کم ہے اور عمر کی رقم زیادہ ہے، اور ساری دیکھ بھال اور محنت عمر ہی کرتا ہے اور عمر زید کو ہر ماہ طے شدہ معاملہ کے مطابق ایک متعین رقم مثلاً پانچ سو روپئے دے دیتا ہے، تو کیا عمر کا اس طرح متعین رقم دینا اور زید کا اس کو اپنے استعمال میں لانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب وباللہ التوفیق:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(1) مسئولہ صورت میں رب المال زید کا یہ کہنا کہ مجھے تم ہر مہینہ پانچ ہزار روپئے دے دیا کرو، اور میں نقصان میں شریک نہ ہوں گا یہ معاملہ جائز نہیں ہے اور شرط کے مطابق زید کے لئے وہ مذکورہ پانچ ہزار روپئے لینا جائز نہ ہوگا، معاملہ اس طرح ہونا چاہئے کہ جو نفع ہو اس میں فیصدی کے حساب سے دونوں مقررہ حصہ کے اعتبار سے شریک ہوں اور اگر نفع نہ ہو؛ بلکہ نقصان ہی نقصان ہو تو وہ سارا رب المال زید کے اوپر آئے گا، عمر مضارب نقصان کا ذمہ دار نہ ہوگا۔

(2) یہ معاملہ درست ہے، اور جس طرح بھی منافع طے ہو جائے زید اور عمر منافع لے سکتے ہیں؛ البتہ زید کو بھی حق حاصل ہوگا کہ، وہ کاروبار کی دیکھ ریکھ میں شریک ہو اور اس کے بارے میں معلومات رکھے، عمر اُسے منع نہیں کر سکتا۔ (الھدایۃ / أول کتاب الشرکۃ 2/624 مکتبہ بلال دیوبند)

(3) آپسی رضامندی سے یہ صورت جائز ہے۔ (الدر المختار مع الشامی، کتاب الشرکۃ / مطلب فی توقیت الشرکۃ روایتان 6/484 زکریا) (الفتاویٰ التاتارخانیۃ 7/491 رقم: 10969 زکریا)

(4) مسئولہ صورت میں زید کا عمر کو ہر ماہ متعین رقم دینا درست نہیں، دونوں میں منافع کی شرکت فیصدی کے حساب سے ہونی چاہئے۔ (الھدایۃ / کتاب الشرکۃ 2/632 مکتبہ بلال دیوبند) (بدائع الصنائع / کتاب المضاربۃ 5/119 المکتبۃ النعیمیۃ دیوبند) (الدر المختار مع الشامی / أول کتاب المضاربۃ 8/433 زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم احقر محمد سلمان منصورپوری

مضاربت کی ایک شکل اور اُس کا حکم؟

سوال (10):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک کاروبار میں ہم تین لوگ شریک ہوئے، ایک کی دوکان دوسرے کی صرف محنت اور تیسرے کی صرف رقم، ہم نے آپس میں بیٹھ کر منافع / نقصان اس طرح طے کیا کہ 40%

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دکان کا حصہ اور 15٪ دکان کے مالک کی محنت کا اور 25٪ دوسرے کی محنت کا اور 20٪ رقم والے شریک کا، اب ہمیں کسی نے بتایا کہ ہمارا طریقہ کار غلط تھا، دکان کا پرسنٹیج غلط ہے؛ بلکہ دکان کا موجودہ بازار میں دکان کی کرایہ کی مارکیٹ کے اعتبار سے کرایہ طے ہونا چاہئے تھا؛ لہٰذا شریعتِ مطہرہ کی روشنی میں جو صحیح حکم ہو وہ صادر فرمادیں۔

نوٹ:- جس کی دکان تھی اس نے اس وقت کرایہ پر نہ دے کر نفع نقصان کی بنیاد پر کاروبار میں دکان دی تھی، کرایہ پر دینے کو منع کر دیا تھا۔

الجواب وباللہ التوفیق: اِس معاملہ میں تیسرا شخص رب المال کے درجہ میں ہے، جب کہ پہلا اور دوسرا شخص مشترک طور پر مضارب ہے، اور پہلے شخص کی دوکان ہونے کی وجہ سے نفع کے اندر اس کا دوسرے شخص سے زیادہ حصہ رکھنا آپسی رضامندی سے درست ہے؛ لہٰذا یہ معاملہ شرعاً جائز ہے اور ہر شخص نفع میں سے اپنے حصہ کو لینے کا مجاز ہے، جب کہ اصل سرمایہ میں نقصان کی ساری ذمہ داری رب المال یعنی تیسرے شخص پر ہے۔ (الفتاویٰ الہندیۃ / کتاب المضاربۃ 288/4 زکریا) (شامی، کتاب الشرکۃ / مطلب فی توقیت الشرکۃ روایتان 312/4 کراچی)

شرکت ومضاربت کے علاوہ مشترک کاروبار کرنے کی کیا شکل ہے؟

سوال (9):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید اور بکر شرکت ومضاربت کے علاوہ کوئی کاروبار کرنا چاہتے ہیں؛ لہٰذا شرعی اعتبار سے کوئی ایسا طریقہ بتائیں جس سے بکر زید کی رقم کاروبار میں لگاسکے اور سود بھی نہ بنے۔

الجواب وباللہ التوفیق: شرکت ومضاربت کے علاوہ مشترک کاروبار کی کوئی شکل نہیں ہے، بلا شرکت کسی ایک فریق کو نفع اٹھانا اس وقت جائز ہوسکتا ہے، جب کہ ایک فریق دوسرے کو بطور قرض رقم دے اور منافع کچھ نہ لے، آپ کو چاہئے کہ خود کاروبار کریں یا اپنی رقم سے کوئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشنری وغیرہ خرید لیں اور اس کو کرایہ پر اٹھادیں، تو اس کا کرایہ لینا آپ کے لئے حلال ہو گا۔(الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الإجارۃ/ الباب الأول 4/411)

مجہول طریقے پر مضاربت کا معاملہ؟

سوال (7):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: محمد شفیع نے زاہد کو ایک لاکھ روپئے دیتے وقت دونوں کے درمیان یہ بات تھی کہ اس رقم میں محمد زاہد کاروبار کرے گا، اور منافع میں دونوں شریک رہیں گے؛ لیکن یہ شرکت کتنے فیصد ہو گی اور حساب کس وقت لگایا جائے گا یہ رقم کتنے وقت کے لئے دی جارہی ہے، ایسی کوئی بات طے نہ ہوئی کیوں کہ محمد زاہد کو کاروبار کے لئے رقم کی ضرورت تھی اور اسے رقم مل رہی تھی، اور محمد شفیع کو منافع کی امید تھی اس لئے اس نے رقم دے دی؛ البتہ دل میں یہی خیال تھا کہ یہ معاملہ مضاربت کا ہے، اور اس کے بارے میں ایک دوسرے کو یہ کہتے بھی رہے کہ تم اس کا مسئلہ مفتی صاحب سے معلوم کرلینا؛ لیکن مکمل تفصیل کے ساتھ کسی نے معلوم نہیں کیا، کچھ عرصہ تک محمد زاہد محمد شفیع کو پابندی سے تین ہزار روپئے ماہانہ منافع کے نام پر دیتا رہا، اس کے بعد رقم دینے میں کچھ آگے پیچھے کرنے لگا تو محمد شفیع نے رقم جمع کرنے اور قرض دینے والی ایک غیر سودی تنظیم "قرضِ حسنہ" کی پاس بک محمد زاہد کے پاس دیدی کہ تم اس میں روزانہ پیسہ جمع کرا دینا، کچھ دنوں تک یہ چلتا رہا؛ لیکن محمد زاہد اس میں بھی پابندی سے جمع نہیں کرا سکا۔(اس بیچ میں محمد شفیع نے محمد زاہد سے اصل رقم میں سے دس ہزار روپئے لے لئے) تو محمد شفیع نے ہر ہفتہ سات سو روپئے مقرر کر کے وصول کرنا شروع کر دیا، اور اپنی اصل رقم کا مطالبہ محمد زاہد سے کرنے لگا، محمد زاہد نے اب تک کتنی رقم دی اس میں دونوں کا اختلاف ہے؛ لیکن امید ہے کہ دونوں ایک رقم مثلاً پچاس ہزار کے لین دین پر متفق ہو جائیں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ دونوں کے درمیان ہونے والا معاملہ شریعت کے اعتبار سے کون سا معاملہ ہے؟ آیا یہ معاملہ سود کا ہے یا مضاربت کا؟ بہر صورت تصفیہ کی شکل کیا ہوگی کہ شرعی اعتبار سے دونوں کے ذمہ ایک دوسرے کی کتنی رقم آتی ہے کہ جس کو ادا کر کے معاملہ کو صاف کر لیا جائے، اور کسی کے ذمہ عند اللہ مؤاخذہ باقی نہ رہے۔

الجواب وباللہ التوفیق: یہ معاملہ سرے سے فاسد اور مجہول ہے؛ لہٰذا اُسے صرف قرض قرار دیا جائے گا، اور محمد شفیع نے محمد زاہد کو جو ایک لاکھ روپے دیے تھے وہ پورے واپس لینے کا مستحق ہوگا، اور اس سے زائد وہ کسی رقم کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ عن سمرة بن جندب رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: علی الید ما أخذت حتی تؤدی۔ (مشکاۃ المصابیح 255، السنن الکبریٰ للبیہقی / باب رد المغصوب 6، 158 رقم: 11519 دار الکتب العلمیۃ بیروت، 6، 178 دار الحدیث القاہرۃ)(الفتاویٰ التاتارخانیۃ 15، 397 زکریا)(تنویر الأبصار مع الدر المختار / أول کتاب المضاربۃ 8، 433432 زکریا۔ شبیر احمد عفا اللہ عنہ (کتاب النوازل جلد 12 - منتخب فتاویٰ: مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصورپوری نائب مفتی واستاذ حدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد ترتیب و تحقیق: محمد ابراہیم قاسمی غازی آبادی ناشر المرکز العلمی للنشر والتحقیق لال باغ مرادآباد)

مدیون کا مال دین سے مضاربت کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے دوسرے پر دو ہزار روپے کا مال فروخت کیا اور پھر کہا کہ میری جو آپ کے ذمہ رقم ہے اس کے ساتھ آپ مضاربت کریں اور اس مال میں یہ رقم لگائیں جو میں نے آپ کو دی ہے جب راس المال مجھے وصول ہو جائے تو بقایا مال ہمارے درمیان آدھا آدھا تقسیم ہوگا، کیا یہ صورت مضاربت میں داخل ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اور اس صورت میں دودھ وغیرہ کے منافع کا کیا حکم ہے؟ یہاں یہ رواجات بہت ہیں کیا یہ مضاربت میں داخل ہو سکتا ہے؟ بینوا توجروا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المستفتی: مولوی شیر اللہ صدر بازار لورالائی... 24/5/1972ء

الجواب: یہ مضاربت درست نہیں ہے، (الدر المختار 4:484)

مضارب پر مخالفت شرط کی وجہ سے ضمان کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے عمر کو ایک لاکھ روپے دیئے کہ ان پر کپڑے کی تجارت کرو اور یہ رقم بطور مضاربت دی گئی، جب رب المال نے مضارب سے حساب مانگا تو اس نے کہا کہ میں نے کپڑوں کی تجارت نہیں کی، تیل کی تجارت کی ہے، اس میں نقصان بھی ہوا ہے اب رب المال مضارب سے راس المال مانگتا ہے، شرعی فتویٰ اور حکم اس معاملہ میں کیا ہے؟ بینوا توجروا المستفتی: محمد عبداللہ

الجواب: اس مضارب پر مخالفت شرط کی وجہ سے تمام راس المال کی واپسی ضروری ہے، (4:295)

مہتمم کا مالِ زکوٰۃ مضاربت پر دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مال زکوٰۃ کا فنڈ جو کہ مدرسہ کیلئے جمع کیا گیا ہے اگر اس میں بطور مضاربت بمشورہ متولی واراکین مدرسہ برائے مدرسہ تجارت کی جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ جواب دے کر عنایت فرمائیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: سید جلال الدین، مہتمم مدرسہ زرگری ضلع ہنگو... 20/1/1969ء

الجواب: چونکہ مضاربت صحیحہ میں اصل زر کل یا بعض کی ہلاکت کا خطرہ موجود ہے، لہٰذا ملاک کے اذنِ صریحی کے بغیر مالِ زکوٰۃ کو مضاربت پر دینا خیانت ہے فقط۔ (فتاویٰ دیوبند پاکستان المعروف بفتاویٰ فریدیہ (جلد ہفتم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افادات: مفتی محمد فرید مجددی زروبوی شیخ الحدیث وصدر دارالافتاء جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ترتیب وتخریج: مفتی انور شاہ، مفتی احمد عباس دارالافتاء دارالعلوم صدیقیہ (دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک)

سودی کاروبار کرنے والے غیر مسلم کے ساتھ پارٹنرشپ

سوال:-{1873}غیر مسلموں کے ساتھ پارٹنرشپ کا کیا حکم ہے؟ جب کہ وہ سودی کاروبار میں شامل ہو اور اس سے ہم کاروبار میں شرکت کے لئے پیسہ لیں۔ (عبد اللہ، چار مینار)

جواب:- غیر مسلموں کے ساتھ کاروبار اور پارٹنرشپ جائز ہے، رسول اللہ ﷺ نے نبوت کے بعد بھی ابوسفیان، صفوان بن امیہ اور سائب وغیرہ کے ساتھ کاروباری شرکت کی ہے، جب کہ ابھی وہ دامن اسلام میں نہیں آئے تھے، جو شخص ابھی مسلمان نہ ہوا ہو وہ احکام شریعت کی تفصیلات کے ابھی مخاطب نہیں ہیں، اس لئے ان کے مال کو کاروبار میں شریک کرنے کی گنجائش ہے۔

غیر مسلموں کے ساتھ کاروبار میں شرکت

سوال:-{1874}ایک ہندو بھائی کا جنرل اسٹور ہے، جس میں پاٹنر کی حیثیت سے مجھے بھی شامل کر لیا گیا ہے، میں برابر کا حصہ دار ہوں، محنت بھی برابر کرتا ہوں لیکن چونکہ دکان کے مالک وہ تھے میں بعد میں شریک ہوا، ان کی دکان میں رام، لکشمن وغیرہ کی تصویریں ہیں صبح وشام پوجا وغیرہ بھی کی جاتی ہے، کیا میرا ان کے ساتھ کاروبار کرنا اور نفع لینا جائز ہے؟ (احمد علی، خلوت)

جواب:- عطاءؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہودی اور عیسائی کے ساتھ کاروباری شرکت سے منع فرمایا ہے، سوائے اس کے کہ خرید وفروخت مسلمانوں کے ہاتھ میں ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابنِ قدامہ نے لکھا ہے کہ "یہ ممانعت اس صورت میں ہے جب کہ وہ سودی کاروبار کرتے ہوں اور شراب وسور بیچتے ہوں" چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس ص سے مروی ہے کہ "کسی عیسائی یا یہودی یا مجوسی کے ساتھ کاروبار میں شریک نہ ہو، کیوں کہ وہ سودی لین دین کرتے ہیں، اور سود حلال نہیں"

اس سے معلوم ہوا کہ اگر غیر مسلم کا کاروبار حرام ذریعہ معاش پر مبنی ہو تو مسلمان کے لئے اس میں شرکت جائز نہیں، اور اگر ایسا نہ ہو تو مسلمان کی اس کاروبار میں شرکت جائز ہے، رہ گئی یہ بات کہ دکان میں پہلے مورتیاں رکھی ہوئی ہیں، تو چونکہ ان مورتیوں کے رکھنے اور نہ رکھنے کا تعلق دکان کے مالک سے ہے، نہ کہ آپ سے، اسی طرح مالکِ دکان کا پوجا کرنا اس کا اپنا فعل ہے نہ کہ آپ کا، اس لئے اس سلسلہ میں انشاء اللہ آپ گنہگار نہ ہوں گے، کاروبار میں آپ کی شرکت بھی جائز ہے، اور نفع بھی آپ کے لئے حلال ہے۔

کاروبار کی ایک صورت اور اس کا جائز متبادل

سوال:-{1872} ایک صاحب کے پاس کچھ رقم ہے، انہوں نے اس رقم کو کمپنی میں لگادیا اور کمپنی کے مالک کو اجازت دی کہ وہ اس رقم کو اپنے کاروبار میں شامل کر کے جو منافع آئے ہمیں دے دے، کمپنی کے مالک نے اس رقم کو لے کر مارکٹ میں نقد خریدی کی اور جو سامان خریدا اس پر فی فرد پانچ روپیہ لگا کر اس شخص کو نفع دے دیا، کیا یہ طریقہ درست ہے؟ (سائل:عبد الرحمن، مشیر آباد)

جواب:- ایک شخص محنت کرے اور دوسرا شخص سرمایہ لگائے، اس کو "مضاربت" کہتے ہیں، یہ اسی صورت میں جائز ہے، جبکہ نفع ونقصان میں دونوں شریک ہوں اور اس کا تناسب متعین کر لیا جائے، مثلاً دونوں فریق پچاس فیصد نفع کے حقدار ہوں گے اور اسی نسبت سے نقصان بھی برداشت کریں گے، اس لئے جو صورت آپ نے بتائی ہے، یہ اپنی موجودہ شکل میں جائز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں، البتہ تھوڑی تبدیلی کے ساتھ جائز ہو سکتی ہے، اور وہ اس طرح کہ سرمایہ لگانے والے شخص سے اجازت لے لے کہ میں اس سے تمہارے لئے فلاں مخصوص سامان جو مجھے کاروبار میں مطلوب ہیں، خرید لیتا ہوں، پھر جب اس سامان کو خریدے تو خریدنے کے وقت اسے ساتھ لے جائے یا خریدنے کے بعد اسے لاکر دیکھادے، تاکہ اس شخص کا قبضہ ثابت ہو جائے، پھر فی عدد پانچ روپے کے اضافہ کے ساتھ وہ اس شخص سے خرید کرلے، یہ صورت جائز ہوگی، اور اس کو فقہ میں "مرابحہ" کہتے ہیں۔ (کتاب الفتاوی تالیف: خالد سیف اللہ رحمانی، ترتیب: مفتی محمد عبداللہ سلیمان مظاہری ناشر: زمزم بکڈپو، کراچی (پاکستان)

مضاربت کمپنی اور شیئرز سے متعلق شرعی رہنمائی

شیئرز (حصص) کے ذریعہ کمپنیوں میں سرمایہ کاری:

سوال:۔{1878} شیئرز کے ذریعہ سرمایہ کاری کا نظام آج انتہائی عروج پر پہنچ چکا ہے اور اس ترقی یافتہ عہد میں تجارت کی سب سے رائج اور مقبول صورت ہے اور عالمی پیمانہ پر اس میں عام ابتلاء ہو گیا ہے، اس لئے اس کے طریقہ کار کی تنقیح کر کے حل طلب مسائل کا شرعی حکم دریافت کرنا وقت کا اہم تقاضا ہے، اس لئے اولاً کمپنی کے نظام کو ذکر کر کے چند حل طلب سوالات پیش کئے جاتے ہیں۔

مشترک تجارت کا نام دے کر ایک کمپنی قائم کی جاتی ہے کہ ابتداً چند سرمایہ کار (جو ترقی دینے والے حصہ دار کہلاتے ہیں) ایک اسکیم مرتب کر کے اور قواعد و ضوابط متعین کر کے رجسٹرڈ آف کمپنیز کے یہاں رجسٹریشن کراتے ہیں، جو قانوناً ضروری ہوتا ہے، اسی طرح کسی معتبر بینک سے یہ ضمانت حاصل کی جاتی ہے کہ اگر پیش کردہ حصص پر سرمایہ فراہم نہ ہوسکے تو بینک اتنے اتنے حصے خریدنے کو تیار ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رجسٹریشن کے بعد کمپنی اپنی مصنوعات یامال تجارت متعین کر کے اشتہار دیتی ہے، جس میں لاگت سرمایہ مصارف اور قیمت کے تخمینہ کے ساتھ متوقع نفع کی صراحت ہوتی ہے۔ اور اس اشتہار کے ذریعہ کمپنی میں بذریعہ شیئرز (حصص) شرکت کی کھلی اور عمومی پیشکش کی جاتی ہے اور اس سے وسیع پیمانے پر تجارت کے لئے سرمایہ کی فراہمی مقصود ہوتی ہے۔ اور کبھی پہلے سے موجود کمپنی بھی اپنے کاروبار کو فروغ دینے کے لئے عوام کو سرمایہ کاری کے لئے کھلی پیش کش کرتی ہے، اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ لاگت اور سرمایہ کو (جس کا تخمینہ لگایا جاتا ہے) عموماً دس روپے اور بعض دفعہ سو روپے کے مساوی اجزاء میں تقسیم کیا جاتا ہے، جس میں سے ہر جزء کو ایک حصہ تجارت کہا جاتا ہے، پھر خواہش مند لوگ اپنی اپنی قوت اور منشا کے مطابق حصے کم اور زیادہ خریدتے ہیں، اس پیشکش کو قبول کر کے حصص کی خریداری کے ذریعہ سرمایہ لگانے پر حق شرکت کے مالک ہو جاتے ہیں اور اس شرکت کی بناء پر ان کو کمپنی کے تجارتی امور میں رائے دہندگی کا حق حاصل ہوتا ہے، اور نفع و نقصان میں بقدر حصص شرکت ہوتی ہے، لیکن کمپنی کے املاک اور اثاثہ میں نہ تو وہ دعویدار ہو سکتے ہیں اور نہ ہی کسی تصرف کے مالک اور کمپنی کے اسکیم مرتب کرنے میں بھی ان کو کچھ دخل نہیں ہوتا۔

اور عموماً کمپنیوں کو ان حصص کے ذریعہ مکمل سرمایہ کی فراہمی متیقن نہیں ہوتی، اس لئے پھر اسی کے بقدر کم یا زیادہ ایسے حصص کی پیشکش کرتی ہیں، جن کی حیثیت سرمایہ ہونے کے ساتھ ساتھ قرض کی بھی ہوتی ہے، ان حصص کے بدلے وثیقہ یا سند دی جاتی ہے، ایسی سندات کو " باؤنڈز " اور ایسے حصص قرض کو " ڈبنچرز " کہا جاتا ہے۔

حصص قرض کے ذریعہ شریک ہونے والے مالکانہ حقوق نہیں رکھتے، ان کو رائے دہندگی کا حق بھی نہیں ہوتا، ان کو سود کے علاوہ نفع بھی دیا جاتا ہے، اور نقصان یا اتلاف کی صورت میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرمایہ کی واپسی کی ضمانت دی جاتی ہے، اور اس کو" پریفرنس شیئرز" (ترجیحی حصص) بھی کہا جاتا ہے۔

حصص قرض کو حصص تجارت میں محول کیا جاسکتا ہے۔

اگر کوئی اپنے حصص کو واپس لے کر شرکت کو ختم کرلینا چاہے تو وہ براہ راست کمپنی سے سرمایہ کو واپس نہیں لے سکتا، بلکہ اس کی ایک ہی صورت ہے کہ اپنے حصص کو کسی اور شخص کے نام منتقل کردے اور اس کے حق میں حق شرکت سے دستبردار ہو جائے، اس کے عوض وہ حصص کی بازاری قیمت لیتا ہے، جو ابتدائی کمپنی کی مقرر کردہ قیمت سے کئی گنا زیادہ ہوتی ہے۔

جوں جوں کمپنی کے مالِ تجارت اور اثاثوں کی قیمت میں اضافہ ہوتا ہے، حصص کی قیمت بھی بڑھتی جاتی ہے، جو کمپنی مسلسل نفع بنائے بازار میں اس کے حصص اونچی قیمت پر فروخت ہوتے ہیں۔ کمپنی ہر سال حساب کر کے منافع کو حصص پر تقسیم کرتی ہے، اس کا ایک جزوقتِ ضرورت کے لئے اپنے پاس جمع کرلیتی ہے، بقیہ حصہ داروں کو پہنچادیتی ہے، جمع شدہ رقم حصہ کی قیمت سے بڑھ جائے تو اسے اصل سرمایہ میں شامل کرلیا جاتا ہے، اس طرح حصص میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ حصصِ تجارت اور حصصِ قرض کی ایک متعین قیمت ہوتی ہے، جو ان کے جاری ہونے کے بعد متعین کی جاتی ہے اور ایک مارکیٹ کی قیمت ہوتی ہے جو ملک کی سیاسی، اقتصادی حالات ان کی مانگ اور دوسرے عوامل کے نتیجہ میں گھٹتی بڑھتی رہتی ہے۔

بازار حصص میں خرید و فروخت بروکروں (دلالوں) کے ذریعہ ہوتی ہے، جو کمپنیوں کے بدلتے ہوئے حالات پر آگہی رکھتے ہیں، باقاعدہ رجسٹریشن اور قواعد و ضوابط کے ساتھ اسٹال ایکسچنج (بازار حصص) قائم کر کے اس کے ممبر بن جاتے ہیں، اور حصص کے خرید و فروخت کے لئے افراد اور کمپنیاں بازار حصص کی طرف رجوع کرتی ہیں، بازار حصص کے اتار چڑھاؤ کا ملکی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معیشت پر گہرا اثر پڑتا ہے، اب بازار حصص میں خود ان حصص تجارت اور حصص قرض کی خرید و فروخت شروع ہو گئی ہے، ان بنیادی تصریحات کے بعد چند حل طلب سوالات پیش خدمت ہیں، اس سلسلہ کے مزید سوالات آپ کے ذہن میں ہوں تو اس کو بھی شامل جواب کر لیا جائے، چوں کہ موجودہ زمانہ میں عالمی تجارت کا اکثر و بیشتر حصہ اسی نوعیت کے مسائل پر مبنی ہے، اس لئے قواعد فقہیہ کی روشنی میں ان کے احکام کا استخراج بہت سے مسائل کا مداوا ثابت ہو گا۔

سوالات:

(۱) مذکورہ کمپنیوں میں شیئرز (حصص) کے ذریعہ سرمایہ کاری عقود شرعیہ میں سے کونسا عقد ہے؟، بیع، مضاربت یا شرکت؟ اگر عقد شرکت ہے تو شرکت کی کونسی قسم ہے؟ اور کیا شریک (صاحب حصص) کے اپنے حصہ پر مکمل مالکانہ تصرف حاصل نہ ہونے سے حکم میں تغیر نہ آئے گا؟

(2) ایسی کمپنیوں میں شیئرز کے ذریعہ سرمایہ کاری جن میں حصص قرض (جن پر سود دینا لازمی ہے) اور بینک کے سودی قرضے بھی شامل ہوتے ہیں، کیا حکم ہے؟ کیا اس اختلاط بالحرام کی وجہ سے حصص تجارت (جن میں سود نہیں) کے منافع کا جواز متاثر نہ ہو گا؟

"المال المختلط بالحلال والحرام" کا شرعاً کیا حکم ہے؟ یہ واضح رہے کہ نہ صرف ایسی کمپنیوں کی تجارت بلکہ ہر بڑے پیمانے کی تجارت درآمدات و برآمدات کا کسی نہ کسی مرحلہ میں بینک یعنی سودی لین دین پر انحصار ناگریز ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(3) ڈیبینچرز (حصص قرض) کے ذریعہ سرمایہ کاری کا کیا حکم ہے؟ واضح رہے کہ اس پر کمپنی طے شدہ در کے مطابق سود دیتی ہے، اس کے علاوہ نفع بھی دیتی ہے، اور اتلاف و نقصان کی صورت میں سرمایہ کی واپسی کی ضامن ہوتی ہے۔

(4) اگر کسی کمپنی میں حصص تجارت حاصل کرنے کی گنجائش نہ ہو، تو بدرجہ مجبوری حصص قرض کو اس نیت سے خریدنا کہ آئندہ اسے حصص تجارت میں محول کر لیا جائے، شرعا اس کا کیا حکم ہے؟

(5) حصص تجارت (شیئرز) جن کی بازار حصص میں خرید و فروخت ہوتی ہے، خود ان حصص کی شرعا کیا حیثیت ہے؟

(الف) کیا ان کو شرعا مال متقوم قرار دیا جاسکتا ہے؟ جن کی خرید و فروخت اور رہن وغیرہ درست ہو۔

(ب) کیا ان کو حق شرکت کی بیع و شراء قرار دیا جاسکتا ہے؟ بصورت اثبات اس نوعیت کے حقوق کی بیع و شراء کے جواز کی کیا بنیاد ہے؟

(ج) کیا اسے اثاثہ تجارت کے جزء مشاع کا بدل مانا جاسکتا ہے؟ بصورت اثبات اس کی بیع و شراء کا کیا حکم ہے؟

(6) باؤنڈز (سندات حصص قرض) جن کی خرید و فروخت ہوتی ہے، رہن رکھا جاتا ہے، شرعا ان کی کیا حیثیت ہے؟

(7) اسٹاک ایکسچنج (بازار حصص) میں شیئرز (حصص تجارت) ڈبنچرز (حصص قرض) کی خرید و فروخت کا کیا حکم ہے؟ جب کہ اس میں کمپنی کی متعین کردہ قیمت سے کہیں زیادہ قیمت پر بیع و شراء کا معاملہ ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(8) بازار حصص میں بروکروں (دلال) اپنے نام پر حصص کو منتقل کئے بغیر جو بیع و شراء بحیثیت وکیل یا فضولی کرتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟ اور کیا ان بروکروں کی معرفت حصص تجارت و حصص قرض کی خرید و فروخت درست ہے؟

(9) کمپنی اگر حرام اشیاء، مثلاً: شراب وغیرہ کی تجارت کرے تو کیا ایسی کمپنی سے حصص خریدنا اور اس سے منتفع ہونا جائز ہوگا؟ یہ واضح رہے کہ ہندوستان جیسے ممالک میں کمپنی کا پورا عملہ غیر مسلم ہوتا ہے، تو کیا ان کو شرکاء کا وکیل قرار دے کر اس طرح کے عقد کی اجازت دی جائے گی؟ کیوں کہ حقوق عقد عاقد کی طرف لوٹتے ہیں؟ (حضرت مولانا سید اسعد مدنی، ادارۃ المباحث الفقہیہ، جمعیۃ العلماء ہند)

جواب:-۱)... حصص کی مذکورہ صورت میرے خیال میں مضاربت کے حکم میں ہے، مضاربت میں اس بات کی گنجائش موجود ہے کہ سرمایہ کار (رب المال) اور عامل (مضارب) ایک سے زیادہ اشخاص ہوں، فتاوی عالمگیری میں ہے: "لو دفع رجلان إلى رجلين الف درهم و قالا لهما نصف الربح بيننا "اسی طرح ایک اور موقع پر لکھا گیا ہے: "و لو دفع إليه درهم مضاربة على أنهما شريكان في الربح و لم يبين مقدار ذلك فالمضاربة جائزة ؛ لأن مطلق الشركة يقتضي المساواة"

موجودہ زمانہ میں اس طرح کی جو کمپنیاں قائم ہیں ان کی حیثیت قانونی اور اعتباری شخصیت کی ہے، عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المال کے مال میں مضاربت کروائی ہے، بیت المال کی حیثیت دراصل یہی شخصیت اعتباری کی ہے کہ جب افراد کے ایک مجموعہ کو شخص واحد کا درجہ دے کر رب المال قرار دیا جا سکتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کو مضاربت قرار نہ دیا جا سکے، کمپنی کی حیثیت ایسے ہی اعتباری شخص کی ہے، اور کمپنی کا کسی معاملہ کا طے کرنا ان تمام افراد کی طرف سے رضامندی اور منظوری سمجھی جائے گی، جو کمپنی میں شامل ہوں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2)... حلال وحرام کے مخلوط مال میں اگر دونوں کی شناخت قائم نہ ہو تو اعتبار غلبہ کا ہوگا۔

”و لا يجوز قبول هدية أمراء الجور ؛ لأن الغالب في مالهم الحرمة إلا إذا علم أن أكثر ماله حلال ؛ بأن كان صاحب تجارة أو زرع فلا بأس به ؛ لأن أموال الناس لا تخلو عن قليل حرام فالمعتبر الغالب ، و كذا في أكل طعامهم“ (الفتاوى الهندية: 342/5 ، باب الكراهية)

اصل میں اگر ایک کمپنی سود پر مبنی کاروبار بھی کرتی ہے لیکن اس سے ایک شخص غیر سودی معاملہ کرتا ہے، تو اس دوسرے شخص کا اس سودی کاروبار سے کوئی براہ راست تعلق نہیں، یہ محض ایک تعاون بعید کا درجہ رکھتا ہے، اور سدِ ذرائع میں یہ اصول ہے کہ حرام کے ایسے ذرائع پر حرمت کا حکم لگایا جاتا ہے، جو اس کا قریبی ذریعہ ہو، اس لئے موجودہ حالات میں ایسی کمپنیوں کے حصص کا خریدنا جائز ہے۔

3)... یہ صورت صراحتًا سودی معاملہ کی ہے، اس لئے قطعاً جائز نہیں۔

4)... چوں کہ حصص خرید کرنے والوں کی نیت سود حاصل کرنے کی نہیں ہے، بلکہ مضاربت کی ہے، اس لئے یہ سمجھا جائے گا کہ وہ ایک عرصہ کے لئے بطور امانت کے یہ رقم کمپنی کے پاس جمع کر رہا ہے، اور کمپنی اس کو اس شرط پر اپنے پاس رکھ رہی ہے کہ صاحب امانت ایک مخصوص مدت کے بعد اس کو بطور مضاربت تبدیل کر دے گا، گویا یہ ”ودیعت مشروط بالمضاربت“ ہے، لہٰذا ازراہ حاجت موجودہ حالات میں جائز ہونا چاہئے، البتہ حصص تجارت میں تبدیل ہونے سے پہلے اس پر جو کچھ نفع ملا ہے وہ سود ہے اور اس کا حکم وہی ہے جو بینک انٹرسٹ کا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

5)... میرے خیال میں حصص کی حیثیت سامانِ تجارت کے ”حصہ مُشاع“ کی ہے، حصص کا خریدار جب کوئی حصہ خرید کرتا ہے تو وہ کمپنی کو اپنی طرف سے اس سامان پر قبضہ کا وکیل بناتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، اور وکیل کا قبضہ مؤکل کے قبضہ کے حکم میں ہے، اس لئے اب وہ ایسی شیٔ کو بیچ رہا ہے، جو اس کے قبضہ میں ہے۔

6)...مال مرہون کے لئے فقہاء نے اس بات کو ضروری قرار دیا ہے کہ وہ قابل خرید و فروخت ہو، چوں کہ خرید و فروخت مال ہی کی ہو سکتی ہے، اس لئے یہ قید بھی لگائی گئی ہے کہ وہ مال ہو، عالمگیری میں ہے:" منها : أن يكون عملًا قابلا للبيع ، و هو أن يكون موجودًا وقت العقد مالا مطلقا متقوما مملوكا معلوما مقدور التسليم

چوں کہ سند حصص بذات خود مال نہیں ہے، اس لئے اگر فقہاء کے ظاہری الفاظ کا پابند رہا جائے تو اس کو رہن رکھنا درست نہیں ہونا چاہئے، لیکن مسئلہ کی اصل روح یہ ہے کہ رہن رکھی جانے والی شیٔ ایسی ہو کہ اس کے ذریعہ دین کا وصول کرنا ممکن ہو، یہاں بھی فی زمانہ سند حصص کی بیع بالکل اصل مال کی طرح ہوتی ہے، اس لئے شریعت کی اصل روح کو سامنے رکھا جائے تو اس کا رہن درست معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

7)... مالکان حصص کا کمپنی کی مقررہ قیمت سے زیادہ میں فروخت کرنا بھی درست ہوگا، اس لئے کہ یہی رب المال ہے اور رب المال کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی کسی شیٔ کے بیچنے میں مضارب کی مقرر کی ہوئی قیمت کا پابند ہو کر نقصان اٹھائے، فقہاء کی صراحتوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ مضاربت کا بنیادی مقصد نفع کا حصول ہے، لہٰذا بنیادی طور پر دیکھنے کی چیز صرف یہ ہے کہ زیادہ نفع کس میں ہے؟ رب المال یا مضارب کا ایسا تصرف جس سے زیادہ نفع حاصل ہوتا ہو، اصولی طور پر جائز ہے،، علامہ کاسانیؒ لکھتے ہیں:

"المقصود عقد المضاربة هو الربح و على ذلك كل قيد مفيد فوجب اعتباره و لو دفع إليه مالا مضاربة على أن يبيع و يشترى بالنقد فليس له أن يشترى و يبيع إلا بالنقد ؛ لأن هذا التقييد مفيد فيتقيد بالمذكور ، ولو قال له بع بنسيئة و لا تبع بالنقد فباع بالنقد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاز ؛ لأن النقد انفع من النسيئة فلم يكن التقييد بها مفيدا فلا يثبت القيد و صار كا لو قال للوكيل (الفتاوی الهندية: 32/5)
بع بعشرة فباع بأكثر منها جاز كذا هذا "

8)...دلال کی اجرت کو عام طور پر متاخرین نے جائز قرار دیا ہے،اس سلسلہ میں فقہاء کی درج ذیل صراحتیں موجود ہیں: "إجارة المنادی و السمسار و الحمامی و نحوها جائزة للحاجة"

"و فی الواقعات للناطقی : إذا قال لرجل بع هذا المتاع و لک درهم ، أو قال اشتر هذا المتاع و لک درهم فله أجر مثله لا يجاوز به الدرهم "

"قال فی التاتر خانية : و فی الدلال و السمسار يجب أجر المثل و ما تواضعوا عليه أن فی کل عشرة دنانير كذا فذاک حرام عليهم و فی الحاوی سئل محمد بن سلمة عن أجرة السمسار فقال أرجو أنه لا بأس به ، و إن كان فی الأصل فاسد لكثرة التعامل و كثير من هذا غير جائز فجوزه لحاجة الناس إليه كدخول الحمام "

" الدلالة فی النكاح لا تستوجب الأجر و به يفتی الفضلی فی فتاواه و غيره من مشائخ زماننا كانوا يفتون بوجوب أجر المثل و به يفتی "(بدائع الصنائع:6/100)

البتہ اگر دلال وکیل ہو تو اس کے جواز میں شبہ نہیں،اگر بحیثیت فضولی خرید وفروخت کرتا ہو تو اس سلسلہ میں فقہاء کے یہاں تفصیل یہ ہے کہ فضولی کی بیع جائز ہے خریداری جائز نہیں۔

"إذا باع الرجل مال الغير عندنا يتوقف البيع علی اجازة المالك --- و لو اشتری لغيره نفذ عليه "...اس میں شبہ نہیں کہ حنفیہ کا قول مشہور یہی ہے کہ چوں کہ خرید وفروخت کے معاملہ میں اصل حقیقت وکیل کی ہوتی ہے،لہٰذا اگر مسلمان کسی غیر مسلم کو شراب یا سور کے بیچنے کا وکیل بنادے تو یہ درست ہے، لیکن جن فقہاء نے اسے جائز قرار دیا ہے وہ بھی اسے شدید حد تک مکروہ تحریمی قرار دیتے ہیں،اور مسلمان مؤکل کو کہتے ہیں کہ وہ اس کی قیمت کا صدقہ کردے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"أمر المسلم ببيع خمر و خنزير صح ذلك التوكيل و بيع الوكيل و شراؤه بحرمة اشد الكراهة فيجب عليه أن يخلل الخمر أو يريقها و لو وكله ببيعها يجب عليه أن يتصدق بثمنهما" (الھدایہ:4/450۔الھدیہ:3/53۔ردالمحتار:4/120)

لیکن فقہاء کا ایک گروہ اس نقطۂ نظر کا حامل ہے کہ اصل حیثیت مؤکل کی ہوتی ہے اور وکیل کے خریدتے ہی شئ مؤکل کی ملک میں چلی جاتی ہے، خود علامہ شامی کا رجحان بھی اسی جانب محسوس ہوتا ہے۔

"و أما على ما قال له ابو طاہر من أنه يثبت للمؤكل ابتداءً به جزم فى الكنز ، و هو الأصح ، كما فى البحر ، فلا يستقيم وا لله تعالى اعلم ، قلت : و تعقبه مشائخنا ؛ بأنه غير مستقيم على ما ذكره الكرخى لاتفاقهم على عدم عتق قريب الوكيل ؛ لأن مالكه غير مستقر " (1)

اس لئے راقم الحروف کی رائے میں ایسی کمپنی کے حصص خرید کرنا جائز نہیں۔ واللہ اعلم۔ (کتاب الفتاوی)

"زندگی کے مختلف شعبوں سے متعلق سوالات کا جواب اور مسائل کا حل، کتاب و سنت اور فقہ اسلامی کی روشنی میں، حوالہ جات کے اہتمام کے ساتھ اور آسان زبان میں"

شراکتی کمپنیوں کی شرعی حیثیت

س۔۔ آج کل جو کاروبار چلا ہوا ہے کہ رقم کسی کمپنی میں شراکت داری کے لئے دے دیں اور ہر ماہ منافع لیتے رہیں، اس کے بارے میں کیا ارشاد ؟ ایک تو نفع و نقصان میں شراکت ہوتی ہے اور دُوسرا مقررہ ہوتا ہے، مثلاً 5 فیصد۔

ج۔۔۔ اس سلسلے میں ایک موٹا سا اُصول ذکر کر دینا چاہتا ہوں کہ اس کو جزئیات پر خود منطبق کر لیجئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوّل:... کسی کمپنی میں سرمایہ جمع کرکے اس کا منافع حاصل کرنا دو شرطوں کے ساتھ حلال ہے، ایک یہ کہ وہ کمپنی شریعت کے اُصول کے مطابق جائز کاروبار کرتی ہو، پس جس کمپنی کا کاروبار شریعت کے اُصولوں کے مطابق جائز نہیں ہوگا اس سے حاصل ہونے والا منافع بھی جائز نہیں ہوگا۔

دوم:... یہ کہ وہ کمپنی اُصولِ مضاربت کے مطابق حاصل شدہ منافع کا ٹھیک حساب لگاکر حصہ داروں کو تقسیم کرتی ہو، پس جو کمپنی بغیر حساب کے محض اندازے سے منافع تقسیم کردیتی ہے اس میں شرکت جائز نہیں۔ اسی طرح جو کمپنی اصل سرمائے کے فیصد کے حساب سے مقرّرہ منافع دیتی ہو، مثلاً: اصل رقم کا پانچ فیصد، اس میں بھی سرمایہ لگانا جائز نہیں، کیونکہ یہ سود ہے، اب یہ تحقیق خود کرلیجئے کہ کون سی کمپنی جائز کاروبار کرتی ہے اور اُصولِ مضاربت کے مطابق منافع تقسیم کرتی ہے۔

سودی کاروبار والی کمپنی میں شراکت جائز نہیں

س... ہم نے پچھلے سال چراٹ سیمنٹ کمپنی میں کچھ سرمایہ لگایا تھا، اور مزید لگانے کا خیال ہے، لیکن کمپنی کی سالانہ رپورٹ سے کچھ شکوک پیدا ہوئے، مبادا کہ ہمارا منافع سود بن جائے، اس لئے درج سوالوں کے جواب مرحمت فرمائیں:

الف:... کمپنی کچھ رقم بیمہ کو مشترکہ رقم سے ادا کرتی ہے، گویا کمپنی بیمہ شدہ ہے۔

ب:... کمپنی کچھ رقم سود کے طور پر ان بینکوں کو ادا کرتی ہے جن سے قرض لیا ہے۔

ج:... کمپنی کو کچھ رقم سود کے ذریعے سے حاصل ہوتی ہے۔

د:... حصہ داران اپنے حصے کسی دُوسرے فرد کو نفع کی صورت میں جب فروخت کرتے ہیں، مثلاً: دس روپے کا حصہ لیا تھا، اب پندرہ روپے کو فروخت کرتا ہے، اس بارے میں کیا حکم ہوگا؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدانخواستہ اگر مذکورہ احوال شرع کے خلاف ہوں تو حصے کمپنی کو واپس کرنے بہتر ہوں گے یا کسی عام فرد کے ہاتھ فروخت کرنا بہتر ہو گا؟

ج... جو کمپنی سودی کاروبار کرتی ہو، اس میں شراکت دُرست نہیں، کیونکہ اس سودی کاروبار میں تمام حصہ داران شریک گناہ ہوں گے۔ کمپنی کا حصہ زیادہ قیمت پر فروخت کرنا جائز ہے۔ آپ کی مرضی ہے، کمپنی کو واپس کردیں یا فروخت کردیں۔(آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد 6، مؤلف: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب)

کمپنی اور شرکت

سوال:3 شرکاء نے کمپنی بنائی۔طے یہ پایا کہ دو شریک فقط سرمایہ کاری کے بقدر نفع میں شریک ہو گا۔جو دو شریک عمل کریں گے وہ بھی سرمایہ کاری کے بقدر نفع میں شریک ہوں گے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ کمپنی میں کام کرنے کی اجرت بھی لیں گے۔سوال یہ ہے کہ ان دو شرکاء کو نفع کے ساتھ ساتھ کام کی اجرت لینا درست ہے؟ جبکہ فقہ کی تمام کتابوں یہ لکھا ہے کہ کسی شریک کے لیے نفع کی کوئی مقدار مقرر کرنا درست نہیں ہے، مثلاً:" ایک شریک کہتا ہے کہ میں نفع میں سے دس ہزار روپے لوں گا اور باقی نفع سرمایہ کاری کے تناسب سے تقسیم ہو گا۔براہ کرام شرعی رہنمائی فرمائیں؟

جو شریک کاروبار میں کام کریں گے ان کا کمپنی سے اپنے کام کی اجرت لینا جائز ہے بشرطیکہ شرکاء کی باہمی رضامندی سے اجرت طے ہو نیز کسی شریک کا اپنے کام کے عوض اجرت لینا شرکت کے اس اصول کے خلاف نہیں کہ کوئی شریک متعین نفع نہیں لے سکتا، کیونکہ متعین نفع لینے کی صورت میں نفع شرکت ختم ہونے کا امکان ہے، اس لیے کہ ممکن ہے کاروبار میں نفع کی صرف وہی مقدار حاصل ہو جو کسی ایک شریک کے لیے مقرر کی گئی ہے تو اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صورت میں بقیہ شرکاء نفع سے محروم ہو جائیں گے اسی لیے فقہاء کرام رحمہم اللہ نے اس صورت میں شرکت کو فاسد قرار دیا۔ جہاں تک اجیر کا تعلق ہے تو وہ حقیقت میں اپنے کام کی اجرت لیتا ہے، اسی وجہ سے اجیر بہر صورت اپنے کام کی اجرت کا مستحق ہوتا ہے، خواہ شرکت میں نفع ہو یا نقصان (حوالہ مذکورہ)

اجنبی کمپنیوں کے حصص کی خریداری کا شرعی حکم کیا ہے؟

1- حصص کی تعریف:

السہم: یا حصہ، شراکت کے اجمالی مال میں سے ایک محدود جزء کو حصہ یا السہم کہتے ہیں.

حصہ کی تعریف یہ کی جاتی ہے کہ: اموال کی شراکت میں حصہ دار بننے والے کا ایک حصہ یا وہ جزء ہے جس کی قیمت پر شراکت کا مجموعی راس المال تقسیم کیا جاتا ہے، جو اسی قیمت کے اسٹام میں درج کی گئی ہو، وہ اس طرح کہ حصص مجموعی طور پر شراکت کے راس المال کی جگہ ہوں، اور یہ حصص قیمت کے اعتبار سے متساوی ہوں.

اور اس بنا پر حصہ ایک مستقل وثیقہ بنے گا، جو حصہ دار کو دیا جائے گا، اور اس میں شراکت کے بارہ میں مخصوص معلومات ہونگی، مثلاً: کمپنی یا شراکت کا نام، اور راس المال کی مقدار، اور اس کی جنس، اور اس کا مرکزی آفس، اور حصے کا نمبر، اور اس کی قیمت، اور حصہ دار کا نام، اگر حصہ نام والا ہو، یا پھر اس میں یہ لکھا جائے گا کہ یہ حصہ اس کے رکھنے والے کے لیے ہے.

2- اس کا حکم:

ابتدائی طور پر حصص کی خرید و فروخت میں کوئی حرج نہیں، لیکن اسے مندرجہ ذیل امور سے اجتناب ہونا چاہیے:

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1-ایسی کمپنیوں کے حصوں کی خرید وفروخت جس میں مشارکت کرنی حرام ہے کیونکہ وہ حرام اشیاء کی فروخت کرتی ہے، یا پھر فساد اور باطل میں تعاون کرتی ہو.

2-سودی بنکوں کے حصص کی فروخت.

3-سودی بنکوں میں حصص کے اموال رکھنا، اور اس وجہ سے منافع سودی اموال سے مختلط ہو گا۔

ا-مستقل فتوی کمیٹی سے خیراتی اور زراعتی اعمال کرنے والی کمپنیوں اور بنکوں اور انشورنس اور پٹرول کمپنیوں کے متعلق سوال کیا گیا تو اس کا جواب تھا:

اگر تو یہ کمپنیاں سودی کاروبار نہیں کرتیں تو انسان اس میں حصہ دار بن سکتا ہے، اور اگر وہ سودی کاروبار کرتی ہوں تو پھر جائز نہیں ہے، یہ اس لیے کہ کتاب وسنت اور اجماع کے مطابق سودی کاروبا کرنا حرام ہے.

اور اسی طرح انسان کے لیے تجارتی انشورنس کمپنیوں میں حصہ دار بننا بھی جائز نہیں؛ کیونکہ انشورنس کا معاہدہ دھوکہ فراڈ اور جہالت اور سود پر مشتمل ہوتا ہے، جو کہ شریعت اسلامیہ میں حرام ہے۔ دیکھیں: فتاوی اسلامیہ (2 / 43).

ب-ذیل میں کویتی فتوی کمیٹی سے مالیاتی ہاؤس کے تیسرے نقطہ کے بارہ میں سوال وجواب بیان کیا جاتا ہے:

سوال: کیا اجنبی کمپنیوں کے حصص فروخت کرنا جائز ہیں؟ مثلا، جنرل موٹرز، فلپس، اور مرسڈیز کمپنی، یہ علم میں رکھیں کہ یہ صنعتی کمپنیاں ہیں، لیکن قرض اور فائدہ کے ساتھ قرض سے پرہیز نہیں کرتیں؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب: صنعتی اور تجارتی یا زراعتی کمپنیوں کے حصص میں مشارکت کی ابتدا مسلمان کے لیے شرعی ہونی چاہیے، کیونکہ اس میں خسارہ بھی ہو سکتا ہے اور منافع بھی، اور یہ مشترکہ مضاربت اور شراکت کی قبیل سے ہے جس کی شریعت نے اس شرط پر تائید کی ہے کہ یہ شراکت سودی لین دین سے دور ہوں، نہ تو سود لیں اور نہ ہی سود دیں، اور آپ جناب کی جانب سے فتوی طلب کرنے سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ حصص میں یہ ملحوظ ہے کہ یہ کمپنیاں سود لیتی بھی ہیں اور دیتی بھی ہیں، تو اس بنا پر اس میں حصہ دار بننا سودی کاروبار میں حصہ دار بننا ہوا جو کہ شارع کی طرف سے منع کردہ ہے، واللہ تعالی اعلم (دیکھیں: كتاب الفتاوى الشرعية فى المسائل الاقتصادية " الاجزاء بيت التمويل الكويتي" فتوى نمبر (532)

مضاربت میں نفع و نقصان کی بابت شرعی رہنمائی

مضاربت میں نفع سرمایہ کار اور کاریگر کے درمیان معاہدہ شدہ نسبت کے مطابق تقسیم کیا جاتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ: کیا شرعی طور پر یہ جائز ہے کہ: فریقین (سرمایہ کار، اور کاریگر) اس بات پر متفق ہو جائیں کہ کاریگر کو ماہانہ تنخواہ دی جائے، اور ساتھ میں طے شدہ نفع میں بھی اسکا حصہ ہو؟

جواب: مضاربت جسے فقہی کتب میں "قراض" بھی کہا جاتا ہے، اس میں سرمایہ کار اپنے سرمایہ کیساتھ اور کاریگر اپنے ہنر کیساتھ ایک کاروباری معاہدے میں شریک ہوتے ہیں، اور اس معاہدے کے درست ہونے کیلئے کچھ شرائط ہیں مثلاً: سرمایہ کار کے سرمایہ کی ضمانت نہ دی جائے، اور نہ ہی اسے معین مقدار میں نفع کی رقم دی جائے، بلکہ طرفین کے اتفاق کے مطابق نفع خاص تناسب کیساتھ تقسیم کیا جائے، چنانچہ کاریگر اپنے ہنر اور کام کے بدلے میں نفع میں شریک ہوگا، اور سرمایہ کار اپنے سرمایہ کی وجہ سے نفع میں شریک ہوگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی لئے تمام علمائے کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ کاریگر اپنے ہنر کے بدلے میں نفع میں سے تناسب کیساتھ ساتھ ماہانہ تنخواہ نہیں لے سکتا؛ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ کام ہی اتنا کرے جو اسکی تنخواہ کیلیۓ کافی ہو، جس سے کاریگر کو تو فائدہ ہو گا، لیکن سرمایہ کار کو فائدہ نہیں ہو گا، اور اگر کاریگر نے بھی اس مضاربت میں مالی شراکت کی ہوئی ہے، اور اگر وہ خود کام کرے یا کوئی اور تو کام کرنے والا اس میں سے اپنے کام کی مقدار کے برابر مزدوری لے سکتا ہے، یہی وہ موقف ہے جس کے بارے میں ہم نے کہا ہے کہ: "ہم اہل علم کا اس بارے میں اختلاف نہیں جانتے" مندرجہ ذیل میں علمائے کرام کے اقوال موجود ہیں جن سے مضاربت کی شرائط واضح ہوتی ہیں، اور سوال میں مذکور اس بات کا بھی بیان ہے کہ شراکت دار کو ماہانہ تنخواہ دینے سے مضاربت ختم ہو جاتا ہے۔

1- شیخ سید سابق رحمہ اللہ کہتے ہیں: مضاربت کیلیۓ مندرجہ ذیل شرائط لاگو ہونگی:

1- رأس المال نقدی کی شکل میں ہو، چنانچہ سونا، زیور، یا سامانِ تجارت کی شکل میں مضاربت درست نہیں ہو گا، جیسے کہ ابن المنذر رحمہ اللہ کہتے ہیں: " ہماری یادداشت کے مطابق تمام اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ کوئی قرض خواہ، مقروض پر موجود اپنے قرضے کو مضاربت کیلیۓ شامل نہیں کر سکتا" انتہی

2- رأس المال کی مقدار معلوم ہو، تا کہ سرمایہ کاری کیلیۓ رقم کا تعین کیا جاسکتے، اور معاہدے کے مطابق فریقین میں نفع کی تقسیم ہو سکے۔

3- سرمایہ کار، اور کاریگر کے مابین ہونے والے مضاربت کے معاہدے میں نفع کی تقسیم تناسب کے اعتبار سے مقرر کی جائے، مثال کے طور پر: آدھا، ایک تہائی، یا ایک چوتھائی نفع کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ؛ کیونکہ آپ ﷺ نے "اہل خیبر کیساتھ خیبر کی پیداوار کے آدھے حصہ پر معاہدہ کیا تھا"

ابن المنذر کہتے ہیں:

"ہماری یادداشت کے مطابق تمام اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ کاروباری شراکت اس وقت ختم ہو جائے گی جب شراکت داروں میں سے کوئی ایک یا دونوں اپنے لئے نفع میں سے معین رقم مختص کرلیں" انتہی

اسکی وجہ یہ ہے کہ: اگر دونوں میں سے کوئی ایک اپنے لئے معین مقدار میں نفع کی شرط لگالے، تو ہو سکتا ہے کہ کبھی نفع کی مقدار ہو ہی اتنی جتنی اس نے شرط لگائی تھی، لہذا وہ اپنی شرط کے مطابق خود تو نفع لے لیگا، لیکن دوسرے شریک کو کچھ بھی نہیں ملے گا، اور یہ مضاربت کے مقاصد سے متصادم ہے، کیونکہ مضاربت میں فریقین کے مفاد کو مدنظر رکھا جاتا ہے، لیکن ایسی صورت میں یک طرفہ مفاد ثابت ہو رہا ہے۔

4- مضاربت میں کسی قسم کی کوئی قید نہ ہو، مثال کے طور پر سرمایہ کار کاریگر پر معین جگہ، یا معین سامانِ تجارت، یا معین وقت، یا معین افراد کیساتھ کام کرنے کی شرط نہ لگائے، کیونکہ کثرت سے قیود کی بنا پر معاہدے کے اصل مقصود یعنی منافع کو ٹھیس پہنچتی ہے۔

اس لئے شرائط نہ لگانا ضروری ہے، ورنہ مضاربت ختم ہو جائے گا۔

امام شافعی، اور امام مالک اسی کے قائل ہیں۔

جبکہ امام ابو حنیفہ اور احمد اس شرط کے قائل نہیں ہیں، دونوں کا کہنا ہے:

"جیسے مضاربت مطلق درست ہے، اسی طرح قیود و شرائط کی موجودگی میں بھی درست ہو گا"۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضاربت کیلئے مدتِ معاہدہ بیان کرنا ضروری نہیں ہے؛ کیونکہ یہ ایسا معاہدہ ہے جسے کسی بھی وقت ختم کیا جاسکتا ہے۔

اسی طرح فریقین کا مسلمان ہونا بھی ضروری نہیں ہے، بلکہ ایک مسلمان اور ذمی کافر کے درمیان بھی مضاربت درست ہوسکتا ہے۔" فقه السنة " (3 / 205 - 207)

2- کاسانی حنفی رحمہ اللہ مضاربت کی شرائط بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

مضاربت کی شرائط میں یہ بھی شامل ہے کہ: سرمایہ کار اور کاریگر کے درمیان نفع کی تقسیم واضح تناسب کی بنیاد پر ہو، مثلاً: نفع کا آدھا، یا ایک تہائی، یا ایک چوتھائی حصہ، چنانچہ اگر کوئی یہ شرط لگائے کہ نفع میں سے **100** درہم یا کم وبیش میرے ہونگے اور باقی دوسرے شریک کے تو یہ درست نہیں ہے، اس سے مضاربت فاسد ہو جائے گا؛ کیونکہ مضاربت مشترکہ کاروبار کی ایک قسم ہے، اور اس کاروبار کے نفع میں بھی شراکت ہوتی ہے، جبکہ مذکورہ شرط سے منافع میں شراکت پر ضرب پڑ رہی ہے؛ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ مضاربت میں اتنا ہی نفع ہو جتنی اس نے شرط لگائی ہے تو سارا نفع ایک ہی شخص کا ہو جائے گا، دوسرے کو کچھ بھی نہیں ملے گا، جسکی بنا پر نفع میں شراکت داری ختم ہو جائے گی، چنانچہ اسے مضاربت نہیں کہا جاسکتا اسی طرح فریقین میں سے اگر کسی نے کہا: مجھے آدھے، یا ایک تہائی نفع کیساتھ **100** اضافی / کم درہم بھی دیئے جائیں، تو ایسا مضاربت بھی جائز نہیں ہے؛ کیونکہ مضاربت مشترکہ کاروبار کی ایک قسم ہے، اور اس کاروبار کے نفع میں بھی شراکت ہوتی ہے، جبکہ مذکورہ شرط سے منافع میں شراکت پر ضرب پڑ رہی ہے؛ اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ مضاربت میں اتنا ہی نفع ہو جتنی اس نے شرط لگائی ہے تو سارا نفع ایک ہی شخص کا ہو جائے گا، دوسرے کو کچھ بھی نہیں ملے گا، جسکی بنا پر نفع میں شراکت داری ختم ہو جائے گی، چنانچہ اسے مضاربت نہیں کہا جاسکتا" انتہی (دیکھیں: "بدائع الصنائع" (6 / 85،86)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3-شافعی مسلک سے تعلق رکھنے والے شیرازی رحمہ للہ کہتے ہیں:

"[شراکت داروں میں سے] کسی کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ کوئی اپنے لئے معین رقم مختص کرلے اور باقی کو آپس میں تقسیم کرے؛ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کبھی معین کردہ رقم کے مساوی بھی منافع نہ ملے تو اس سے اسکا حصہ بھی پورا نہیں ہو گا، اور کبھی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ صرف اسکے حصہ کی رقم منافع میں تو آجائے لیکن دوسرے کے حصہ کا نفع نہ ملے تو اس سے شریک کا حصہ مارا جائے گا" (المجموع شرح المھذب" (14 / 366) (صالح المنجد)

سوال: دو شخص مل کر کام کرنا چاہتے ہیں اور ایک کا پیسہ اور محنت اور دوسرے کی صرف محنت تو کیا جس کی محنت ہے صرف وہ اس بات پر راضی ہوتا ہے کہ اس کو تیسرا حصہ دے دیا جائے فائدہ میں اور نقصان کی صورت میں اس پر کچھ نہیں ہو، کیا یہ جائز ہے اور بیع کو کیا نام دیا جائے گا ؟ اور دوسری صورت، کیا وہ اگر نقصان میں بھی شریک ہو تو کیا مسئلہ بنتا ہے؟ کیوں کہ دونوں شخص نہ تو مضاربت اور نہ ہی شراکت اور نہ ہی اجرت پر راضی ہوتے ہیں۔

یہ بات صحیح ہے کہ مذکورہ فی السوال صورت شرعا نہ شرکت کی ہے نہ ہی مضاربت کی، لہذا اس قسم کا معاملہ کرنے سے احتراز کرنا ضروری ہے۔ پہلے اپنے معاملہ کو شرکت یا مضاربت کے اعتبار سے شریعت کے دائرہ میں لے آئیں تاکہ اس کے بقیہ احکام کا اجرا اس پر ہو سکے۔

صورت مسئولہ میں دوسرا شخص جو صرف عمل میں شریک ہے اگر وہ کچھ رقم خواہ معمولی سی ہو مثلاً ایک فیصد یا اس سے بھی بہت کم کاروبار میں لگا دے پھر دونوں عمل کریں تو اس صورت میں نفع کی بابت جو معاہدہ کریں گے جائز ہے برابر برابر، آپ کا نفع زیادہ اس کا کم اس کا زیادہ آپ کا کم جس طرح بھی طے کرلیں جائز ہے اور اس کے مطابق بانٹ لیں، البتہ نقصان متعین طور پر ہر ایک کو اس کی پونجی کے تناسب سے لاحق ہو گا، شرکت کی یہ صورت جائز ہے۔ آپ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ اپنا معاملہ اس کے مطابق کرلیں، یہ صورت آپ لوگوں کے مقصد اور حالات کے زیادہ موافق ہے، قال فی الهندية: ولو شرطا العمل عليهما جميعا صحت الشركة وإن قل رأس مال أحدهما وكثر رأس مال الآخر واشترطا الربح بينهما على السواء أو على التفاضل فإن الربح بينهما على الشرط والوضيعة أبداً على قدر رؤوس أموالهما.

(عالمگیری: 1/330) دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند

اپنے شریک تجارت سے ماہانہ مقررہ نفع لینے پر متفق ہونا

سوال: میں تجارت کرتا ہوں اور اپنے دوست سے اس بنیاد پر کچھ رقم لی ہے کہ وہ میرے ساتھ تجارت میں شریک ہوگا، اور میں ہر ماہ اسے مقررہ نفع دونگا یعنی اس میں کمی وبیشی نہیں ہوگی، کیا یہ سود تو نہیں ہے؟

الحمد للہ: شراکت کی یہ قسم علماء کے ہاں مضاربت کے نام سے پہچانی جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ: ایک شخص دوسرے کو تجارت کے لیے مال دے اور اس سے حاصل ہونے والا نفع حسب اتفاق تقسیم کیا جائیگا، اور تجارت کرنے والے کو مضارب کا نام دیا جاتا ہے "(دیکھیں: الموسوعة الفقهية (8 / 116)

اور شراکت کی اس قسم کے جواز کے لیے شرط یہ ہے کہ نفع معلوم تناسب کے ساتھ تقسیم کیا جائے، مثلاً نصف، یا ایک تہائی وغیرہ۔ اور یہ جائز نہیں کہ یہ نسبت راس المال میں سے معلوم ہو، مثلاً اگر کوئی شخص آپ سے کچھ رقم تجارت کرنے کے لیے لیتا ہے اور اس پر متفق ہوا کہ وہ مثلاً آپ کو ہر ماہ راس المال میں سے دس فیصد دے گا کہ یہ نفع ہے، تو یہ جائز نہیں۔

اور اسی طرح یہ بھی جائز نہیں کہ منافع کی مقدار رقم میں معلوم ہو مثلاً ہر برس یا ہر ماہ ایک ہزار، بلکہ واجب اور ضروری تو یہ ہے کہ منافع میں سے نسبت اس حساب کے مطابق دی جائے جس پر ان کا اتفاق ہوا ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اگر وہ رقم کے مالک کے لیے معلوم مقدار میں روپے مقرر کرنے کی شرط رکھتا ہے، یا راس المال میں سے معلوم تناسب کی شرط تو شراکت کا یہ معاہدہ باطل اور حرام ہو گا۔ اس سب پر علماء کرام متفق ہیں، اور ان میں کسی بھی قسم کا کوئی اختلاف نہیں، الحمدللہ

ابن منذر رحمہ اللہ کہتے ہیں: "اہل علم اس پر جمع ہیں کہ کام کرنے والے کے لیے جائز ہے کہ وہ مال کے مالک کو نفع میں سے تیسرا حصہ، یا نفع کا نصف یا جس پر ان دونوں کا اتفاق ہو دینے کی شرط رکھے، اس کے بعد کے وہ اجزاء میں سے ایک جزء ہو" انتہی. (المغنی ابن قدامہ (7 / 138)

ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالی "المغنی" میں رقمطراز ہیں: "جب بھی شراکت داروں میں سے کسی ایک نے معلوم رقم مقرر کی یا اپنے حصہ کے ساتھ رقم بنائی، مثلا وہ اپنے لیے شرط رکھے کہ ایک جزء اور دس درہم تو یہ شراکت باطل ہو جائیگی۔"

ابن منذر کا کہنا ہے: اہل علم میں سے جس سے بھی ہم نے علم حاصل کیا ہے ان سب کا اس پر اتفاق ہے کہ جب مضاربت کے شراکت داروں میں سے کوئی ایک یا دونوں اپنے لیے معلوم دراہم کی شرط رکھیں تو یہ مضاربت باطل ہو گی، اور جس سے ہم نے علم حاصل کیا ہے وہ امام مالک، امام اوزاعی، امام شافعی، اور ابو ثور اور اصحاب الرائی ہیں....

یہ دو معنوں کی بنا پر صحیح نہیں: پہلا یہ کہ: جب وہ معلوم درہم مقرر کریگا تو اس کا احتمال ہے کہ دوسرے شریک کو نفع حاصل نہ ہو، اور سارا نفع وہ خود ہی حاصل کر لے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ اسے نفع ہی نہ ہو اور وہ راس المال سے مقرر کردہ درہم لے لے، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بہت زیادہ نفع ہو تو جس نے مقررہ درہم کی شرط رکھی ہے اسے نقصان اٹھانا پڑے.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دوسرا معنی یہ ہے کہ: عامل یعنی کام کرنے والا کا حصہ مقدار میں معلوم ہونا مشکل ہے تو پھر اجزاء میں معلوم ہونا ضروری ہے، اور جب اجزاء ہی معلوم نہ ہوں تو پھر شراکت فاسد ہو جائیگی " انتہی. (دیکھیں: المغنی ابن قدامہ (7 / 146)

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: " اگر مضاربت (شراکت کی ایک قسم) میں مال والے نے معین دراہم کی شرط رکھی تو بالاتفاق یہ جائز نہیں ہے؛ کیونکہ معاملہ عدل وانصاف پر مبنی ہے، اور یہ معاملہ مشارکت کی جنس سے ہے، اور مشارکت اس وقت ہوتی ہے جب ہر شریک کا حصہ معلوم ہو مثلا تیسرا حصہ، یا نصف، تو اگر کسی ایک کے لیے کچھ مقرر کر دیا جائے تو یہ عدل وانصاف نہیں ہے؛ بلکہ یہ ظلم وستم ہو گا" انتہی (مجموع الفتاوی الکبری (28 / 83)

مستقل فتوی کمیٹی سے درج ذیل سوال کیا گیا: ایک شخص نے دوسرے کو تجارت کرنے کے لیے کچھ رقم دی، اور ان کا اتفاق ہوا کہ وہ راس المال میں سے تین فیصد کے حساب سے ہر ماہ نفع دیا کریگا کیا یہ جائز ہے؟

کمیٹی کا جواب تھا: آپ کا تاجر کو تجارت میں لگانے کے لیے مال دینا، اور اس کا آپ کو اس رقم میں سے تین فیصد کے حساب سے نفع دینا جائز نہیں کیونکہ یہ مضمون نفع میں سے ہے۔ (فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (14 / 318)

اور کمیٹی سے یہ سوال بھی کیا گیا: ایک کمپنی لوگوں سے تجارت کرنے کے لیے رقم لیتی ہے اور انہیں راس المال میں سے تیس فیصد (30٪) کے حساب سے سالانہ دیتی ہے اور یہ دعوی کرتی ہے کہ اسے سو فیصد نفع حاصل ہوتا ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

کمیٹی کا جواب تھا: " اگر تو مذکورہ کمپنی اپنے شراکت دار کو محدود اور مضمون نفع دیتی ہے، یعنی اس میں نقصان نہیں ہوتا، تو یہ لین دین جائز نہیں، اس لیے کہ یہ سود ہے، اور مباح اور جائز لین دین یہ ہے کہ ہر شریک کا ایک حصہ معلوم ہو مثلا چوتھا حصہ، یا پھر دسواں حصہ، اور وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل کردہ کے حساب و کتاب کے مطابق کم اور زیادہ ہوتا رہے" انتہی.(فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (14 / 321)

مضاربت میں ایک کا روپیہ اور دوسرے کا عمل اور نفع نقصان میں برابری کی شرط لگانا؟

سوال(3):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:شاکر نے ذاکر سے کہا کہ ہم کو آپ دس ہزار روپے دیجیے، ہم اس روپے سے بھینس گائے بکری وغیرہ خرید کر بیچ لیا کریں گے، یا مطلقا یہ کہا کہ ہم کو آپ دس ہزار روپے دو، ہم کوئی سی بھی حلال تجارت کریںگے، اس میں ہونے والے نفع ونقصان میں دونوں مساوی رہیں گے، اور ذاکر نے روپے دیتے وقت یہ شرط بھی رکھی کہ ہم خریدنے اور بیچنے میں تمہارے ساتھ نہیں ہیں، ہم سے تم دس ہزار روپے یا کم وبیش جتنے کی ضرورت ہو لے جاؤ، تم اپنی ذمہ داری پر خریدو اور بیچو، نفع ونقصان دونوں میں ہم برابر کے شریک رہیں گے، اگر شاکر یہ شرط منظور کرلے، تو کیا کمائی کا یہ طریقہ جائز ہے یا ناجائز؟ دوسری صورت اِس میں یہ ہے کہ روپے دینے والے نے کہا کہ خرید وفروخت میں ہم تمہارے ساتھ رہیں گے؛ لیکن ہم کو دو حصے تم کو ایک حصہ ملے گا، شریک ہونے والا یہ شرط منظور کرلے اور اس طرح کاروبار کرنے لگے، تو کیا اِس کی گنجائش ہے؟

الجواب وباللہ التوفیق:یہ صورت مضاربت کی ہے، اس میں نفع کے اندر تو دونوں کی حسبِ مرضی حصہ دار، سکتی ہے؛ لیکن اگر نقصان اصل رقم ہی میں ہو جائے، تو وہ سارا نقصان رقم دینے والے کو اٹھانا پڑے گا، محنت اور تجارت کرنے والا اس کا ذمہ دار نہ ہوگا۔ اِسی طرح مضاربت میں یہ بھی شرط ہے کہ رقم دینے والا تجارت ومحنت میں خود دخیل اور شریک نہ ہو، اگر ان شرائط کا لحاظ رکھا جائے، تو اس طرح کا کاروبار حلال ہو سکتا ہے، اور مذکورہ سوال کی پہلی صورت میں نقصان میں برابری کی شرط صحیح نہیں۔ اور دوسری صورت میں خود روپے دینے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے کا عمل میں شریک ہونا بھی درست نہیں ہے۔(الدر المختار / اول کتاب المضاربۃ 8/430 زکریا)(منحۃ الخالق / کتاب الشرکۃ 5/293 دار الکتب العلمیہ بیروت)

کتاب النوازل جلد 12، منتخب فتاویٰ: مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصور پوری

نائب مفتی واستاذ حدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

ترتیب و تحقیق: محمد ابراہیم قاسمی غازی آبادی ناشر المرکز العلمی للنشر والتحقیق لال باغ مرادآباد

کیا شریک فی العمل اصل رأس المال میں بھی حصہ دار ہوگا؟

سوال (4):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: تین اشخاص زید، عمر، بکر نے ایک کاروبار شرکت میں شروع کیا اور تینوں حضرات نے اس میں پیسہ لگایا، ان تین کے علاوہ چوتھے شخص کو بھی ان تینوں نے کچھ عرصہ کے بعد اپنے اس کاروبار میں ورکنگ پارٹنر کی حیثیت سے شریک کیا، یعنی اس چوتھے شخص کو بغیر پیسے لگائے صرف دیکھ ریکھ اور دیگر محنت کے لئے شریک کاروبار کیا، کچھ عرصہ کے بعد زید، عمر، بکر جو پیسہ لگا کر کاروبار میں شریک تھے اس موجودہ کاروبار میں سے کچھ پیسہ مشترکہ نکال کر ایک دوسرا کاروبار شروع کر دیتے ہیں، تو کیا اس دوسرے کاروبار میں چوتھا شخص جو صرف پہلے ہی کاروبار میں شریک تھا اس دوسرے کاروبار میں بھی شریک مانا جائے گا؟

الجواب وباللہ التوفیق: حسبِ تحریر سوال چوں کہ مذکورہ چوتھا شخص پہلے کاروبار میں صرف عملی شریک تھا، اس نے اپنا ذاتی سرمایہ اس میں نہیں لگایا تھا؛ لہٰذا وہ اس کاروبار میں صرف مقررہ نفع ہی کا حق دار ہے، رأس المال میں شریک نہیں ہے۔ بریں بنا اصل سرمایہ لگانے والے تینوں فریقوں نے اپنے اصلی سرمایہ سے رقم نکال کر جو نیا کاروبار شروع کیا، اس میں چوتھا شخص حصہ دار نہیں بنے گا، اور اس نئے کاروبار کے نفع میں سے اسے کچھ مطالبہ کرنے کا شرعاً حق نہیں ہے۔(الهداية، كتاب المضاربة / فصل في العزل والقسمة 3/ 267 الأمين كتابستان ديوبند)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضاربت میں مال لگانے والے کا اپنے لئے منافع متعین کرنا؟

سوال (8):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: محمد شکیل ومحمد رمضانی دونوں صاحبان تجارت میں اس طرح شرکت کرنا چاہتے ہیں کہ محمد شکیل تجارت ومحنت کریں گے اور محمد رمضانی روپئے لگائیں گے اور اس میں جو نفع ہوتا ہے اس نفع میں مثلاً سو روپئے نفع ہوا تو تقریبا 15 روپئے محمد رمضانی صاحب کے ہوں گے اور 85 روپئے محمد شکیل کے ہوں گے اور بالفرض اگر نقصان ہوا، تو چوں کہ محمد شکیل نفع کے 85 روپئے لے رہا ہے؛ لہٰذا وہ نقصان اس میں سے پورا کریں گے، محمد رمضانی کو ایک سو روپئے کے نفع میں 15 روپئے ملنے ہی ہیں، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس طرح کی شرکت جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں مضاربت کے معاملہ میں یہ شرط لگانا کہ محمد رمضانی بہرحال پندرہ فیصدی کا مستحق ہوگا، اور نقصان کی صورت میں محمد شکیل ذمہ دار ہوگا ناجائز ہے، مضاربت میں شرعی ضابطہ یہ ہے کہ اگر نقصان ہو جائے تو اولاً کل نفع سے اس کو پورا کیا جائے گا اور سارا نفع لگنے کے باوجود بھی نقصان باقی رہے، تو اب جس نے پیسہ لگایا ہے وہ نقصان کا ذمہ دار ہوگا، محنت کرنے والے پر کوئی ذمہ داری نہ ہوگی؛ لہٰذا سوال میں ذکر کردہ معاملہ شرعاً فاسد ہے۔(الهداية 3/266، فتح القدير 8/471 دار الفكر بيروت، 8/493 زكريا، كذا في الفتاوى التاتارخانية 15/480 رقم: 23798 زكريا)

مشترکہ کاروبار میں سرمایہ لگاکر صرف نفع میں شرکت کی شرط لگانا؟

سوال (12):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:

(1) طفیل احمد شرکت کی تجارت کر رہا تھا کہ اُس کے والد مشتاق احمد نے اُس کی والدہ کی سفارش سے تجارت میں شرکت کی درخواست کی تو طفیل احمد نے اپنے والد مشتاق احمد کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجارت میں 25٪ فیصد کا حصہ دار بنادیا، طفیل احمد کے والد مشتاق احمد اپنی زوجہ کی آبائی رقم تجارت میں لگا کر 50٪ فیصد کے حصہ دار بن گئے، اَب طفیل احمد کا سرمایہ اور محنت اس تجارت میں لگا ہوا ہے، جب کہ والد مشتاق احمد کا صرف سرمایہ لگا ہوا ہے، والد مشتاق احمد اور بھائی حفیل احمد دونوں کی کوئی محنت اس تجارت میں شامل نہیں صرف نفع میں حصہ دار بنے۔ گھاٹا اور نقصان کی صورت میں دست بردار ہیں۔

(2) طفیل احمد نے اپنے والد کو تجارت سے علیحدہ کرنے کی بات کی، تو والد نے علیحدہ ہونے کے لئے طفیل احمد سے یہ شرط لگائی کہ عبدالمالک (مرحوم دادا) نے جو جائیداد تمہیں دی ہے، وہ میرے نام پر کر دو، اس صورت میں علیحدہ ہو سکتا ہوں ورنہ نہیں، جب کہ مذکورہ شرط سراسر غیر شرعی ہے، ایسی صورت حال میں طفیل احمد اپنے والد اور چھوٹے بھائی کو تجارت سے شرعاً علیحدہ کر سکتا ہے یا نہیں؟

(3) اس تجارت میں ایک بڑا نقصان بھی ہوا، جس میں والد مشتاق احمد جو 50٪ فیصد کے حصہ دار ہیں اور بھائی 25٪ فیصد کے حصہ دار ہیں، ان دونوں نے نقصان میں کوئی شرکت نہیں کی، پورا کا پورا نقصان صرف طفیل احمد کو بھرنا پڑا۔ اب سوال یہ ہے کہ طفیل احمد اپنے والد کو تجارت سے علاحدہ کر کے ان کے حصہ کی رقم کو جو در حقیقت والدہ کا پیسہ ہے، ان کی اجازت کے بغیر تمام ورثہ میں تقسیم کر سکتا ہے یا نہیں، اس رقم میں مشتاق احمد کو جو رقم بطور وراثت ملے گا اس رقم کے ذریعہ تجارت میں نقصان ہوا ہے اس کی بھرپائی کی جا سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب وباللہ التوفیق: (1) سوال سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ والد مشتاق احمد نے سرمایہ لگا کر طفیل احمد کے ساتھ اس کے چھوٹے بھائی حفیل احمد کو بھی 25٪ فیصدی نفع کا شریک بنایا اور ظاہر یہی ہے کہ طفیل احمد نے اس معاہدہ کو قبول کر لیا تھا اور اس کے مطابق نفع کی تقسیم کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتی رہی ہوگی، بریں بنا فی نفسہٖ یہ معاملہ شرکت درست ہو چکا ہے؛ البتہ اس میں یہ تفصیل ضروری ہے کہ جتنے بھی حصہ دار ہیں وہ جس طرح حسبِ تفصیل نفع میں شریک ہیں، اسی طرح نقصان میں بھی شریک ہیں؛ بلکہ وہ شرکاء جن کی طرف سے صرف سرمایہ لگا ہے عمل نہیں ہے، وہ نفع کے مستحق اُسی وقت ہوتے ہیں جب کہ نقصان کی بھرپائی ہو کر نفع سامنے آئے، ایسا نہیں ہو سکتا کہ یہ لوگ صرف نفع میں شریک رہیں نقصان میں شامل نہ ہوں، اس لئے جب سے شراکت قائم ہوئی ہے، اُس وقت سے لے کر آج تک نفع و نقصان دونوں کا حساب لگا کر معاملہ طے کرنا چاہئے۔(سکب الأنہر علی ہامش مجمع الأنہر / کتاب الشرکۃ 2/553-554 دار الکتب العلمیۃ بیروت، الہدایۃ / کتاب الشرکۃ 3/300-301 دار الکتب العلمیۃ بیروت، 2/609 المکتبۃ النعیمیۃ دیوبند۔الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب الشرکۃ / الفصل الثانی فی شرط الربح والوضیعۃ وہلاک المال 2/320 زکریا، شامی، کتاب الشرکۃ / مطلب فی توقیت الشرکۃ روایتان 6/484 زکریا)

(2) اس شرکت سے علیحدگی کے لئے والد کا یہ شرط لگانا کہ طفیل احمد کو دادا نے جو جائیداد دی ہے وہ والد کے نام کر دی جائے یہ شرط غیر شرعی ہے، طفیل احمد کو حق ہے کہ وہ اس شرط کو تسلیم نہ کرے اور معاہدۂ شرکت اور شرکتی کاروبار کو ختم کر دے، اور ہر فریق کو اس کے حصہ کی مالیت دے کر فارغ کر دے۔(مستفاد: احسن الفتاویٰ 6/398، 399، جامع الفتاویٰ 4/316۔شرح المجلۃ لسلیم رستم باز 62 رقم المادۃ: 97 کوئٹہ، البحر الرائق / کتاب السیر، فصل فی التعزیر 5/68 زکریا، الفتاویٰ الہندیۃ / فصل فی التعزیر 2/167 زکریا)

(3) جب سے شرکت شروع ہوئی ہے اس وقت سے لے کر اب تک نفع و نقصان کا پورا حساب لگایا جائے اور کاروبار کے ہر فریق کو نفع کے ساتھ نقصان میں بھی شریک قرار دیا جائے، پھر طفیل احمد کو حق ہوگا کہ نقصان کی تلافی میں اس کی طرف سے جو زائد رقم لگی ہے وہ مشترک کاروبار سے وصول کرے اور جس رقم کو طفیل احمد اپنی والدہ کی وراثت کہہ رہا ہے، اس کے متعلق یہ بات تحقیق طلب ہے کہ اس شرکت کی ابتداء خود والدہ کی مرضی سے ہوئی تھی،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ سوال نمبر 3 میں درج ہے، اس لئے اغلب یہی ہے کہ انہوں نے رقم اپنے شوہر مشتاق احمد کو ہبہ کر دی ہو گی؛ لہٰذا اس کو وراثت قرار دینا محل نظر ہے۔

غیر متعین نفع کے ساتھ کاروبار میں شرکت؟

سوال (15):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کاروبار کرتا ہے اس کے کاروبار میں ایک نے کچھ روپیہ لگایا تھا، اور سال میں کچھ روپیہ نفع کے طور پر دے دیا کرتا تھا، نفع کے بارے میں زید کو اس بات کا اختیار تھا کہ زید جو مناسب سمجھے گا دے دیا کرے گا، زید سال میں اپنی سمجھ سے نفع دیتا رہا دو تین سال کے بعد نفع کا ریشیو کچھ کم ہو گیا اور وہ صاحب سال کا سال نفع لیتے رہے، چھ سات سال کے بعد ان صاحب نے اپنا پورا روپیہ واپس لے لیا، اور زید سے کہا کہ جو ریشیو کم کر کے آپ نے پانچ چھ سالوں میں نفع دیا ہے وہ ہم کو اسی ریشیو سے دے دیجئے، زید کا کہنا ہے کہ جب کچھ طے نہیں کیا تھا اور ہم کو آپ نے اختیار دیا تھا کہ جو سمجھ میں آئے گا دے دیجئے گا، تو ہم نے دے دیا اور اگر آپ کو جس سال سے ریشیو (بٹہ) میں کمی معلوم ہوئی، تو آپ کو اسی سال بتانا چاہئے تھا، میں آپ کا روپیہ واپس کر دیتا، اور آپ کا معاملہ ختم ہو جاتا، پانچ چھ سال تک نفع لیتے رہے اور کبھی کسی زیادتی کا سوال اور کوئی اعتراض نہیں رہا، اب جب اپنا پورا روپیہ واپس لے لیا تو ایک دو سال کے بعد اپنے من سے جوڑ کر زید کے اوپر کیلیم کھڑا کر رہے ہیں۔

(1) زید کا سال میں اس طرح سے روپیہ دینا کہیں سود میں تو نہیں داخل ہے؟

(2) ان کا ریشیو کی بنیاد پر اپنے من سے روپیہ مانگنا ٹھیک ہے یا غلط؟

(3) ان صاحب کا پانچ چھ سال تک نفع لیتے رہنا اور تقریباً چھ سال کے بعد چھ سال کا کیلیم بتانا کیا صحیح ہے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجواب وباللہ التوفیق:یہ معاملہ شرکت شروع ہی سے فاسد ہے؛اس لئے کہ اس میں نفع کی مقدار طے نہیں ہوئی ہے؛لہٰذا یہ معاملہ اصلاً قرض کا ٹھہرا،اور زید نے نفع کے عنوان سے جو کچھ روپئے وقتاًفوقتاًمذکورہ صاحب کو دیا،وہ از قبیل تبرع اور احسان ہوگا،اور قرض کی ساری رقم واپس لینے کے بعد مزید کسی رقم کا مطالبہ مذکورہ صاحب کی طرف سے درست نہیں ہے۔

عن أبي ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: استقرض رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم سنا، فأعطی سنا خیرًا من سنه، وقال: خیارکم أحاسنکم قضائًا۔(سنن الترمذی، أبواب البیوع/باب ماجاء في استقراض البعیر أو الشئ، من الحیوان 1/245۔الفتاویٰ الہندیۃ / أول کتاب الشرکۃ 2/302 زکریا) (الفتاویٰ الہندیۃ،کتاب العاریۃ/الباب الأول 4/363)

25،فیصد نفع دینے کی شرط پر کاروبار میں شریک ہونا؟

سوال(19):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:

ایک صاحب دوسرے کے مال پر چاندی چڑھانے کا کام کرتے ہیں،اور اُس کی اُجرت لیتے ہیں، مشین عمارت وغیرہ اُن کی اپنی ہے،وہ کسی اور صاحب سے رقم لے کر اُن کو نفع میں شریک کرنا چاہتے ہیں،جب کہ تھوڑی بہت رقم خود اپنی بھی لگانا چاہتے ہیں،جس کی صورت یہ طے پائی ہے کہ اخراجات سے قطع نظر آمدنی(نفع کا 75،فیصد خود کام کرنے والے اور 25،فیصد رقم دینے والے صاحب کو ملے گا۔

نوٹ:-اس کام کے لئے مخصوص قسم کے ایک کیمیکل کی خریداری بھی کرنی پڑتی ہے جسے گولڈ پیسٹنگ کہتے ہیں:

(1) سوال یہ ہے کہ آیا یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟

(2) یہ شرکت کی کون سی قسم ہوگی؟

(3) اگر یہ صورت ناجائز ہے تو اسے جائز کرنے کا شرعی طریقہ کیا ہوسکتا ہے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجواب وباللہ التوفیق: سوال میں جو مطلقاً نفع کی تقسیم کی صورت لکھی گئی ہے وہ درست نہیں ہے؛ البتہ جواز کی شرعی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ دوسرے شخص سے گولڈ پلیٹنگ کیمیکل کی خریداری کے لئے رقم بطور مضاربت لی جائے، اب اس پر عامل جو محنت کرے گا اور مشینوں کا استعمال کرے گا، اس پر جو خرچ آئے مثلاً بجلی کا بل اور مشینوں کی مرمت وغیرہ اسے اولاً نفع سے ادا کیا جائے گا، اس خرچ کی ادائیگی کے بعد جو رقم بچے گی وہ آپس میں حسبِ تصریح تقسیم کرلی جائے گی، اور اگر مضارب گولڈ پلیٹنگ کی خریداری میں اپنا پیسہ بھی لگائے گا تو اس میں دوسرے کی شراکت نہ ہوگی؛ بلکہ اس لگائی ہوئی رقم کے تناسب سے نفع کا مالک اور اخراجات کا ذمہ دار خود مضارب ہوگا، اور پوری دیانت داری کے ساتھ دونوں رقموں کا حساب الگ الگ رکھنا ہوگا۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ 3ـ420)

نفع ونقصان میں شرکت کے بغیر ماہانہ تین ہزار منافع دینے کی شرط لگانا؟

سوال (20):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کوئی تاجر کسی شخص سے ایک ایک لاکھ روپیہ اس شرط پر لے کہ ماہانہ تین ہزار روپئے منافع کا دے دیا کروں گا، میرے اگلے نفع ونقصان سے تمہیں کوئی مطلب نہیں ہے، تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ معاملہ قطعاً جائز نہیں، یہ سراسر سود ہے، ہاں اگر مضاربت کی شرط پر معاملہ کیا جائے، یعنی نقصان رب المال کے ذمہ ہو، اور نفع میں دونوں حسبِ شرط شریک ہوں تو درست ہوگا۔ (احسن الفتاویٰ 7ـ245، امداد الفتاویٰ 3ـ420) (بدائع الصنائع / کتاب المضاربۃ 5ـ119 المکتبۃ النعیمیۃ زکریا دیوبند) (فتاویٰ دیوبند پاکستان المعروف بفتاویٰ فریدیہ (جلد ہفتم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افادات: مفتی محمد فرید مجددی زروبوی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث وصدر دارالافتاء جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

ترتیب وتخریج: مولانا مفتی انور شاہ، مولانا مفتی احمد عباس دارالافتاء دارالعلوم صدیقیہ

مضاربت میں نصف پر دی ہوئی رقم میں نفع ہر ماہ بغیر حساب اندازے کے مطابق دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرا ایک بھائی دکاندار ہے تقریباً ایک لاکھ روپے کا کاروبار چلاتا ہے مجھ سے میرے بھائی نے بیس ہزار روپے اس شرط پر لئے کہ بیس ہزار روپے پر جو نفع ہوگا وہ نصف نصف کریں گے، بھائی کہتا ہے کہ میں ہر ماہ حساب نہیں کر سکتا اور اندازہ کر کے دوں گا، لہٰذا وہ مجھے ہر ماہ کبھی سو کبھی تین سو کبھی ایک سو پچاس روپے دیا کرتے ہیں اور کمی زیادتی کی ہم معافی کرتے ہیں اب میرے دل میں وسوسہ آیا ہے کہ یہ تو سود ہے میں نے بھائی سے کہا کہ میں یہ کام نہیں کرنا چاہتا کیونکہ قیامت کے دن جوابدہ ہوں گا، سوال یہ ہے کہ کیا یہ منافع یا کاروبار میرے لئے جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا (المستفتی: فضل داد پنڈی 30/جولائی 1986ء)

الجواب: چونکہ صورۃ مسئولہ میں نفع تحری سے معلوم کیا جاتا ہے، پہلے سے تعین نہیں ہوا ہے لہٰذا اس کو سود نہیں کہا جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

مضاربت اور شرکت میں تعین ربح مفسد عقد ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک موچی سے میری شراکت اس طرح ہے کہ موچی کی اپنی دکان ہے کاریگر بھی موچی کے ہیں، کچھ چپل کمپنی سے خرید کر لاتے ہیں اور کچھ اپنے ہاتھ اور کاریگروں سے بنواتے ہیں، اس صنعت اور کاروبار میں خسارہ بالکل نہیں ہوتا، نفع ہی نفع ہوتا ہے، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ میں نے اس سے شراکت کی خواہش ظاہر کی تو اس نے کہا کہ آپ مجھے بیس ہزار روپے دے دیجئے اور مجھ سے فی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جوڑا فروخت شدہ میں چار روپے لے لیا کریں ماہوار حساب ہوگا، جتنے جوڑے فروخت ہوئے اتنی رقم آپ کو ملے گی مثلاً سو جوڑے فروخت ہوئے تو چار سو روپے آپ کو ملیں گے، کیا یہ شرکت جائز ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولوی فضل مولا باجوڑی... 13 / شعبان 1403ھ

الجواب: مضاربت اور شرکت میں تعین ربح مفسد عقد ہے (شرح المجلۃ 713، 747)۔ وھو الموفق

مضارب کو ماہوار مخصوص رقم مقرر کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عمر نے زید سے کچھ رقم لی ہے، عمر زید سے کہتا ہے کہ میرے کام (تجارت) میں نقصان نہیں ہوتا، میں آپ کو ماہوار ایک مخصوص رقم دوں گا، کیا یہ سود میں شامل ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: جمروز خان درہ آدم خیل... 1978ء/10/17

الجواب: یہ معاملہ مضاربت فاسدہ ہے اور ناجائز ہے

(کتاب الفتاوی، (طلاق، فسخ و تفریق، تجارت)، تالیف: خالد سیف اللہ رحمانی، ترتیب: مفتی محمد عبد اللہ سلیمان مظاہری، بہ اہتمام: (انڈیا)، ناشر: زمزم بکڈپو، کراچی (پاکستان)

حسب مرضی نفع پر مضاربت

سوال:۔{1877} ایک صاحب زید سے بزنس کے لئے پیسے دیئے اور طے ہوا کہ آپ اپنی مرضی سے جو نفع دیں گے قبول ہوگا، دونوں فریق اس پر راضی بھی ہیں، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

(محمد یعقوب خاں، کاغذ نگر)

جواب:۔ اس طرح کے معاملہ کو شریعت کی اصطلاح میں ”مضاربت“ کہتے ہیں، یعنی ایک شخص کا سرمایہ ہو دوسرے شخص کی محنت اور نفع میں دونوں شریک ہوں، لیکن اس معاملہ کے درست ہونے کے لئے ضروری ہے کہ نفع کا تناسب بھی متعین ہو، مثلاً: یوں بات ہو کہ جو نفع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گا اس کا 60 فیصد میں لوں گا اور چالیس فیصد آپ کو دوں گا، یہ صورت کہ اپنی مرضی سے جو بھی نفع چاہوں گا دے دوں گا، درست نہیں۔ یہ مضاربت نہیں، بلکہ سود ہے

سوال:۔{1880} ماجد اپنے ایک دینی بھائی سے بذریعہ مضاربت ایک کاروبار کرنا چاہتا ہے، جس میں محنت ماجد کی اور پیسہ ساجد کا ہو گا، (بیس فیصد منافع کی بنیاد پر) لیکن ساجد نقصان ہونے کی صورت میں برابر کا حصہ دار بننا نہیں چاہتا، ماجد پھر بھی یہ شرط قبول کرنے کو تیار ہے، تو کیا مضاربت کی یہ شکل صحیح ہے؟ نیز مضاربت کی صحیح اور آسان صورت کیا ہے؟ وضاحت کریں۔ (حافظ عبدالسلام، مسجدِ صفہ، سکندر آباد)

جواب:۔ یہ صورت ناجائز ہے، یہ مضاربت نہیں، بلکہ سودی معاملہ ہے، جو قرآن و حدیث کی رو سے صراحۃً ممنوع ہے، مضاربت کی شکل یہ ہے کہ ایک شخص روپیہ لگائے اور دوسرا فریق محنت اور کاروبار کرے اور اس سے حاصل ہونے والے نفع میں وہ دونوں حسبِ معاہدہ شریک ہوں، نیز نفع و نقصان میں بھی دونوں کی شرکت ہو۔

اس لئے یہ صورت سود کی ہے نہ کہ مضاربت کی جسے شریعت نے جائز قرار دیا ہے۔

شراکت میں مقررہ رقم بطور نفع نقصان طے کرنا سود ہے

س۔۔ ایک شخص لاکھوں روپے کا کاروبار کرتا ہے، زید اس کو دس ہزار روپے کاروبار میں شرکت کے لئے دے دیتا ہے، اور اس کے ساتھ یہ طے پاتا ہے کہ منافع کی شکل میں وہ زید کو زیادہ سے زیادہ پانچ سو روپے ماہوار کے حساب سے دے گا، باقی سب نفع دُکان دار کا ہو گا۔ اسی طرح نقصان کی صورت میں زید کا نقصان کا حصہ زیادہ سے زیادہ پانچ سو روپے ماہوار ہو گا، باقی نقصان دُکان دار برداشت کرے گا۔ کیا ایسا معاہدہ شریعت میں جائز ہے؟ اگر جائز نہیں تو اس کو کس شکل میں تبدیل کیا جائے تا کہ یہ شرعی ہو جائے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ج... یہ معاملہ خالص سودی ہے، ہونا یہ چاہیے کہ اس دس ہزار روپے کے حصے میں کل جتنا منافع آتا ہے اس کا ایک حصہ مثلاً: نصف یا تہائی زید کو دیا جائے گا۔

مضاربت کی رقم کاروبار میں لگائے بغیر نفع لینا دینا

س... میرے دوست کا ایک چھوٹا سا کاروبار چلتا ہے، میں نے اسے کچھ رقم مضاربت کے تحت فراہم کی، کچھ عرصے بعد پتا چلا کہ اس نے یہ رقم کاروبار میں نہیں لگائی، بلکہ ذاتی کاموں میں خرچ کر ڈالی، لیکن مجھے اس نے کاروبار کے نفع و نقصان میں شریک رکھا۔ مجھے جو منافع ملا ہے وہ حلال ہے یا نہیں؟

ج... جب اس نے یہ رقم کاروبار میں لگائی ہی نہیں تو کاروبار کا نفع، نقصان کہاں سے آیا جس میں اس نے آپ کو شریک کئے رکھا...؟ اگر اس نے آپ کی رقم کے بدلے میں اتنی رقم کاروبار میں لگا کر آپ کو کاروبار میں شریک کر لیا تھا اور پھر اس کاروبار سے جو نفع ہوا اس میں سے طے شدہ شرح کے مطابق آپ کو حصہ دیتا رہا، تب تو یہ منافع حلال ہے، اور اگر اس نے کاروبار میں اتنی رقم لگائی ہی نہیں، یا رقم تو لگائی لیکن منافع کا حساب کر کے آپ کو اس کا حصہ نہیں دیا، بلکہ رقم پر لگا بندھا منافع آپ کو دیتا رہا تو یہ سود ہے۔

مال کی قیمت میں منافع پہلے شامل کرنا چاہیے

س... مسئلہ یہ ہے کہ میں ایک دُکان دار کو دو ہزار کا مال دیتا ہوں، یہ دُکان دار مجھے ہر ماہ یا پندرہ دن کے بعد (جیسے مال ختم ہو) دو ہزار کے مال کے پیسے کے علاوہ 150، 250 یا 300 روپے نفع دیتا ہے۔ ایک دن اس نے مجھ سے کہا کہ آپ مجھ سے ہر ماہ فکس دو سو روپے منافع کی رقم کے ساتھ لے لیا کریں۔ کیونکہ اس کو اس طرح 150، 250 یا 300 روپے دینے سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیادہ فائدہ نہیں ہوتا ہے۔ مجھے شک ہے کہ اس طرح فکس نفع لینے سے یہ سود تو نہیں ہوگا۔ اس طرح پیسہ کا نفع لینا میرے لئے جائز ہے کہ نہیں؟

ج... آپ مال پر جو نفع لینا چاہتے ہیں وہ قیمت میں شامل کرلیا کیجئے، مثلاً: دو ہزار کا مال دیا، اب اس پر آپ جتنے منافع کے خواہش مند ہیں اتنا منافع دو ہزار میں شامل کر کے یہ طے کر دیا جائے کہ یہ اتنے کا مال دے رہا ہوں۔

تجارت کے لئے منافع پر رقم لینا

س... ایک شخص سے میں نے تجارت کے لئے کچھ رقم مانگی، وہ شخص کہتا ہے کہ تجارت میں جو منافع ہوگا اس میں میرا کتنا حصہ ہوگا؟ میں اندازاً اتنی رقم اس کو بتاتا ہوں کہ وہ رقم دینے پر راضی ہو جاتا ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ قرضہ لے کر اس طرح تجارت کرنا جس میں مجھ کو بھی معقول منافع کی توقع ہے کیا جائز ہے؟

ج... کسی سے رقم لے کر تجارت کرنا اور منافع میں سے اس کو حصہ دینا، اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک صورت یہ ہے کہ یہ بات طے کرلی جائے کہ تجارت میں جتنا نفع ہوگا اس کا اتنا فیصد (مثلاً: 21) رقم والے کو ملے گا، اور اتنا کام کرنے والے کو، اور اگر خدانخواستہ تجارت میں خسارہ ہوا تو یہ خسارہ بھی رقم والے کو برداشت کرنا پڑے گا۔ یہ صورت تو جائز اور صحیح ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ تجارت میں نفع ہو یا نقصان، اور کم نفع ہو یا زیادہ، ہر صورت میں رقم والے کو ایک مقررہ مقدار میں منافع ملتا رہے، (مثلاً: سال، چھ مہینے کے بعد دو سو روپیہ، یا کل رقم کا دس فیصد) یہ صورت جائز نہیں۔ اس لئے اگر آپ کسی سے رقم لے کر تجارت کرنا چاہتے ہیں تو پہلی صورت اختیار کریں۔ اور اگر رقم قرض مانگی تھی تو اس پر منافع لینا دینا جائز نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضاربت کے مال کا منافع کیسے طے کیا جائے؟

س... جیسا کہ آج کل ایک کاروبار بہت گردش میں ہے، وہ یہ کہ آپ اتنے پیسے کاروبار میں لگائیے اور اتنے فیصد منافع حاصل کیجئے۔ حالانکہ بیع مضاربت میں یہ ہے کہ نفع نقصان آدھا آدھا ہوتا ہے، جبکہ دُکان میں ہزاروں قسم کی اشیاء موجود ہوتی ہیں اور ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ نفع لگانا بہت مشکل ہوتا ہے۔ کیا ہم شریعت کی رُو سے یہ کر سکتے ہیں کہ ہر ماہ اپنی بکری کے لحاظ سے نفع کا اندازہ لگالیں اور پھر اس سے ہر ماہ کا نفع مقرر کرلیں؟

ج... مضاربت میں ہر چیز کے الگ الگ منافع کا حساب لگانا ضروری نہیں، بلکہ کل مال کا ششماہی، سالانہ (جیسا بھی طے ہو جائے)، حساب لگا کر منافع تقسیم کرلیا جائے (جبکہ منافع ہو)

شراکت کے کاروبار میں نفع و نقصان کا تعین قرعہ سے کرنا جوا ہے

س... چند لوگ شراکت میں کاروبار کرتے ہیں اور سب برابر کی رقم لگاتے ہیں، طے یہ پاتا ہے کہ نفع و نقصان ہر ماہ قرعہ کے ذریعہ نکالا جائے گا، جس کے نام قرعہ نکلے گا وہ نفع و نقصان کا ذمہ دار ہوگا، خواہ ہر ماہ ایک ہی آدمی کے نام قرعہ نکلتا رہے، اس کو اعتراض نہ ہوگا۔ کیا شرع ایسے کاروبار کی اجازت دیتی ہے؟

ج... یہ جوا (قمار) ہے۔

تجارت میں شراکت نفع نقصان دونوں میں ہوگی

س... شراکت کی تجارت میں اگر ایک شراکت دار بحیثیت رقم کے شریک ہو اور دُوسرا شریک بحیثیت محنت کے ہو تو یہ تجارت جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو دونوں شریک نفع میں طے شدہ حصے کے صرف شریک ہیں یا نقصان میں بھی دونوں شریک ہوں گے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ج... پہلے یہ سمجھ لیجئے کہ آپ نے جس معاملے کو "شراکت کی تجارت" کہا ہے، فقہ میں اس کو "مضاربت" کہتے ہیں اور یہ معاملہ جائز ہے۔ اور نفع، نقصان میں شرکت کی تفصیل یہ ہے کہ کام کرنے والے کو اس تجارت میں یا تو نفع ہو گا، یا نقصان، یا نہ نفع ہو گا نہ نقصان۔

اگر نفع ہو تو اس منافع کو طے شدہ حصوں کے مطابق تقسیم کر لیا جائے، اگر نقصان ہوا تو یہ نقصان اصل سرمائے کا شمار ہو گا، کام کرنے والے کو اس نقصان کا حصہ ادا نہیں کرنا پڑے گا، مثلاً: پچاس ہزار کا سرمایہ تھا، تجارت میں گھاٹا پڑ گیا تو یوں سمجھیں گے کہ اب سرمایہ چالیس ہزار رہ گیا۔ اب اگر دونوں اس معاملے کو ختم کر دینا چاہتے ہیں تو صاحب مال کام کرنے والے سے دس ہزار میں سے کسی چیز کا مطالبہ نہیں کر سکتا، البتہ اگر آئندہ بھی اس معاملے کو جاری رکھنا چاہتے ہیں تو آئندہ جو منافع ہو گا پہلے اس سے اصل سرمائے کو پورا کیا جائے گا، اور جب سرمایہ پورا پچاس ہزار ہو جائے گا تو اب جو زائد منافع ہو گا اس کو طے شدہ حصے کے مطابق دونوں فریق تقسیم کر لیں گے۔

اور اگر کام کرنے والے کو نفع ہوا، نہ نقصان، تو کام کرنے والے کی محنت گئی اور صاحب مال کا منافع گیا۔

تجارت کے لئے رقم دے کر ایک طے شدہ منافع وصول کرنا

س... زید کو تجارت کے لئے رقم کی ضرورت ہے، وہ بکر سے اس شرط پر رقم لیتا ہے کہ زید ہر ماہ ایک طے شدہ رقم بکر کو دیتا رہے گا، جس کو منافع کا نام دیا جاتا ہے اور زید یہ کام صرف اس لئے کرتا ہے کہ وہ حساب کتاب رکھنے سے محفوظ رہے، بس بکر کو ایک طے شدہ رقم دیتا رہے، شرعاً اس کی کیا صورت ہو گی؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ج... جو صورت آپ نے لکھی ہے تو یہ صریح سود ہے، جائز اور صحیح صورت یہ ہے کہ زید، بکر کے سرمائے سے تجارت کرے، اس میں جو منافع ہو اس منافع کو طے شدہ حصے کے مطابق تقسیم کرلیا جائے۔ مثلاً: دونوں کا حصہ منافع میں برابر ہو گا، یا ایک کا چالیس فیصد اور دوسرے کا ساٹھ فیصد ہو گا پیسہ لگانے والے کے لئے نفع کا حصہ مقرر کرنا جائز ہے

س... میرے ایک دوست نے ایک شخص کو کاروبار کے لئے روپے دیئے ہیں، اس روپے سے جس قدر اس کو منافع ملتا ہے اس میں سے وہ چوتھا حصہ میرے دوست کو ہر ماہ دیتا ہے۔ میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ نفع میرے دوست کے لئے جائز ہے کہ نہیں؟ جبکہ اس نے صرف سرمایہ لگایا ہے اور اس کام کے سلسلے میں کوئی محنت نہیں کرتا ہے۔

ج... اگر وہ شخص اس روپے سے کوئی جائز کاروبار کرتا ہے، تو آپ کے دوست کے لئے منافع جائز ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد 6، مؤلف: محمد یوسف لدھیانوی صاحب)

بنک اور مضاربت

بینک کی آمدنی سے عقد مضاربت کرنا؟

سوال (2):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عمر بینک میں ملازم ہے وہ بکر کو کچھ رقم معاملہ مضاربت پر دینا چاہتا ہے، تو بکر کا رقم لینا جائز ہے یا نہیں؟ واضح رہے کہ عمر کا اور کوئی کاروبار نہیں بینک کی ملازمت ہے، بکر ایک غریب آدمی ہے وہ سوچتا ہے کہ معاملہ مضاربت پر بچوں کا کچھ بھلا ہو جائے گا، اس قسم کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ اور اس سے جو نفع ہوا، اُس کا استعمال بکر کے لئے ٹھیک ہے یا نہیں؟ اور معاملہ مضاربت میں اگر نقصان ہو تو اس نقصان میں دونوں برابر (عمر بکر) شریک ہوں گے یا صرف عمر کا نقصان ہو گا؟ اور بکر نقصان دینے کا مستحق نہیں ہو گا، اور اگر از روئے شرع بکر پر نقصان نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئے اور پھر بھی عمر زبردستی نقصان اس سے لے لے، تو یہ رقم عمر کے لئے سود ہوگی یا جائز ہوگی، کیا حکم ہے؟

الجواب وباللہ التوفیق: بینک کی ملازمت سے حاصل شدہ آمدنی کو علماء نے مکروہ لکھا ہے؛ لہٰذا احتیاطاً اِس رقم سے کاروبار نہ کریں اور مضاربت اگر درست مال سے کرے مثلاً بینک کا ملازم کسی سے قرض لے کر بکر کو بطور مضاربت دے دے تو اس کا نفع بکر کے لئے بلاشبہ حلال ہوگا۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ 3،378، فتاویٰ رحیمیہ 2،194)

اور مضاربت میں نقصان پہلے نفع سے منہا کیا جاتا ہے، اس کے بعد اصل پونجی سے وضع ہوتا ہے، مضارب اس کا ذمہ دار نہیں ہوتا؛ لہٰذا صورتِ مسئولہ میں بکر سے نقصان وصول کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔

س: میں متحدہ عرب امارات میں جنرل موٹرز کی ڈیلر شپ کا کام کرتا ہوں تقریباً 2005ء سے اور میں نے کچھ رقم پس انداز کی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس رقم کو کسی اسلامک فنڈ میں لگاؤں، مثلاً نیشنل بینک آف ابوظہبی؛ دبئی اسلامک فنڈ، نیشنل بانڈز (دبئی)۔ میں بہت پریشان ہوں کہ رقم لگاؤں یا نہ لگاؤں، آپ کی راہنمائی چاہیے۔

ج: ہماری تحقیق کے مطابق اس وقت اسلامی معاشی اصولوں کے عین مطابق بینکاری یا کوئی اور مالیاتی عمل بینکوں یا بینکوں کی سطح پر نہیں ہو رہا، اس لیے ذکر کردہ مالیاتی اداروں میں رقم لگانے کے بجائے نجی طور پر انجام پانے والے کسی پیداواری عمل میں اپنی رقم لگائیں تاکہ سود یا سود کے شبہہ میں ملوث ہونے سے محفوظ رہیں، اللہ تعالیٰ آپ کی پریشانی دور فرمائے، آمین۔

فقط واللہ اعلم (صالح المنجد)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفتی صاحب میں نے اسلامی بینک کاری کے بارے میں پوچھنا ہے کہ وہ جائز ہے یا ناجائز اور اگر جائز ہے تو اس میں دو طرح کے اکاؤنٹ ہوتے ہیں ایک نفع و نقصان کی بنیاد پر اور ایک مضاربت والا تو ان میں سے کون سا صحیح ہے. اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے

اسلامی بینکنگ کے نام سے جو بینکنگ ہو رہی ہے ہمارے ملک کے اہل فتویٰ کی ایک بڑی جماعت کی تحقیق کے مطابق اسلام کی طرف منسوب بینکنگ بھی فی الواقع غیر اسلامی ہے، اس بینکنگ کو صحیح معنوں میں اسلامی تجارت کی بنیادوں پر چلانے کے بجائے اسلام کی طرف منسوب ان بینکوں میں سودی قرضہ جات کے لین دین کو اپنی جملہ خصوصیات کے ساتھ برقرار رکھنے کے لئے مرابحہ واجارہ، شرکت و مضاربت جیسی فقہی اصطلاحات کا سہارا لیا گیا ہے، عملی تطبیق تا حال پورے طور پر نہیں پائی جاتی۔ لہذا مروجہ اسلامی بینکوں سے خدمات حاصل کرنا درست نہیں۔ واللہ اعلم (صالح المنجد)

غیر مسلموں کے ساتھ کاروبار میں شرکت

سودی کاروبار کرنے والے غیر مسلم کے ساتھ پارٹنرشپ

سوال: غیر مسلموں کے ساتھ پارٹنرشپ کا کیا حکم ہے؟ جب کہ وہ سودی کاروبار میں شامل ہو اور اس سے ہم کاروبار میں شرکت کے لئے پیسہ لیں۔ (عبد اللہ، چار مینار)

جواب:- غیر مسلموں کے ساتھ کاروبار اور پارٹنرشپ جائز ہے، رسول اللہ ﷺ نے نبوت کے بعد بھی ابو سفیان، صفوان بن امیہ اور سائب وغیرہ کے ساتھ کاروباری شرکت کی ہے، جب کہ ابھی وہ دامن اسلام میں نہیں آئے تھے جو شخص ابھی مسلمان نہ ہوا ہو وہ احکام شریعت کی تفصیلات کے ابھی مخاطب نہیں ہیں، اس لئے ان کے مال کو کاروبار میں شریک کرنے کی گنجائش ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضاربت فاسدہ

مضاربت میں خیانت ثابت ہونے کے بعد مال مضاربت کی تقسیم کا طریق کار

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید اور بکر نے مضاربت کا کاروبار شروع کیا، زید نے دولاکھ روپے سرمایہ لگایا اور بکر مضارب کو نصف پر دیا، پھر بکر نے زید سے مشورہ کئے بغیر ایک ملازم رکھا، زید نے اس پر اعتراض کیا تو بکر نے جواباً کہہ دیا کہ یہ میرا معتمد دوست ہے، اس پر زید خاموش ہو گیا، ڈیڑھ سال بعد زید کو معلوم ہوا کہ دکان میں تیرہ ہزار روپے کا خسارہ ہوا ہے، بکر اور عمر نے چوری کی ہے، بکر نے اسی عرصہ میں اپنی ضروریات کیلئے دکان سے پینتالیس ہزار روپے لئے تھے جبکہ زید کو باوجود مطالبہ کے کچھ نہیں دیا، اب بکر کہتا ہے کہ میں نے دکان میں محنت کی ہے لہٰذا مجھے اس کا عوض ملنا چاہئے، فیصلہ کیلئے دو علماء ثالث مقرر کئے گئے انہوں نے حساب کتاب کر کے آخر کار یہ فیصلہ سنادیا کہ دکان زید کے پاس رہے اور بکر کو محنت کے عوض پینتالیس ہزار روپے دیئے جائیں جو وہ پہلے لے چکا ہے اس طرح زید (رب المال) کو اٹھاون ہزار روپے کا خسارہ برداشت کرنا پڑا، اب سوال یہ ہے کہ یہ فیصلہ شرعاً درست ہے یا نہیں؟ مذکورہ فیصلہ شرعی نہ ہونے کی صورت میں شرعی فیصلہ بھی رقم فرمادیں؟ جزاکم اللہ خیراً المستفتی: ڈاکٹر اسماعیل میمن مدینہ منورہ 26/ مئی 1987ء

الجواب: اگر زید شہادت شرعیہ سے یہ ثابت کرے کہ بکر نے خیانت اور چوری کی ہے تو اس خیانت کا عہدہ بکر پر عائد ہو گا اور اس کے بعد جب تمام سامان (کپڑے) فروخت ہو تو اصل رقم زید (رب المال) کو دی جائے اور زیادت اصل رقم پر (مثلاً دولاکھ پر) مساوی طور سے تقسیم کریں اور جو رقم بکر نے اخراجات کیلئے لی ہے وہ بکر کے حصہ کمائی سے منہا کی جائے۔

وھو الموفق (کتاب النوازل جلد 12- منتخب فتاویٰ: مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصور پوری، نائب مفتی واستاذ حدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد، ترتیب و تحقیق: محمد ابراہیم قاسمی غازی آبادی ناشر المرکز العلمی للنشر والتحقیق لال باغ مرادآباد)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصطلاحات مضاربت

مضاربت کے حوالے سے کتب احادیث و فقہ میں درج ذیل اصطلاحات کثرت سے استعمال ہوتی ہیں ان اصطلاحات کا مختصر تعارف رقم کیا جارہا ہے۔ اور یہ اصطلاحات حروف تہجی کی ترتیب سے درج کی جارہی ہیں۔

❁ **ابضاع:** معاہدہ مضاربت میں اگر تمام منافع رب المال ہی کے لئے مقرر ہو، تو اسے "ابضاع" کہتے ہیں یہ عقد تبرع کی ایک قسم ہے جو شرعی اعتبار سے جائز ہے۔ اس کا ایک مفہوم یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ کوئی شخص کسی کو اپنا سامان دیتا ہے کہ وہ اسے فروخت کرے لیکن فروخت کرنے والا حاصل شدہ نفع میں اپنا کوئی حصہ نہ رکھے تو یہ "ابضاع" ہے۔

❁ **اجارہ:** اجارہ سے مراد کسی شئے کا حق منفعت ایک مخصوص رقم کے عوض مقررہ مدت تک کسی کو دیا جاتا ہے اور مدت کے اختتام پر شئے دوبارہ مالک کی طرف لوٹ جاتی ہے یا کوئی شخص اپنی خدمات ایک مقررہ وقت کے لئے طے شدہ معاوضے کے بدلے میں کسی دوسرے شخص کو دیتا ہے۔ لغت کی رو سے اجارہ کے معنی "کرایہ پر دینے" کے ہیں

❁ **اجماع:** شریعت اسلامیہ کا تیسرا اہم ماخذ مصدر ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ کسی بھی زمانے کے تمام مجتھدین و علماء کسی پیش آمدہ مسئلے پر (جس کا قرآن وحدیث میں صراحت کے ساتھ ذکر موجود نہ ہو) متفقہ طور پر فیصلہ کریں۔

❁ **اجرت:** جو معاوضہ یا حق خدمت مزدور کو دیا جاتا ہے، اسے "اجرت" کہتے ہیں۔

❁ **اجیر:** وہ مزدور جو خدمات فراہم کرتا ہے اسے "اجیر" کہتے ہیں۔

❁ **اجیر خاص:** ایسا مزدور جو کل وقت یا بعض وقت کے لئے کسی ایک شخص یا ادارے کا کام کرتا ہو اور اس وقت میں کسی اور شخص یا ادارے کا کام نہ کرسکے اسے "اجیر خاص" کہتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمومی طور پر دفتر اور کارخانے وغیرہ میں جو مزدور کام کرتے ہیں عام طور پر وہ اجیر خاص ہی ہوتے ہیں۔

* اجیر عام: اجیر عام وہ مزدور ہوتا ہے جو کسی خاص وقت میں کسی ایک ہی شخص یا ادارے کے کام کو سرانجام دینے کا پابند نہ ہو بلکہ ایک وقت میں کئی دوسرے لوگوں کے کام کرنے کے پابند نہیں ہوتے ہیں بلکہ ایک ہی وقت میں مختلف لوگوں کے کام لیتے اور کرتے ہیں ۔موجودہ اسلامی بنک بھی اجارہ اشخاص میں اجیر عام کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیتے ہیں کیونکہ ایک ہی وقت میں وہ کئی کلائنٹس کو اپنی خدمات دے رہے ہوتے ہیں۔

* احتکار (ذخیرہ اندوزی): کھانے پینے کی اشیاء کو اس نیت کے ساتھ روکے رکھنا کہ جب بازار میں ان کی قلت ہوگی تو لوگوں کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انھیں منہ مانگی قیمت میں فروخت کی جائیگی یعنی طلب اور رسید کے فطری عمل کو مصنوعی طریقے سے متاثر کرکے قیمت میں اضافہ اور ضرورت مندوں کا استحصال کرنا۔

* اذن: کسی کو عدم بلوغت، مجنون یا غیر عاقل ہونے کی وجہ سے اس کی اپنی ہی جائداد میں تصرف سے روک دیا گیا ہو اور پھر اگر بیان کردہ عذر کے دور ہو جانے پر اسے تصرف کی اجازت دے دی جائے تو یہ اجازت دینا فقہی اصطلاح میں "اذن" کہلاتا ہے۔

* امانت\ودیعہ: جس مال کو حفاظت کی غرض سے کسی دوسرے شخص کے حوالے کیا جائے اسے ودیعہ اور عرف عام میں امانت کہا جاتا ہے۔ امانت کی حفاظت کرنا شرعا واجب ہے لہذا امین کی انتہائی نگہداشت کے باوجود امانت ضائع یا چوری ہو جاتی ہے، تو اس نقصان کی تلافی کرنے کا ذمہ دار نہیں ہوگا لیکن اگر اس کی کوتاہی یا تعدی کی وجہ سے نقصان ہوتا ہے تو امین حقیقی نقصان کا ضامن ہوگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❁ ایجاب: بائع یا مشتری کا کسی چیز کو بیچنے کے لئے یا خریدنے کے لئے پیشکش کرنا "ایجاب" کہلاتا ہے۔ جیسے بائع کا کہنا کہ میں نے یہ چیز آپ کو فروخت کی یا مشتری کا کہنا کہ میں نے فلاں چیز آپ سے خریدی۔ ہمارے ہاں ایجاب کے بارے میں ایک غلط تصور پایا جاتا ہے کہ ایجاب ہمیشہ بیچنے والے کی طرف سے ہی ہوتا ہے حالانکہ مشتری یا بائع میں سے جو بھی پہل کرے گا، اسی کا قول ایجاب ہے، یعنی عقد بیع کی انشاء میں پہل کو "ایجاب" کہا جاتا ہے۔ ایجاب قولی، فعلی، تحریری اور ضمنی چاروں طرح ہو سکتا ہے۔

❁ بائع: بائع سے مراد "بیچنے والا" ہے

❁ بیع: بیع کے لغوی معنی "خرید و فروخت کرنے" کے ہیں اور شریعت میں باہمی رضامندی سے تجارت کی غرض سے مال کے بدلے مال کو فروخت کرنا یا خریدنا "بیع" کہلاتا ہے۔ بیع ارکان "ایجاب و قبول" ہیں، جن کے بغیر بیع منعقد ہی نہیں ہوتی ہے۔

❁ بیع غرر: ایسی بیع جس میں کسی قسم کی جہالت ہو، چاہے مبیع میں ہو یا ثمن میں ہو یا مبیع کی سپر دگی کی قدرت میں ہو، "بیع غرر" کہلاتی ہے۔

❁ تقسیم مال مشترکہ: شرکت کی صورت میں ہر ایک شریک کی ملکیت دوسرے سے ممتاز نہیں ہوتی اور ہر ایک کسی مخصوص حصہ سے نفع پر قادر نہیں ہوتا۔ لہٰذا ان حصوں سے الگ الگ فائدہ حاصل کرنے کے لئے ان کو جدا کر دینے کا نام "تقسیم مال مشترکہ" ہے۔

❁ ثمن: مبیع کی قیمت کو ثمن کہا جاتا ہے۔

❁ حاجات ضروریہ: ان حاجات کو کہتے ہیں، جن کے بغیر انسان کی زندگی مشکل ہو جائے جیسے کپڑے، مکان۔ ایک معنی کے اعتبار سے "ضرورت" اسے کہتے ہیں، جس کے بغیر گذارہ نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو سکے اور "حاجت" اسے کہتے ہیں، جس کے بغیر گذارہ ہو تو جائے لیکن وقت اور دشواری سے ہو۔

❁ حجر: کسی کو عدم بلوغت، جنون یا غیر عاقل ہونے کی وجہ سے اس کی اپنی ہی جائداد میں قولی تصرف سے روک دینا "حجر" کہلاتا ہے۔ جسے تصرف سے روکا جاتا ہے، وہ "محجور" کہلاتا ہے۔

❁ حرام: حرام کے لغوی معنی "ممنوع، ناجائز اور روک دیئے جانے" کے ہیں، جبکہ فقہی اصطلاح میں اس سے مراد وہ اشیاء یا افعال ہیں، جن کو حتمی اور لازمی طور پر ترک کر دینے کا حکم شرع میں موجود ہو یعنی ایسے امور جن سے رک جانے کا حکم دلیل قطعی سے ثابت ہو۔ حرام کا حکم یہ ہے کہ اس کا مرتکب سزا کا مستحق ہوتا ہے اور اس کا انکار کرنے والا کافر ہو جاتا ہے، جبکہ حرام سمجھتے ہوئے کرنے والا فاسق ہے۔

❁ حلال: ایسا عمل یا شئے، جس کے کرنے یا استعمال کرنے کی شریعت نے اجازت دی ہو، انہیں "حلال" کہتے ہیں۔

❁ راس المال\سرمایہ: مضاربت\مشارکت میں یا قرض میں دی جانے والی اصل رقم کو "راس المال" کہتے ہیں۔

❁ رب المال: مضاربت کے کاروبار میں سرمایہ فراہم کرنے والے کو "رب المال" کہا جاتا ہے۔

❁ رشید: وہ شخص جو نہ صرف اپنے مال کی حفاظت کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو بلکہ فضول خرچی و بے وقوفی سے بچتے ہوئے اپنے مال کو خرچ بھی کرتا ہو۔

❁ سود: کے لغت میں معنی "زیادتی و بڑھوتری" کے ہیں۔ جبکہ اصطلاح میں قرض کا ایسا معاملہ جس میں قرض خواہ مقروض کو ایک مقررہ مدت تک مخصوص رقم یا مال دے کر اس سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی اصل رقم\مال پر بغیر عوض کے کچھ زیادتی کا مطالبہ کرتا ہے، اصل پر وہ زیادتی جو مدت کے مقابل ہو "سود" کہلاتی ہے۔

❁سود مفرد: ایک متعین مدت کے لئے ایک خاص شرح سود پر قرض دیا جائے اور قرض کی ادئیگی تک سود کی وہی شرح بغیر کسی اضافہ کے نافذ رہے۔

❁سود مرکب: اگر قرض خواہ نے کسی کو متعین مدت کے لئے ایک خاص شرح سود پر قرض دیا اور مقروض نے مدت پر قرض مع سود کے ادا نہ کیا تو قرض خواہ اس کی اصل رقم اور اس پر آنے والے سود کے مجموعے کو اصل سرمایہ قرار دے کر اس رقم پر بھی سود لگا دیتا ہے یعنی سود پر سود لیتا ہے، یہ طریقہ کار سود مرکب کہلاتا ہے۔

❁شراکت بالمال: "شرکت بالاموال" سے مراد وہ شرکت ہے جس میں شرکاء کاروبار میں نفع ونقصان کی بنیاد پر اپنا سرمایہ لگاتے ہیں۔

❁شراکت بالعمل: ایسی شراکت جس میں شرکاء مشترکہ طور پر اپنی خدمات ضرورت مندوں کو مہیا کرتے ہیں اور خدمات کے عوض ملنے والی رقم آپس میں طے شدہ تناسب سے تقسیم کر لیتے ہیں۔ اسے "شرکۃ الابدان اور شرکۃ الصنائع" کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔

❁عقد / معاہدہ: عقد کے لغوی معنی "گرہ" کے ہیں، جبکہ شرعی اعتبار سے مراد ایسا معاہدہ، جسے دو یا دو سے زائد افراد باہمی رضامندی کے ساتھ پورا کرنے کا خود کو پابند بنالیں۔

❁عقد باطل: ایسا عقد جو اپنی ذات اور صفات دونوں کے اعتبار سے درست نہ ہو، اسے عقد باطل کہتے ہیں۔ جیسے شراب کی خرید وفروخت کا معاہدہ وغیرہ۔

❁عقد فاسد: ایسا عقد، جو اپنی ذات کے اعتبار سے درست ہو لیکن صفاتی اعتبار سے اس میں کسی قسم کی خرابی ہو، اسے عقد فاسد کہتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❁ **عین/مال:** اس سے مراد وہ اشیاء ہیں، جو سامان منقولہ و غیر منقولہ کی صورت میں ہوں۔ اور ہر وہ شئے ہے، جسے ضرورت کے لئے محفوظ کیا جائے، طبیعت اس کی طرف مائل ہو اور اس کا لینا دینا معتبر سمجھا جاتا ہو

❁ **غرر:** غرر کے لغوی معنی "غیر یقینی کیفیت" کے ہیں، اور اصطلاح میں اس سے مراد یہ ہے کہ کاروبار وغیرہ میں کسی ایک فریق کے مفاد کا کسی ایسے امر پر موقوف ہونا، جو غیر یقینی ہو اور اس پر اسے اختیار بھی حاصل نہ ہو۔

❁ **غصب:** کسی کے مال کو زبردستی چھین لینا، "غصب" ہے۔ جو کوئی بھی کسی کا مال تھوڑا یا زیادہ غصب کرے، اس پر شرعاً ضروری ہے کہ مال مغصوب کو فوری طور پر اس کے اصل مالک کو لوٹا دے اور اگر اس نے مال ضائع یا خرچ کر دیا ہو، تو اس کا ضمان (نقصان کا ازالہ) ادا کرے۔

❁ **قبول:** بائع نے ایک خاص ثمن پر کسی شئے کو فروخت کا ایجاب یا پیشکش کی ہو اور مشتری اسے تسلیم کر لے تو اصطلاح فقہ میں یہ "قبول" کہلاتا ہے، اس کے برعکس بھی ہو سکتا ہے کہ مشتری ایک خاص ثمن پر مال خریدنے کی پیشکش (ایجاب) کرے اور بائع اسے تسلیم کر لے یا مال مشتری کے حوالے کر دے، یہ بھی قبول کہلائے گا۔

❁ **قیاس:** اجماع کے بعد شریعت کا چوتھا اور اہم ماخذ قیاس ہے، جس کی حجیت قرآن مجید، حدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ قیاس کے لغوی معنی "اندازہ کرنے، مطابق یا مساوی کرنے" کے ہیں۔ اور اصطلاح میں فرع کو اصل کے ساتھ علت و حکم میں برابر کرنا "قیاس" کہلاتا ہے۔ یا ایسے مسائل، جن کا حکم قرآن و حدیث اور اجماع میں نہ ہو، ان کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حل قرآن وحدیث کی روشنی میں ان جیسے مسائل کے ذریعے سے معلوم کرنا "قیاس" کہلاتا ہے۔

❁ **کفیل:** جس نے کسی دوسرے کی ذمہ داری لے لی ہو وہ "کفیل" کہلاتا ہے۔

❁ **مجنون:** پاگل شخص کو مجنون کہا جاتا ہے۔ پاگل کی دو قسمیں: **مجنون** منطبق اور غیر منطبق۔ مجنون منطبق وہ ہے وجو ہر وقت پاگل ہی رہے اور غیر منطبق وہ ہے جو کبھی کبھی اچھا بھی ہو جائے۔ ان دونوں کے شرعی احکام الگ الگ ہیں۔

❁ **مساقات:** "مساقات" شرکت کی ایک قسم ہے، جو باغات کے پھلوں میں ہوتی ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ درخت (یعنی باغ) ایک فریق کا ہو اور اس کی نگہداشت وپرداخت دوسرا فریق کرے اور پھلوں کی پیداوار فریقین میں (پہلے سے طے شدہ تناسب یا فیصد کے مطابق) تقسیم ہو۔

❁ **مستقل مشارکت:** مشارکت کی اس قسم میں کسی پروجیکٹ میں منافع کے حصول کے لئے سرمایہ کاری کی جاتی ہی۔ اس میں شراکت کی مدت کا تعین نہیں ہوتا البتہ شرکاء اپنی صوابدید پر اسے ختم کرسکتے ہیں۔ اس قسم کا مشارکت طویل المیعاد سرمایہ کاری کے لئے مناسب ہوتا ہے۔

❁ **مشارکت:** دو یا دو سے زائد افراد کا اپنے اپنے سرمایہ کو کسی مشترکہ کاروبار میں نفع ونقصان کی بنیاد پر جمع کر کے کاروبار چلانا "مشارکت" کہلاتا ہے۔ مشارکت میں نفع آپس میں طے شدہ تناسب سے تقسیم ہوتا ہے جبکہ نقصان لگائے گئے سرمایہ کے تناسب سے تمام شرکاء برداشت کرتے ہیں۔ اسلامی بنک میں اس طریقہ کار کو سود کے متبادل کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❁ **مشاع:** جس کے مشترکہ طور پر ایک سے زائد مالک ہوں اور اس شئے کے ہر ہر جزو پر ان کی ملکیت مشترکہ ہو۔

❁ **مضاربت:** مضاربہ شراکت کی ایک خاص قسم ہے، جس میں شرکاء میں سے ایک سرمایہ کاری کرتا ہے جبکہ دوسرا فریق کاروبار کے انتظام وانصرام اور چلانے کی ذمہ داری قبول کرتا ہے۔ سرمایہ کاری کرنے والے کو "رب المال" اور کاروبار چلانے والے کو "مضارب" کہتے ہیں۔ کاروبار سے حاصل ہونے والے منافع کو فریقین پہلے سے طے شدہ تناسب سے تقسیم کرتے ہیں جبکہ نقصان کی صورت میں سرمایہ کار کو تمام نقصان کو برداشت کرنا ہوتا ہے ۔کاروبار چلانے والے کو اس کی محنت کا معاوضہ نہ ملنے کی صورت میں نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔ موجودہ اسلامی بنکاری نظام میں اس طریقہ کار کو بطور "پروڈکٹ" استعمال کیا جارہا ہے۔

❁ **مضارب:** مضاربت میں کاروبار چلانے والے کو "مضارب / عامل" کہتے ہیں۔

❁ **مضاربت مطلقہ:** ایسا مضاربہ جس میں زماں ومکان اور قسم تجارت کا تعین نہ ہو بلکہ مضارب اپنی صوابدید پر کسی بھی جائز کاروبار میں سرمایہ کاری کر سکے، مضاربہ مطلقہ کہلاتا ہے۔ اس مضاربت میں مضارب تجارت کے وہ تمام امور سرانجام دے سکتا ہے، جو عام تاجر کرتے ہیں۔

❁ **مضاربت مقیدہ:** ایسی مضاربت جس میں رب المال مخصوص قسم ونوعیت کا کاروبار کرنے کی قید لگادے، تو اسے "مضاربہ مقیدہ" کہتے ہیں۔

❁ **وکالت:** وکالت عقد تبرع کی ایک قسم ہے، اصطلاح فقہ میں کسی کو اپنا قائم مقام بنا کر، اپنے کسی کام کی ذمہ داری اسے تفویض کرنا "وکالت" کہلاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❁ وکالت عامہ: عقد وکالت میں کسی خاص کام کے لئے وکیل نہ کیا گیا ہو تو اسے "وکالت عامہ" کہتے ہیں۔

❁ وکالت خاصہ: عقد وکالت میں اگر کسی خاص چیز کی خریداری کے لئے وکیل بنایا ہو۔

❁ وکیل: لغت میں وکیل کے معنی "سپرد کرنے یا کسی پر اعتماد کر کے اپنے کاموں کے انجام دہی کے لئے مقرر کرنے" کے ہیں۔ جبکہ شرع میں وکیل وہ ہے، جسے کسی نے اپنے ایسے کام میں جس میں نائب بنانا جائز ہو قائم مقام بنا کر اسے کام سپرد کر دیا ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختتامیہ

اسلام دین فطرت ہے جس کے احکام ہر شعبہ حیات سے متعلق ہیں اور انہی شعبوں میں معیشت یعنی اقتصاد بھی شامل ہے لہذا عمومی طور پر کتاب وسنت میں معروف معنوں میں تو اقتصادی نظریات یا معروف معاشی نظریات کے حوالے سے کوئی فلسفہ یا نظریہ نہیں پیش کیا گیا جس سے موجودہ دور کی معاشی اصطلاحات کو تعبیر دی گئی ہو لہذا بنیادی اقتصادی مسائل جیسا کہ ترجیحات کا تعین، وسائل کی تخصیص، تقسیم آمدنی وغیرہ پر باقاعدہ مباحث تو موجود نہیں ہیں لیکن ان تمام نظریات کے حوالے سے مکمل رہنمائی ضرور ملتی ہے خواہ وہ رہنمائی اجمالی ہی کیوں نہ ہو۔اور دو امور جو ممکنہ طور پر تمام اقتصادی نظریات کی بنیاد قرار دیے جاسکتے ہیں ان کی مکمل وضاحت ہمیں ضرور ملتی ہے جو درج ذیل ہیں:

1. پیدائش دولت
2. تقسیم دولت

اور معیشت کے تمام تر نظریات، فلسفے اور مباحث خواہ وہ قدیم ہوں یا جدید ان کا تعلق کسی فرد کے میزانیہ سے ہو یا کسی حکومت کے میزانیہ سے الغرض اسلام نے اس کی بنیاد مہیا کر دی کہ دولت کا حصول اور اس کے حلال ذرائع جسے ہم پیدائش دولت کے نام سے جانتے ہیں اور دوسرا امر دولت کہاں اور کیسے خرچ کی جائے جسے ہم تقسیم دولت یا مصارف دولت کے نام سے جانتے ہیں۔

جیسا کہ یہ امر معروف ہے کہ اسلام نے انسان کی کسی جائز اور فطری ضرورت پر کوئی قدغن نہیں لگائی البتہ یہ ضرور کیا کہ اس جائز و فطری حاجت وضرورت کی تکمیل کے لیے کچھ شروط عائد کر دی جن کی پابندی سے مطلوبہ حاجت کی تکمیل کی راہ میں کسی دوسرے کے لیے نقصان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ ہو اس امر کا ذکر رسول اللہ ﷺ نے اپنی ایک معروف حدیث میں بھی کیا جو کہ ایک فقہی قاعدہ کی شکل اختیار کر چکی ہے

لا ضرر و لا ضرار [1]

" اسلام میں نہ کسی کو تکلیف پہنچانا ہے اور نہ خود تکلیف اٹھانا ہے۔"

یہ حدیث اسلام کے بنیادی مزاج کو واضح کرتی ہے۔ اور مزید یہ کہ اسلام کے نظام اقتصاد میں تمام اقوام عالم اور دنیا کے ہر خطے کی نفسیات اور طبعی میلانات کی رعایت رکھی گئی ہے جیسا کہ تمام معاشی احکام میں اس امر کو بطور خاص خیال رکھا گیا کہ کوئی ایسا حکم نہ دیا جائے جو عام لوگوں کیلئے ناقابل برداشت ہو۔ اور اس ضمن میں انسان کے طبعی و فطری رغبت و میلانات کو اہمیت دی گئی اور ان تمام محرکات وعوامل کی اجازت دی گئی جو اس میں معاون و مددگار ثابت ہوں بشرطیکہ ان میں کوئی قباحت نہ ہو۔ لہذا جو چیزیں طبع سلیم پر گراں گذرتی ہیں ان کو ممنوع قرار دیا گیا۔ بعض احکام کی ادائیگی میں عزیمت اور رخصت کے دو درجے مقرر کئے گئے تاکہ انسان اپنی سہولت کے مطابق جس کو چاہے اختیار کرے۔ تعمیری اصلاحات میں قومی کردار کی پختگی اور خامی کی خاص رعایت رکھی گئی۔ نیکی کے زیادہ تر اعمال کی مکمل تفصیل بیان کر دی گئی اور اس کو انسانوں کی فہم پر نہیں چھوڑا گیا ورنہ بڑی دشواری پیش آتی۔ بعض احکام کے نفاذ میں حالات و مصالح کی رعایت کی گئی اور بعض میں اشخاص و افراد کی۔

قرآن مجید واحادیث میں متعدد صراحتیں اور اشارات ایسے موجود ہیں جن سے مندرجہ بالا اصولوں پر روشنی پڑتی ہے، مثلاً

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ [1]

---

[1] - موطأ مالك ، كتاب الأقضية وباب القضاء في المرفق، حديث:1427

[1] - قرآن مجید، آل عمران،159

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اللہ ہی کی رحمت سے آپ ان کے لئے اتنے نرم دل ہیں، اگر آپ ترش رو اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے پاس سے چلے جاتے۔"

لا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ([1])

"اللہ کسی شخص کو اس کی قدرت و طاقت سے زیادہ مکلف نہیں بناتا۔"

يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ([2])

"اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے دشواری اور تنگی نہیں چاہتا۔"

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ([3])

"اللہ نے دین کے معاملے میں تمہارے لئے کوئی تنگی نہیں رکھی۔"

مَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ ([4])

"اللہ نہیں چاہتا کہ تمہیں کسی دشواری میں مبتلا کرے بلکہ اس کا مقصد تم کو پاک وصاف کرنا ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو دینی معاملات کا انتظام سپرد کرتے وقت فرمایا:

يسرا ولا تعسرا ولا تنفرا تطاوعا ولا تختلفا ([5])

"آسانی پیدا کرو، مشکل میں نہ ڈالو، رغبت دلاؤ، نفرت نہ دلاؤ، جذبۂ اتحاد و اتفاق کو فروغ دو۔"

---

[1] - قرآن مجید، البقرة/286

[2] - قرآن مجید، البقرة/185

[3] - قرآن مجید، الحج/78

[4] - قرآن مجید، المائدہ/6

[5] - صحيح البخاري، كتاب الجهاد والسير، باب ما يكره من التنازع والاختلاف في الحرب، حدیث:2894

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک اور موقعہ پر ارشاد فرمایا:

بعثت بالحنفية السمحة ([1])

"میں آسان دین حنیف دے کر بھیجا گیا ہوں۔"

آپ کا عام دستور تھا کہ جب آپ کو دو چیزوں میں سے کسی ایک کے انتخاب کا اختیار دیا جاتا تو آپ ﷺ اس میں آسان تر کو اختیار فرماتے بشرطیکہ اس میں گناہ نہ ہوتا۔

وما خير رسول الله صلى الله عليه وسلم الا اختار أيسرهما مالم يكن اثماً ([2])

"رسول اللہ ﷺ کو جب بھی دو امور کے مابین اختیار دیا گیا تو آپ نے ان میں سے آسان کو منتخب کیا اگر وہ گناہ نہ ہو۔"

ایک مرتبہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ دین میں تنگی نہ ہونے کا کیا مطلب ہے جب کہ ہم کو بدکاری، چوری اور دوسری بہت سی سفلی خواہشات کی چیزوں سے روک دیا گیا ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تنگی نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ سخت قسم کے احکام کا جو بوجھ بنی اسرائیل پر تھا وہ اس امت پر نہیں ہے۔([3])

ان آیات واحادیث سے اسلام کا عمومی مزاج سمجھنے میں کافی مدد ملتی ہے اور یہی عمومی مزاج اسلام کے اقتصادی نظام میں بھی کارفرما ہے۔

---

[1] - مسند أحمد بن حنبل ، مسند الأنصار، حديث أبي أمامة الباهلي الصدي بن عجلان بن عمرو ، حديث:21729

[2] - صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب صفة النبي ﷺ ، حديث:3388

[3] - الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل وعيون الأقاويل فى وجوه التأويل،الزمخشرى، جار الله أبو القاسم محمود بن عمر، دار الكتاب العربي، بيروت، الطبع : 1407 ھ ، 1/292

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاوہ ازیں اسلام کے نظام اقتصاد میں جو جامعیت، ابدیت، معنویت، زندگی، نفاست وحس اور ہر دور کے حالات پر اس کی تطبیقی صلاحیت کا پایا جانا وہ دنیا کے کسی قانون میں نہیں ہے اسی لئے ہر زمان ومکان میں یہی نظام علی الاطلاق سب سے بہتر ہے۔

اگر چند نقاط کے تحت اسلام کے معاشی نظام کی حیثیت کا جائزہ لینا ہو تو درج ذیل نقاط سامنے آتے ہیں۔

❁ **قانونی حیثیت:** اسلام نے پیدائش دولت اور تقسیم دولت کے جو قوانین وضع کیے اس کی قانونی حیثیت کے لیے یہی امر کافی ہے کہ اس کا واضع خود اللہ تعالی کی ذات ہے نہ کہ کوئی انسان یا معاشرہ۔

❁ **تقدیس:** اللہ تعالی کے بنائے ہوئے قوانین کی حکومت جسموں کے ساتھ ساتھ دلوں پر بھی ہے یعنی وہ معاشرہ کے ساکنین کے ظواہر وبواطن کے تمام پہلوؤں کو مد نظر رکھتا ہے اس لیے اس یہ مقدس ومحترم ہے۔

❁ **مثبت ومنفی جوانب:** انسانی قانون کی تعمیر عموماً منفی بنیادوں پر ہوئی ہے یہ اکثر رد عمل کے نتیجہ میں وجود پذیر ہوتا ہے اسی لئے افراد کی تعمیر، اخلاقیات، تزکیۂ نفس اور تطہیر وتربیت کے ابواب میں یہ کوئی رہنمائی نہیں کرتا، جبکہ اسلامی قوانین زیادہ تر مثبت اصولوں کی بنیاد پر تعمیر کیے گئے ہیں اور وہ اسکے اعمال سے زیادہ اسباب ومحرکات پر نگاہ رکھتا ہے اور اسی کی روشنی میں یہ قانون سازی کرتا ہے۔

❁ **قانونی پہلو:** اس ضمن میں اسلامی قوانین کی بنیاد انسانی فطرت اور ہدایت الٰہی پر ہے اس میں اجتہاد کے ذریعے ہر زمانے کی تطبیق کا پہلو ضرور ملے گا لیکن اساسیات میں کوئی تبدیلی نہیں ملے گی یہی وجہ ہے کہ اس میں وحدت ویکسانیت ملتی ہے اور اس کی وجہ یہی ہے کہ اس کی بنیاد رسم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وروایات کے بجائے ہدایت الٰہی پر ہے، آدم علیہ السلام سے لے کر رسول اللہ ﷺ تک تمام انبیاء کے قوانین ایک ہی وحدت کے ساتھ وابستہ ہیں، خود قرآن اس کی شہادت دیتا ہے۔ جیسا کہ سورہ شوریٰ میں ہے:

شرع لكم من الدين ما وصى به نوحا والذي أوحينا إليك وما وصينا به إبراهيم وموسى وعيسى أن أقيموا الدين ولا تتفرقوا فيه ([1])

ترجمہ: تمہارے لئے بھی اسی دین کو مشروع کیا ہے جس کی تعلیم نوح کو دی تھی اور اے پیغمبر! یہ بھی جس کی وحی ہم نے تمہاری طرف کی ہے اور یہی دین ہے جس کی تعلیم ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کو دی تھی کہ اس دین کو قائم کریں اور اس میں اختلاف نہ کریں۔

❁ **قوت نفاذ:** اسلام کے قوانین اقتصاد کا آغاز ہی فکر آخرت اور حلال و حرام کے احساس سے ہوتا ہے وہ انسانی ضمیر کی تربیت کرتا ہے اور اس کے ظاہر و باطن کو قانون کیلئے تیار کرتا ہے، وہ اپنے ہر شہری کے دل و دماغ میں یہ احساس راسخ کرتا ہے کہ: كلكم راع وكلكم مسئول عن رعيته. ([2])

" تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے اس کی متعلقہ ذمہ داری کے بارے میں باز پرس ہوگی۔"

انما انا بشر وانه ياتيني الخصم فلعل بعضكم ان يكون الحن بحجته من بعض فاحسب انه صدق فاقضي له بذلك فمن قضيت له بحق فانما هي قطعة من النار فليأخذها او ليتركها ([3])

---

[1] - قرآن مجید، الشوری/13

[2] - صحيح البخاري، كتاب الجمعة، باب الجمعة في القرى والمدن، حديث:867

[3] - البخاري، صحيح البخاري، كتاب المظالم والغصب، باب إثم من خاصم في باطل، حديث :2346

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" میں ایک انسان ہوں میرے پاس مقدمات آتے ہیں ممکن ہے کہ کوئی فریق اپنے مدمقابل سے زیادہ چرب زبان ہو اور میں اس کے ظاہری دلائل کی بنا پر اس کو سچ گمان کروں اور اس کے حق میں فیصلہ کر دوں اس لئے اگر میں کسی بھائی کیلئے دوسرے مسلمان بھائی کے حق کا فیصلہ کر دوں تو محض فیصلہ کی بنا پر وہ درست نہیں ہو جائے گا وہ آگ کا ایک ٹکڑا ہو گا جو چاہے لے اور جو چاہے چھوڑ دے۔"

❁ **انسانی نفسیات کی رعایت:** اسلامی قوانین اقتصاد فطرت انسانی کے عین مطابق ہے اس میں انسانی طبائع اور نفسیات کی پوری رعایت ملحوظ رکھی گئی ہے قرآن کی آیت ذیل میں اسی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے:

فاقم وجهك للدين حنيفا فطرة الله التي فطر الناس عليها لا تبديل لخلق الله ذلك الدين القيم ولكن أكثر الناس لا يعلمون (1)

"پس پوری یکسوئی کے ساتھ اس دین کی طرف متوجہ ہو جاؤ جو اللہ کی اس فطرت کے عین مطابق ہے جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ کی خلقت میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔"

❁ **انسانی مصالح کی رعایت:** ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ اس میں انسانی مصالح کو قانونی اساس کا درجہ حاصل ہے انسانی مصالح سے مراد پانچ امور ہیں: جان، دین، نسل، عقل، اور مال۔ ان پانچوں چیزوں کی حفاظت سے متعلق تمام چیزیں مصالح انسانی میں داخل ہیں، دین و دنیا کے معاملات کا مدار انہی پر ہے اور انہی کے ذریعہ فرد اور جماعت کے جملہ مسائل کی نگرانی ہوتی

---

[1] - قرآن مجید، الروم/30

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ لہذا آج دنیا کو پھر اسلام کے نظام معیشت کی ضرورت ہے جس میں امانت داری اور صداقت بنیادی جزو ہوں۔

اور یہ بات بھی واضح رہے کہ یہ اعلان بھی اللہ تعالی کی طرف سے ہی ہے کہ:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ([1])

"آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا، تم پر اپنی نعمتیں تمام کر دیں اور اسلام بحیثیت دین پسند کیا۔"

قل نزلہ روح القدس من ربک بالحق لیثبت الذین آمنوا وھدی وبشری للمسلمین([2])

"اور ہم نے آپ پر کتاب نازل کی جس میں ہر چیز کا واضح بیان اور مسلمانوں کے لئے ہدایت ورحمت وبشارت موجود ہے۔"

لہذا اس امر کی ضرورت ہے کہ اسلام کے نظام اقتصاد کے اہم ترین پہلو مضاربت کے عصری مظاہر کو بیان کیا جائے جس سے اس امر کی وضاحت مکمل طور پر ہوتی ہے کہ اسلام انسان کی فطری و جائز ضرورت کی تکمیل کے لیے کوئی رکاوٹ کھڑی نہیں کرتا البتہ اس نے اس بنیادی معاشی تقسیم کو ضرور مانا جو اللہ تعالی نے تخلیق کی جس کی وضاحت اس آیت میں ملتی ہے:

اھم یقسمون رحمۃ ربک نحن قسمنا بینھم معیشتھم فی الحیاۃ الدنیا ورفعنا بعضھم فوق بعض درجات لیتخذ بعضھم بعضا سخریا ورحمۃ ربک خیر مما یجمعون ([3])

---

[1] ۔ قرآن مجید، المائدہ/3

[2] ۔ قرآن مجید، النحل/102

[3] ۔ قرآن مجید، الزخرف/32

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ہم نے ان کے درمیان معیشت کو تقسیم کیا ہے اور ان میں سے بعض کو بعض پر درجات میں فوقیت دی ہے تاکہ ان میں سے ایک دوسرے سے کام لے سکے۔"

ظاہر ہے کہ ایک دوسرے سے کام اس طرح لیا جائے گا ایک کام لینے والا اور دوسرا کام کرنے والا اور اس میں پیدائش دولت اور تقسیم دولت کے ساتھ بازار کی طلب و رسد کے تمام تر نظریات موجود ہیں اور یہی بات رسول اللہ ﷺ نے اپنی ایک حدیث میں بیان فرمائی:

دعوا الناس یرزق اللہ بعضهم عن بعض (1)

"لوگوں کو آزاد چھوڑ دو تاکہ اللہ تعالیٰ ان میں سے بعض کو بعض کے ذریعے رزق عطا فرمائے۔"

اسی طرح کام کروانے والا اور کرنے والے کے معاشی ملاپ کے نتیجے میں جو اشیاء وجود میں آتی ہیں ان کی قیمت کے حوالے سے بھی قانون سازی کر دی:

ان اللہ هو المسعر القابض الباسط الرازق (2)

"بے شک اللہ تعالیٰ ہی قیمت متعین کرنے والے ہیں وہی چیزوں کی رسد میں کمی کرنے والے اور زیادتی کرنے والے اور وہی رازق ہیں۔"

ان تین نصوص پر غور کیا جائے تو جو عناصر سامنے آتے ہیں انہیں اختصار کے ساتھ اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے

(1) کام کروانے والا (2) کام کرنے والا (3) محنت
(4) اجرت (5) انتاج (6) قیمت کا تعین
(7) طلب و رسد (8) نفع و نقصان (9) تکمیل حاجت
(10) اخلاقیات تلک عشرة كاملة

1 - صحيح مسلم، كتاب البيوع، باب تحريم بيع الحاضر للبادي، حديث:2878
2 - سنن الدارمي، كتاب البيوع، باب في النهي عن أن يسعر في المسلمين، حديث:2502

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گویا یہ کہنا ممکن ہے کہ پیدائش دولت اسی وقت ممکن ہے جب ایک سے زائد افراد کا ملاپ ہو لہذا سب سے پہلے اس امر کا جائزہ لیا جائے کہ باہمی مشارکت کی ممکنہ کتنی اشکال پائی جاسکتی ہیں:

1. ایک فرد سرمایہ کاری کرے اور دوسرا محنت کرے
2. ایک فرد سرمایہ کاری کرے اور محنت کرنے والے کے ساتھ مل کر محنت بھی کرے
3. دونوں افراد سرمایہ کاری بھی کریں اور مل کر محنت بھی کریں
4. ایک فرد کسی ادارے میں سرمایہ کاری کرے اور ادارہ کام کرے
5. ایک ادارہ سرمایہ کاری کرے اور فرد واحد محنت کرے
6. ایک ادارہ سرمایہ کاری کرے اور دوسرا ادارہ محنت کرے

یعنی مشارکت کی مذکورہ بالا اشکال میں تین عناصر بنیادی طور پر پائے جارہے ہیں:

1. فرد 2. ادارہ 3. محنت

لہذا اس مقالہ کے دوران تحقیق حاصل کردہ نتائج درج ذیل ہیں

- مشترکہ کاروبار کا بنیادی مقصد لوگوں کو آسانی فراہم کرنا ہے اس طریقے سے انسان سود کی لعنت سے چھٹکارا حاصل کرسکتا ہے اور بابرکت رزق حاصل کرسکتا ہے۔
- مضاربت کا تعلق شرکت عقد کے ساتھ ہے اور مضاربت کتاب و سنت ودیگر مصادر شریعت کی روشنی میں مشروع طریقہ تجارت ہے۔
- عقد مضاربت میں فریقین کو فسخ عقد کا اختیار ہوتا ہے۔
- عقد مضاربت میں وقت کی قید کے حوالے سے شرائط پر اتفاق کیا جاسکتا ہے
- نابالغ اور غیر عاقل بچے کو رب المال بننے کے لیے اپنے سرپرست کی اجازت کی ضرورت ہے جبکہ مضارب بننے کے لیے اسے سرپرست کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- ایک مضارب ایک ہی وقت میں ایک سے زائد اصحاب المال کے لیے بطور مضارب کام کر سکتا ہے۔
- غیر مسلم کے ساتھ عقد مضاربت کے تحت تجارت یا کاروبار کیا جا سکتا ہے۔
- بالغ اور عاقل عورت عقد مضاربت میں شریک ہو سکتی ہے۔
- عقد مضاربت میں دو مضارب کا حصہ ان کی محنت کے مطابق مختلف ہو سکتا ہے۔
- عقد مضاربت میں اصل سرمایہ رائج الوقت کرنسی اور اس کی جدید اشکال ہوں گی۔
- عقد مضاربت میں راس المال نقد ہونا چاہیے قرضہ کو راس المال بنانا درست نہیں جبکہ ایسا قرضہ جو مضارب کے ذمہ ہو اس کو سرمایہ بنایا جا سکتا ہے۔
- عقد مضاربت میں اصل سرمایہ مضارب کے سپرد کرنا ضروری ہے۔
- نفع میں حصہ داری کا تناسب فی صد کے اعتبار سے ہو گا۔
- عقد مضاربت میں نفع رب المال اور مضارب کے مابین تقسیم ہو گا۔
- عقد مضاربہ میں عامل کسی کا کام کو اپنے ساتھ خاص بھی کر سکتا ہے اور رب المال رضہ کارانہ طور پر محنتب میں شریک ہو سکتا ہے ہاں اگر رب المال محنت میں کسی شرط کے تحت شریک نہیں ہو سکتا۔
- عامل کسی تیسرے فرد کو محنت میں شریک کر سکتا ہے بشرطیکہ اس کا فائدہ عامل کو ہی رب المال کو اس سے کوئی غرض نہیں۔
- عقد مضاربہ ہر اس طریق تجارت میں استعمال کیا جا سکتا ہے جس میں مال کی بڑھوتری ہو سرمائے میں اضافہ ممکن ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- بہتر تو ہے کہ مضاربہ میں کسی زمانے، جگہ اور نوع تجارت کی قید نہ ہو مگر اس قید کا تعلق بازار کی ساتھ یا کسی قسم کی تجارت کے ساتھ ہو تو یہ قید جائز ہے۔
- عقد مضاربہ میں ادبار لین دین جائز ہے۔
- عقد مضاربہ میں عامل کو تصرف کی مکمل آزادی ہوتی ہے اور اس کے کاروبار سے متعلق اخراجات مضاربہ سے منہا کیے جائیں گے۔
- اگر سامان تجارت کے ضائع ہونے کا خدشہ ہو تو پھر سفر میں سامان مضاربہ کو لے کر جانا منع ہے۔
- عامل کو عقد مضاربہ میں کسی ایسے اقدام کی اجازت نہیں دی جاسکتی جس سے اصل سرمائے کو نقصان کا اندیشہ ہو اگر رب المال اس اقدام کی اجازت دے تو پھر عامل ممکنہ خدشات پر عمل کر سکتا ہے۔
- اگر عامل اپنے تصرفات میں ظلم سے کام لے یا اجازت سے بڑھ کر اپنے دائرہ اختیار سے نکل جائے تو وہ اصل سرمائے میں نقصان کا موجب بن رہا ہوتا ہے اس لیے وہ اس نقصان کو پورا کرنے کا ذمہ دار ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ عقد مضاربت سے حاصل شدہ نفع سے اسے محروم کر دیا جائے۔
- اگر عامل سرمائے کو اپنے قبضہ میں لیتا ہے مگر مضاربت شروع کرنے سے پہلے ہی اصل سرمائے میں کچھ ضائع ہو جائے تو اس کی تلافی منافع سے کی جائے گی۔
- حضر میں عامل کسی قسم کے اخراجات کا مستحق نہیں ہوتا اگر رب المال کے ساتھ اس نے اخراجات کی شرط لگائی ہو تو پھر اس کے لیے ذاتی اخراجات کو اصل سرمائے سے منہا کرنا جائز ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- عقد مضاربہ میں سرمائے کی مقدار سے متعلق اختلاف رونما ہو جائے تو اس صورت حال میں عامل کا قول معتبر ہو گا۔
- عقد مضاربت فاسد ہو جائے تو عامل اجرت مثل کا مستحق بنتا ہے۔
- عامل عقد مضاربت میں بطور امین شریک ہوتا ہے اگر اس کو کوتاہی کے بغیر کسی حادثہ کی وجہ سے راس المال ضائع ہو جائے تو عامل پر اس کی ادائیگی لازم نہیں ہے۔

OOO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مراجع و مصادر

❖ القرآن الكريم

❖ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان : محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التميمي، أبو حاتم، الدارمي

❖ أحكام أهل الذمة محمد بن أبي بكر ابن قيم الجوزية ، تحقيق: طه عبد الرؤوف سعد ،دار الكتب العلمية بيروت - لبنان الطبعةالثانية 1423 هـ - 2002م

❖ الأزمنة والأمكنة أبو على أحمد بن محمد بن الحسن المرزوقي الأصفهاني ، دار الكتب العلمية، بيروت الطبعة: الأولى، 1417هـ

❖ الاستذكار الجامع لمذاهب فقهاء الأمصار وعلماء الأقطار أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي،تحقيق:سالم محمد عطا، محمد علي معوض، دار الكتب العلمية – بيروت الطبعة: الأولى، 1421 - 2000

❖ اسلام کا تجارتی ضابطہ اخلاق، ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن، مکتبہ افکار اسلامی، لاہور

❖ أسنى المطالب في شرح روض الطالب المؤلف : شيخ الإسلام / زكريا الأنصاري دار الكتب العلمية ، بيروت، 1422 هـ - 2000تحقيق : د . محمد محمد تامر

❖ إعانة الطالبين على حل ألفاظ فتح المعين (هو حاشية على فتح المعين بشرح قرة العين بمهمات الدين) أبو بكر (المشهور بالبكري) عثمان بن محمد شطا الدمياطي الشافعي، دار الفكرالطبعة: الأولى، 1418 هـ - 1997 م

❖ اقتصادیات اسلام، تشکیل جدید ڈاکٹر محمد طاہر القادری، منہاج القرآن لاہور

❖ الإقناع في حل ألفاظ أبي شجاع شمس الدين، محمد بن أحمد الخطيب الشربيني الشافعي، المحقق: مكتب البحوث والدراسات -الناشر: دار الفكر - بيروت

❖ الإنصاف في معرفة الراجح من الخلاف على مذهب الإمام أحمد بن حنبل المؤلف : علاء الدين أبو الحسن علي بن سليمان المرداوي الدمشقي الصالحي، دار إحياء التراث العربي بيروت ـ لبنان الطبعة الأولى 1419هـ

❖ البحر الرائق شرح كنز الدقائق المؤلف : زين الدين بن إبراهيم بن نجيم ، المعروف بابن نجيم المصري ،دار المعرفة بيروت

❖ بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع علاء الدين، أبو بكر بن مسعود بن أحمد الكاساني الحنفي ، دار الكتب العلمية الطبعةالثانية، 1406هـ - 1986م

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❖ بداية المجتهد و نهاية المقتصدأبو الوليد محمد بن أحمد بن محمد بن أحمد بن رشد القرطبي الشهير بابن رشد الحفيد مطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده، مصر الطبعة الرابعة، 1395هـ/1975م

❖ البدر المنير في تخريج الأحاديث والأثار الواقعة في الشرح الكبير ابن الملقن سراج الدين أبو حفص عمر بن علي بن أحمد الشافعي المصري،المحقق : مصطفى أبو الغيط و عبدالله بن سليمان وياسر بن كال ،دار الهجرة للنشر والتوزيع - الرياض الطبعةالاولى ، 1425هـ-2004م

❖ بلغة السالك لأقرب المسالك المعروف بحاشية الصاوي على الشرح الصغير المؤلف: أبو العباس أحمد بن محمد الخلوتي، الشهير بالصاوي المالكي،دار المعارف.

❖ البناية شرح الهداية أبو محمد محمود بن أحمد بن موسى بن أحمد بن حسين الغيتابى الحنفى بدر الدين العينى دار الكتب العلمية - بيروت، لبنان الطبعة: الأولى، 1420 هـ - 2000 م

❖ بنک کا سود، ڈاکٹر محمد علی القری، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز، اسلام آباد

❖ تاج العروس من جواهر القاموس محمّد بن محمّد بن عبد الرزّاق الحسيني، أبو الفيض، الملقّب بمرتضى، الزَّبيدي، المحقق: مجموعة من المحققين دار الهداية

❖ التاج والإكليل لمختصر خليل المؤلف: محمد بن يوسف بن أبي القاسم بن يوسف العبدري الغرناطي، أبو عبد الله المواق المالكي دار الكتب العلمية الطبعة: الأولى، 1416هـ-1994م

❖ تجارت کی کتاب، حافظ عمران ایوب لاہوری، فقہ الحدیث پبلیکیشنز، لاہور

❖ تجارتی کمپنیوں کا لائحہ عمل، ڈاکٹر اعجاز احمد صمدانی، ادارہ اسلامیات، کراچی

❖ التراتيب الإدارية والعمالات والصناعات والمتاجر والحالة العلمية التي كانت على عهد تأسيس المدنية الإسلامية في المدينة المنورة العلمية محمد عَبْد الحَيّ بن عبد الكبير ابن محمد الحسني الإدريسي، المعروف بعبد الحي الكتاني عبد الله الخالدي دار الأرقم - بيروت الطبعة: الثانية

❖ ترتيب: الأمير علاء الدين علي بن بلبان الفارسي حققه شعيب الأرنؤوط مؤسسة الرسالة، بيروت الطبعة: الأولى، 1408 هـ - 1988 م

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❖ الترغيب والترهيب من الحديث الشريف عبد العظيم بن عبد القوي المنذري أبو محمد دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الأولى ، 1417 إبراهيم شمس الدين

❖ تفسير القرآن العظيم أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي المحقق : سامي بن محمد سلامةالناشر : دار طيبة للنشر والتوزيعالطبعة : الثانية 1420هـ - 1999 م

❖ التلخيص الحبير في تخريج أحاديث الرافعي الكبيرأبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني دار الكتب العلمية الطبعة الأولى 1419هـ. 1989م.

❖ تمدن عرب، ڈاکٹر گستاولی بان، مترجم سید علی بلگرامی، مطبوعہ اعظم پرننگ پریس حیدر آباد،

❖ تهذيب اللغة محمد بن أحمد بن الأزهري الهروي، أبو منصور المحقق: محمد عوض مرعب دار إحياء التراث العربي - بيروت الطبعة: الأولى، 2001م

❖ جامع البيان عن تأويل آي القرآن، محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملي، أبو جعفر الطبري، دار هجر للطباعة والنشر ، الطبعةالأولى، 1422 هـ - 2001 م،

❖ الجامع الصحيح، محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة البخاري، أبو عبد الله حسب ترقيم فتح الباري، دار الشعب - القاهرةالطبعة : الأولى ، 1407 – 1987

❖ جانب حلال، ابو الانشاء قاری خلیل الرحمن جاوید فضلی بک اردو بازار کراچی

❖ حاشية ابن عابدين المؤلف: ابن عابدين، محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الدمشقي الحنفي دار الفكر-بيروت الطبعةالثانية، 1412هـ - 1992م

❖ حاشية البجيرمي على الخطيب سليمان بن محمد بن عمر البُجَيْرَمِيّ المصري الشافعي دار الفكر: 1415هـ - 1995م

❖ حاشية الدسوقي على الشرح الكبير، محمد بن أحمد بن عرفة الدسوقي المالكي، دار الفكر، بيروت،

❖ حاشية الرملي على أسنى المطالب شرح روض الطالب المؤلف : أبي العباس أحمد الرملي الأنصاري. أبي حاتم القزويني مصنف في الحيل كتاب القراض، واحتج به،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❖ حاشية العدوي على شرح كفاية الطالب الرباني المؤلف: أبو الحسن، علي بن أحمد بن مكرم الصعيدي العدوي (نسبة إلى بني عدي، بالقرب من منفلوط) المحقق: يوسف الشيخ محمد البقاعي الناشر: دار الفكر - بيروت

❖ حاشية عميرة شهاب الدين أحمد الرلسي الملقب بعميرة . ، تحقيق : مكتب البحوث والدراسات الناشر : دار الفكر لبنان / بيروت سنة النشر : 1419هـ - 1998م

❖ الحاوي الكبير في فقه مذهب الإمام الشافعي أبو الحسن علي بن محمد بن محمد بن حبيب البصري البغدادي، الشهير بالماوردي المحقق: الشيخ علي محمد معوض - الشيخ عادل أحمد عبد الموجوددار الكتب العلمية، بيروت -الطبعةالأولى، 1419 هـ -1999 م

❖ خرید و فروخت کی مروجہ صورتیں اور ان کی شرعی حیثیت، ڈاکٹر محمد توفیق رمضان بوطی، شریعہ اکادمی، اسلام آباد

❖ خرید و فروخت اور نفع کمانے کے شرعی احکام ڈاکٹر اعجاز احمد صمدانی، ادارہ اسلامیات کراچی

❖ الخصائص الكبرى عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي دار الكتب العلمية - بيروت

❖ الدراية في تخريج أحاديث الهداية أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني و المحقق : السيد عبد الله هاشم اليماني المدني الناشر : دار المعرفة - بيروت

❖ درر الحكام في شرح مجلة الأحكام المؤلف: علي حيدر خواجه أمين أفندي تعريب: فهمي الحسيني، دار الجيل الطبعة: الأولى، 1411هـ - 1991م

❖ دور حاضر کے مالی معاملات کا شرعی حکم، حافظ ذوالفقار احمد، لاہور

❖ الذخيرةالمؤلف : شهاب الدين أحمد بن إدريس القرافي تحقيق : محمد حجي الناشر : دار الغرب بيروت سنة النشر : 1994م

❖ الرازي،أبو عبد الله محمد بن عمر بن الحسن بن الحسين التيمي ، مفاتيح الغيب. دار إحياء التراث العربي، بيروت. الطبعة الثالثة 1420 ه

❖ ربو اور بنک کا سود، ڈاکٹر یوسف قرضاوی، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز، اسلام آباد

❖ رد المحتار على الدر المختار، ابن عابدين، محمد أمين بن عمر عابدين الحنفي ، دار الفكر، بيروت، الطبعة: الثانية، 1412هـ - 1992م،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❖ رسول اکرم بحیثیت تاجر، ترتیب وتدوین حافظ محمد عارف گھانچی

❖ الروض الأنف في شرح السيرة النبوية لابن هشام أبو القاسم عبد الرحمن بن عبد الله بن أحمد السهيلي المحقق: عمر عبد السلام السلامىالناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت الطبعة: الطبعة الأولى، 1421هـ/ 2000م

❖ روضة الطالبين وعمدة المفتين. أبو زكريا محيي الدين يحيي بن شرف النووي، المكتب الإسلامي، بيروت، دمشق- عمان، الطبعة: الثالثة، 1412هـ / 1991م

❖ الزمخشرى، جار الله أبو القاسم محمود بن عمر، الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل وعيون الأقاويل فى وجوه التأويل، دار الكتاب العربي، بيروت، الطبع : 1407 هـ ، ۲۹۲/۱

❖ سبل السلام محمد بن إسماعيل الأمير الكحلاني الصنعاني مكتبة مصطفى البابي الحلبي الطبعةالرابعة 1379هـ/ 1960م

❖ سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدهاأبو عبد الرحمن محمد ناصر الدين، بن الحاج نوح بن نجاتي بن آدم، الأشقودري الألباني مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض

❖ سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة أبو عبد الرحمن محمد ناصر الدين، بن الحاج نوح بن نجاتي بن آدم، الأشقودري الألباني دار المعارف، الرياض - المملكة العربية السعوديةالطبعة الأولى، 1412 هـ / 1992 م

❖ سنن ابن ماجه - أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني المحقق: شعيب الأرنؤوط - دار الرسالة العالمية، الطبعة: الأولى، 1430 هـ - 2009 م

❖ سنن أبي داود أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِسْتاني ، المحقق: شعَيب الأرنؤوط - الناشر: دار الرسالة العالمية الطبعة: الأولى، 1430 هـ - 2009 م

❖ سنن الترمذي محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى المحقق: بشار عواد معروف دار الغرب الإسلامي - بيروت سنة النشر: 1998 م

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- ❖ السنن الصغرى للنسائي أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علي الخراساني، النسائي تحقيق: عبد الفتاح أبو غدةالناشر: مكتب المطبوعات الإسلامية - حلب الطبعة: الثانية، 1406 - 1986
- ❖ السنن الكبرى أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجردي الخراساني، أبو بكر البيهقي المحقق: محمد عبد القادر عطادار الكتب العلمية، بيروت - لبنات الطبعة: الثالثة، 1424 هـ - 2003 م
- ❖ السيل الجرار المتدفق على حدائق الأزهار محمد بن علي بن محمد بن عبد الله الشوكاني اليمني دار ابن حزم
- ❖ شرح الزركشي على مختصر الخرقي شمس الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الله الزركشي المصري الحنبلي تحقيق عبد المنعم خليل إبراهيمالناشر : دار الكتب العلميةسنة النشر : 1423هـ - 2002م
- ❖ شرح المنهج المنتخب إلى قواعد المذهبالمنجور أحمد بن علي المنجور دراسة وتحقيق: محمد الشيخ محمد الأمين دار عبد الله الشنقيطي للنشر
- ❖ شرکت الوجوہ، شیخ محمد رفیق یونس مصری، مترجم ڈاکٹر محمد مہربان باروی، شیخ زید اسلامک ریسرچ سینٹر جامعہ کراچی
- ❖ شرکت و مضاربت عصر حاضر میں، ڈاکٹر محمد عمران اشرف عثمانی، مکتبہ معارف القرآن، کراچی
- ❖ صحيح مسلم مسلم بن الحجاج أبو الحسين القشيري النيسابوري دار إحياء التراث العربي - بيروت محمد فؤاد عبد الباقي
- ❖ عہد رسالت اور عہد صحابہ میں علمی سرگرمیاں، حافظ محمد ابراہیم فیضی، دار العلم والتحقیق، کراچی
- ❖ غاية البيان شرح زبد ابن رسلان شمس الدين محمد بن أبي العباس أحمد بن حمزة شهاب الدين الرملي دار المعرفة - بيروت
- ❖ الفتاوى الهندية المؤلف: لجنة علماء برئاسة نظام الدين البلخي الناشر: دار الفكرالطبعةالثانية، 1310 هـ
- ❖ فتح الباري شرح صحيح البخاري أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل العسقلاني الشافعي: دار المعرفة - بيروت، 1379

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❖ فتح الوهاب بشرح منهج الطلاب زكريا بن محمد بن أحمد بن زكريا الأنصاري، زين الدين أبو يحيى السنيكي دار الفكر للطباعة والنشرالطبعة: 1414هـ/1994م

❖ فتوحات الوهاب بتوضيح شرح منهج الطلاب المعروف بحاشية الجمل (منهج الطلاب اختصره زكريا الأنصاري من منهاج الطالبين للنووي ثم شرحه في شرح منهج الطلاب) سليمان بن عمر بن منصور العجيلي الأزهري، المعروف بالجمل (المتوفى: 1204هـ الناشر: دار الفكر

❖ الفِقْهُ الإسلاميُّ وأدلَّتُهُ أ. د. وَهْبَة بن مصطفى الزُّحَيْلِيّ،الناشر: دار الفكر - سوريَّة - دمشق الطبعةالرَّابعة

❖ الفقه على المذاهب الأربعة، عبد الرحمن بن محمد عوض الجزيري، دار الكتب العلمية. بيروت، لبنان، الطبعةالثانية، 1424 هـ -2003 م،

❖ الفواكه الدواني على رسالة ابن أبي زيد القيرواني أحمد بن غانم (أو غنيم) بن سالم ابن مهنا، شهاب الدين النفراوي الأزهري المالكي دار الفكر تاريخ النشر: 1415هـ - 1995م

❖ قاموس القرآن اصلاح الوجوه والنظائر فى القرآن ، حسين بن محمد الدامغانى، دار العلم للملايين، بيروت

❖ القاموس المحيط مجد الدين أبو طاهر محمد بن يعقوب الفيروزآبادى مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت - لبنانالطبعة: الثامنة، 1426 هـ - 2005 م

❖ الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار أبو بكر بن أبي شيبة، عبد الله بن محمد بن إبراهيم بن عثمان بن خواستي العبسي و المحقق: كمال يوسف الحوت الناشر: مكتبة الرشد - الرياض الطبعة: الأولى، 1409

❖ كشاف القناع عن متن الإقناع المؤلف: منصور بن يونس بن صلاح الدين ابن حسن بن إدريس البهوتى الحنبلى دار الكتب العلمية

❖ كفاية الأخيار في حل غاية الإختصار أبو بكر بن محمد بن عبد المؤمن بن حريز بن معلى الحسيني الحصني، تقي الدين الشافعي المحقق: علي عبد الحميد بلطجي ومحمد وهبي سليمان دار الخير - دمشق الطبعةالأولى، 1994

❖ كفاية الطالب الرباني لرسالة أبي زيد القيرواني أبو الحسن المالكي تحقيق : يوسف الشيخ محمد البقاعي الناشر : دار الفكر بيروت سنة النشر : 1412

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❖ كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال علاء الدين علي بن حسام الدين المتقي الهندي البرهان فوري المحقق : بكري حياني - صفوة السقا الناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة : الطبعة الخامسة ،1401هـ/1981م

❖ کتاب البیوع، شیخ الحدیث عبد الستار الحماد، مرکز الدراسات الاسلامیہ میاں چنوں

❖ لسان العرب محمد بن مكرم بن على، أبو الفضل، جمال الدين ابن منظور الأنصاري الرويفعى الإفريقى دار صادر - بيروت الطبعة: الثالثة - 1414 هـ

❖ المبسوط تأليف: شمس الدين أبو بكر محمد بن أبي سهل السرخسي دراسة وتحقيق: خليل محي الدين الميس دار الفكربيروت، لبنان الطبعةالأولى، 1421هـ 2000م

❖ مجمع الزوائد ومنبع الفوائدأبو الحسن نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان يثمي المحقق: حسام الدين القدسي مكتبة القدسي، القاهرة 1414 هـ، 1994

❖ مجموع الفتاوى تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم بن تيمية الحراني المحقق: عبد الرحمن بن محمد بن قاسم الناشر: مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف، المدينة النبوية، المملكة العربية السعودية 1416هـ/1995م

❖ مختار الصحاح زين الدين أبو عبد الله محمد بن أبي بكر بن عبد القادر الحنفي الرازي المحقق: يوسف الشيخ محمد المكتبة العصرية - الدار النموذجية، بيروت - الطبعة: الخامسة، 1420هـ / 1999م

❖ مختصر إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي - بيروت الطبعة : الثانية - 1405 - 1985

❖ مختصر الإنصاف والشرح الكبير محمد بن عبد الوهاب بن سليمان التميمي النجدي المحقق: عبد العزيز بن زيد الرومي، د. محمد بلتاجي، د. سيد حجاب الناشر: مطابع الرياض - الرياض

❖ المدونة الكبرى، مالك بن أنس بن مالك الأصبحي ، محقق : زكريا عميرات، دار الكتب العلمية ، بيروت، لبنان،

❖ مراتب الإجماع في العبادات والمعاملات والاعتقادات المؤلف : أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسي القرطبي الظاهري دار الكتب العلمية - بيروت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❖ المستدرك على الصحيحين أبو عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدويه بن نُعيم بن الحكم النيسابوري، تحقيق: مصطفى عبد القادر عطا دار الكتب العلمية - بيروت الطبعة: الأولى، 1411 - 1990

❖ مسند الإمام أحمد بن حنبل أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني أحمد محمد شاكر دار الحديث - القاهرة الطبعة: الأولى، 1416 هـ - 1995 م

❖ مسند الدارمي المعروف بـ (سنن الدارمي)أبو محمد عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل بن بَهرام بن عبد الصمد الدارمي، التميمي السمرقندي حسين سليم أسد الداراني دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية

❖ المعجم الأوسط أبو القاسم سليمان بن أحمد الطبراني دار الحرمين - تحقيق : طارق بن عوض الله بن محمد ,عبد المحسن بن إبراهيم الحسيني القاهرة ، 1415

❖ المعجم الكبيرسليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني حمدي بن عبد المجيد السلفي مكتبة ابن تيمية - القاهرة الطبعة: الثانية

❖ المعجم الوسيط مجمع اللغة العربية بالقاهرة(إبراهيم مصطفى / أحمد الزيات / حامد عبد القادر / محمد النجار)دار الدعوة

❖ معرفة السنن والآثارأحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر البيهقي المحقق: عبد المعطي أمين قلعجي الناشرون: جامعة الدراسات الإسلامية (كراتشي - باكستان)، دار قتيبة (دمشق -بيروت)، دار الوعي (حلب - دمشق)، دار الوفاء (المنصورة - القاهرة)الطبعة: الأولى، 1412هـ - 1991م

❖ معرفة الصحابة أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إسحاق بن موسى بن مهران الأصبهاني (المتوفى: 430هـ)تحقيق:عادل بن يوسف العزازيدار الوطن للنشر، الرياض الطبعةالأولى 1419 هـ - 1998 م

❖ معیشت نبوی، سید فضل الرحمن دار العلم والتحقیق کراچی

❖ معیشت و اقتصاد کا اسلامی تصور، حکیم محمود احمد غضنفر، ادارہ اسلامیات لاہور

❖ المغرب في ترتيب المعرب أبو الفتح ناصر الدين بن عبد السيدبن علي بن المطرزي مكتبة أسامة بن زيد - حلب الطبعة الأولى ، 1979

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❖ مغني المحتاج إلى معرفة معاني ألفاظ المنهاج شمس الدين، محمد بن أحمد الخطيب الشربيني الشافعي (المتوفى: 977هـ)، دار الكتب العلميةالطبعة: الأولى، 1415هـ - 1994م

❖ مغني المحتاج إلى معرفة معاني ألفاظ المنهاج، شمس الدين، محمد بن أحمد الخطيب الشربيني الشافعي ، دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى، 1415هـ - 1994م

❖ المغني في فقه الإمام أحمد بن حنبل، عبد الله بن أحمد بن قدامة المقدسي أبو محمد، دار الفكر ، بيروت، الطبعة الأولى ، 1405ه

❖ الملخص الفقهي المؤلف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان الناشر: دار العاصمة، الرياض، المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، 1423هـ

❖ المنتقى من السنن المسندة المؤلف: أبو محمد عبد الله بن علي بن الجارود النيسابوري المجاور بمكة المحقق: عبد الله عمر البارودياالناشر: مؤسسة الكتاب الثقافية – بيروت الطبعةالأولى، 1408 – 1988

❖ منح الجليل شرح مختصر خليل محمد بن أحمد بن محمد عليش، أبو عبد الله المالكي دار الفكر – بيروت تاريخ النشر: 1409هـ/1989م

❖ المهذب في فقة الإمام الشافعي المؤلف: أبو اسحاق إبراهيم بن علي بن يوسف الشيرازي دار الكتب العلمية

❖ مواهب الجليل في شرح مختصر خليل شمس الدين أبو عبد الله محمد بن محمد بن عبد الرحمن الطرابلسي المغربي، المعروف بالحطاب الرُّعيني المالكي دار الفكرالطبعةالثالثة، 1412هـ - 1992م

❖ الموسوعة الفقهية الكويتية صادر عن: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية - الكويت، الطبعة: (من 1404 - 1427 هـ) ..الأجزاء 1 - 23: الطبعة الثانية، دارالسلاسل – الكويت الأجزاء 24 - 38: الطبعةالأولى، مطابع دار الصفوة - مصر.الأجزاء 39 - 45: الطبعة الثانية، طبع الوزارة

❖ موطأ مالك، مالك بن أنس أبو عبدالله الأصبحي، دار إحياء التراث العربي - مصر، تحقيق : محمد فؤاد عبد الباقي

❖ نزهة الأعين النواظر في علم الوجوه والنظائر في القرآن الكريم ابن الجوزي، عبدالرحمن بن علي أبو الفرج جمال الدين بدراسةوتحقيق محمدعبدالكريم كاظم الراضي،مؤسسة الرسالة، بيروت، 1404هـ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❖ نصب الراية لأحاديث الهداية مع حاشيته بغية الألمعي في تخريج الزيلعي جمال الدين أبو محمد عبد الله بن يوسف بن محمد الزيلعي المحقق : محمد عوامة مؤسسة الريان للطباعة والنشر - بيروت -لبنان/ دار القبلة للثقافة الإسلامية- جدة - السعودية الطبعة الأولى، 1418هـ/1997م

❖ نهاية المحتاج إلى شرح المنهاج شمس الدين محمد بن أبي العباس أحمد بن حمزة شهاب الدين الرملي ، دار الفكر، بيروت الطبعة: - 1404هـ/1984م

❖ نيل الأوطار من أحاديث سيد الأخيار شرح منتقى الأخبار: محمد بن علي بن محمد بن عبد الله الشوكاني اليمني تحقيق: عصام الدين الصبابطي الناشر: دار الحديث، مصرالطبعة: الأولى، 1413هـ - 1993م

❖ وجوه القرآن الكريم، اسماعيل بن احمد الحيرى، دار السقا ، دمشق، 1996م،

❖ الوجوه والنظائر في القرآن ، هارون بن موسي، تحقيق الدكتور حاتم صالح الضامن، وزارة الثقافة والإعلام، بغداد، 1409ه

OOO

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرکز الترجمہ والتحقیق للاقتصادی الاسلامی کی طرف سے آئندہ طبع ہونے والی علمی تصنیفات

ایڈورٹائزنگ

عصر حاضر کے تناظر میں شرعی اور اخلاقی ضوابط کا جائزہ

اپنے کاروبار کی ترقی اور ترویج اور مصنوعات کے متعلق صارفین کو آگاہ کرنے کا عمل ایڈورٹائزنگ کہلاتا ہے اس کتاب میں ایڈورٹائزنگ سے متعلق درج مباحث کو عام فہم اور سہل انداز میں تعلیمات اسلامیہ کی روشنی میں قارئین تک پہنچانے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

1. ایڈورٹائزنگ کی لغوی اصطلاحی اور عرف و معاشرہ کے نزدیک تعریفات
2. ایڈورٹائزنگ کا تاریخی پس منظر اور اس کی ارتقائی کیفیات کا بیان
3. ایڈورٹائزنگ کے مقاصد اور اہداف کیا ہوتے ہیں
4. ایڈورٹائزنگ کے معاشرے پر مثبت اور منفی اثرات کا احاطہ
5. ایڈورٹائزنگ کے جدید ذرائع اور طریقے کونسے ہیں اور اسلام نے کس ذرائع کی اجازت دی ہے۔
6. ایڈورٹائزنگ کے شرعی اصول وضوابط کیا ہیں۔
7. ہمارے معاشرے میں رائج ایڈورٹائزنگ کے جدید طریقے اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ ہیں یا نہیں؟

انسائیکلو پیڈیا برائے اقتصادی نصوص

قدیم وجدید اقتصادی مسائل کا انحصار نصوص شریعت پر ہے لہذا قدیم وعصری اقتصادی کے فقہی احکام سے متعلقہ تمام نصوص کا احاطہ کیا گیا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1. آیات قرآن مجید
2. فرامین رسالت
3. آثار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین
4. اقوال فقہاء کرام

اس میں سب سے اہم ترین امر عصری اقتصادی تطبیقات کا بطور خاص ذکر کیا گیا

www.KitaboSunnat.co

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زر تبادلہ کی جدید صورتیں اور اس کی شرعی حیثیت

معیشت کا دارو مدار کسی نا کسی شکل کی کرنسی یا قیمت پر ہے اس کتاب میں کرنسی سے متعلق درج ذیل عناوین پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

☆زر کا معنی و مفہوم اور زر کی مختلف اقسام

☆بارٹر سسٹم کیا ہے اس کی ارتقائی تاریخ اور ناکامی کی وجوہات

☆عہد نبوت، خلفاء راشدین اور دیگرت ادوار میں رائج زر درہم و دینار سے متعلق شرعی رہنمائی۔

☆کاغذی کرنسی کا آغاز ارتقاء

☆کیا کاغذی کرنسی درہم و دینار کا متبادل ہے؟

☆کاغذی کرنسی کی حقیقی قدر و منزلت کیا ہے؟

☆کیا کاغذی کرنسی پر انحصار کرنے والی معیشت مستحکم ہو سکتی ہے؟

ٹیکس کی شرعی حیثیت اور اصول وضوابط

عوام الناس پر مختلف قسم کے ٹیکسز سے متعلق شرعی رہنمائی پر مشتمل علمی اور سنجیدہ معلومات کا مجموعہ: اس تصنیف میں درج ذیل عناوین پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

1. ٹیکس کسے کہتے ہیں اور ٹیکس کا بیت المال کے ساتھ کیا تعلق ہے
2. ٹیکس کا تعارف علماء شریعت اور ماہرین معاشیات کی نظر میں
3. ٹیکس تاریخی تناظر میں
4. ٹیکس کی جدید صورتیں اور مروجہ ٹیکسز کا شریعت اسلامیہ کی روشنی میں جائزہ
6. ٹیکس کو جائز قرار دینے والے علماء کرام کے دلائل کا جائزہ
7. ٹیکس کو ناجائز کہنے والے فقہاء کرام کے استنباطات پر نقد و تبصرہ
8. ٹیکس کے متعلق شریعت اسلامیہ کا مبنی بر عدل موقف مضبوط دلائل کی روشنی میں

الغرض ٹیکس کے موضوع پر ایک منفرد علمی کوشش ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جامعہ ابی بکر الاسلامیہ

جامعہ ابی بکر الاسلامیہ ایک معروف دینی، علمی، دعوتی اور اصلاحی ادارہ ہے۔ جو کہ عرصہ 34 سال سے ہر قسم کے تعصب اور فرقہ واریت سے بالاتر ہو کر علوم نبوت کی شمع کی روشنی کو عام کرنے کے لیے مصروف عمل ہے۔ جہاں قرآن و سنت کی تعلیم کا بالغ نظری سے موقر اہتمام کیا گیا ہے۔ جس کی بنیاد 7 جولائی 1978ء کو محترم پروفیسر محمد ظفر اللہ رحمہ اللہ کی پر خلوص کوششوں سے رکھی گئی۔ جامعہ ابی بکر الاسلامیہ بین الاقوامی شہرت یافتہ عالمی سطح کی بہترین اسلامی جامعات کی تنظیم رابطۃ الجامعات الاسلامیۃ کی رکن ہے۔ جامعہ میں تعلیم و تدریس عربی زبان میں ہوتی ہے۔ جامعہ ابی بکر کے تعلیمی کورسز جدید تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے سعودی عرب کی اسلامی جامعات کے انداز پر مرتب کئے گئے ہیں۔ اس دانشگاہ میں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ، جامعہ ام القری مکہ مکرمہ، جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ ریاض، جامعہ ابی بکر الاسلامیہ اور دیگر ملکی جامعات کے ڈگری ہولڈرز پاکستانی باصلاحیت، مخلص اور مخلص اساتذہ و مربیان کرام تعلیم و تربیت کے فرائض خوش اسلوبی سے سرانجام دے رہے ہیں۔ الحمدللہ مختصر سی مدت میں اللہ کی توفیق و فضل و کرم اور دنیائے اسباب میں اپنے محسنین کرام حفظہم اللہ تعالیٰ کے حسن تعاون سے مختلف تعلیمی، دعوتی اور رفاہی ادارے قائم کر کے اپنے بہت سارے مقاصد میں کامیابی حاصل کی ہے جن میں سے بعض اہم شعبے مندرجہ ذیل ہیں: کلیۃ الحدیث الشریف والدراسات الاسلامیہ، المعہد العلمی الثانوی، مرکز تعلیم اللغۃ العربیہ، شعبہ حفظ القرآن الکریم، مدرسہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا للبنات، مرکز اسلامی وابوبکر اکیڈمی نیو کراچی، شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ، شعبہ دعوت و تبلیغ، مرکزی لائبریری، مجلہ اسوہ حسنہ، مرکز الترجمہ والتحقیق للاقتصاد الاسلامی۔

مجلہ اسوہ حسنہ

جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کا علمی، اصلاحی و تحقیقی ماہنامہ مجلہ " اسوہ حسنہ " کم و بیش 10 سال سے معاشرے میں پھیلی ہوئی برائیوں کی بیخ کنی کے لیے اپنا کردار ادا کر رہا ہے اس کار خیر میں آپ بھی اپنا حصہ ملا سکتے ہیں جس کی بہترین صورت اہل علم قلمی مشارکت، اور دیگر اسے اپنے حلقہ احباب میں متعارف کروانا ہے۔ اور ایک صورت کاروباری اشتہارات کی مجلہ میں اشاعت بھی ہو سکتی ہے۔

برائے رابطہ: www.usvah.org ،www.jab@gmail.com

موبائل: 03216977241، آفس: 021349800471

Fazlee's BOOK SUPERMARKET
507/3, Temple Road, Urdu Bazar,Karachi-74200,Pakistan.
Tel:9221-32212991,32629724 Fax:9221-32633887